محمد عثمان
Email: Mu420281@gmail.com

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علم نفسیات (Psychology) میں شخصیت کا مطالعہ ایک دلچسپ موضوع ہے۔ شخصیت کی ایک جامع و مانع تعریف کرنا بہت مشکل ہے۔ سادہ الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کسی انسان کی شخصیت اس کی ظاہری و باطنی اور اکتسابی وغیراکتسابی خصوصیات (Personality Attributes) کا مجموعہ ہے۔ اگر کوئی ہم سے پوچھے کہ تمہارے دوست کی شخصیت کیسی ہے؟ تو ہم جواب میں فوراً اس کی چند صفات کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ محنتی، وقت کا پابند، ذہین اور مخلص ہے۔

ان میں سے بہت سی خصوصیات مستقل ہوتی ہیں، لیکن طویل عرصے کے دوران ان میں تبدیلیاں بھی پیدا ہوتی رہتی ہے اور انہی خصوصیات کی بنیاد پر ایک شخص دوسرے سے الگ نظر آتا ہے اور ہر معاملے میں دوسروں سے مختلف رویے اور کردار کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اگر کسی کی شخصیت کو درست طور پر جان لیا جائے تو پیش گوئی کی جا سکتی ہے کہ وہ فرد مخصوص حالات میں کیا کرے گا۔ ان میں سے بعض صفات عارضی حالات کی پیداوار بھی ہوتی ہیں۔ علم نفسیات کی طرح شخصیت اور کردار کی تعمیر دین کا بھی اہم ترین موضوع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی جو ہدایت انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے ذریعے دنیا میں بھیجی ہے، اس کا بنیادی مقصد ہی انسان کی شخصیت اور کردار کی صفائی ہے۔ اسی کا نام تزکیہ نفس ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔ (الجمعہ 62:2)

وہی ذات ہے جس نے ان امیوں میں ایک رسول انہی میں سے اٹھایا ہے جو اس کی آیتیں ان پر تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور (اس کے لیے) انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

انسان کی یہ خصوصیات بنیادی طور پر دو قسم کی ہیں:

ایک تو وہ ہیں جو اسے براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی ہیں۔ یہ غیر اکتسابی یا قدرتی صفات کہلاتی ہیں۔ دوسری وہ خصوصیات ہیں جنہیں انسان اپنے اندر یا تو خود پیدا کرسکتا ہے یا پھر اپنی قدرتی صفات میں کچھ تبدیلیاں پیدا کر کے انہیں حاصل کرسکتا ہے یا پھر یہ اس کے ماحول کی پیداوار ہوتی ہیں۔ یہ اکتسابی صفات کہلاتی ہیں۔ قدرتی صفات میں ہمارا رنگ، نسل، شکل وصورت، جسمانی ساخت، ذہنی صلاحیتیں وغیرہ شامل ہیں۔ اکتسابی صفات میں انسان کی علمی سطح، اس کا پیشہ، اس کی فکر وغیرہ شامل ہیں۔

شخصیت کی تعمیر ان دونوں طرز کی صفات کو مناسب حد تک ترقی دینے کرنے کا نام ہے۔ انسان کو چاہئے کہ وہ اپنی شخصیت کو دلکش بنانے کے لئے اپنی قدرتی صفات کو ترقی دے کر ایک مناسب سطح پر لے آئے اور اکتسابی صفات کی تعمیر کا عمل بھی جاری رکھے۔ شخصیت کے باب میں ہمارے نزدیک سب سے اعلیٰ وارفع اور آئیڈیل ترین شخصیت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت ہے۔ اعلیٰ ترین صفات کا اس قدر حسین امتزاج ہمیں کسی اور شخصیت میں نظر نہیں آتا۔ آپ بحیثیت ایک انسان اتنی غیر معمولی شخصیت رکھتے ہیں، کہ آپ کی عظمت کا اعتراف آپ کے مخالفین نے بھی کیا۔ دور جدید کے متعصب مغربی مفکرین نے بھی آپ کی شخصیت اور کردار کی عظمت کو کھلے لفظوں میں بیان کیا ہے۔

قرآن مجید اور صحیح احادیث سے ہمیں سابقہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰ والسلام کی شخصیات کے بہت سے اعلیٰ پہلو ملتے ہیں لیکن ان سب میں مسئلہ یہ ہے کہ ان کے بارے میں صحیح اور درست معلومات بہت کم میسر ہیں۔ یہ خصوصیت صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل ہے کہ آپ کی سیرت طیبہ کا تفصیلی ریکارڈ ہمارے پاس موجود ہے۔ آپ کے زیر تربیت صحابہ کرام علیہم الرضوان

میں بھی ہمیں اعلیٰ شخصی صفات بدرجہ اتم ملتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری اس تحریر میں آپ کو جگہ جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی سیرت سے حوالے ملیں گے۔ انسان کی شخصیت کے دو پہلو ہیں۔ ایک اس کا ظاہر اور دوسرا اس کا باطن۔ انسان کا ظاہر وہ ہے جو دوسرے لوگوں کو واضح طور پر نظر آتا ہے۔ اس میں اس کی ظاہری شباہت اور رویے شامل ہیں۔ باطن میں انسان کی عقل، علم، جذبات، احساسات اور رجحانات شامل ہیں۔ عام طور پر انسانوں کا ظاہر ان کے باطن ہی کا عکس ہوتا ہے البتہ بعض افراد عارضی طور پر اپنے باطن پر پردہ ڈالنے میں کامیاب ہو ہی جاتے ہیں۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ ان میں سے بعض صفات مستقل نوعیت کی ہوتی ہیں جبکہ کچھ کیفیات عارضی نوعیت کی۔ انسان کی مستقل صفات وہ ہوتی ہیں جو ایک طویل عرصے میں ارتقاء پذیر ہوتی ہیں اور ان میں تبدیلیاں بہت آہستہ آہستہ آتی ہیں۔ یہ صفات انسان کی پوری عمر اس کے ساتھ رہتی ہیں۔ مثلاً انسان کی علمی و عقلی سطح ایک طویل عرصے میں ہی بلند ہوتی ہے اور اس میں تبدیلی کی رفتار کو سالوں میں ناپا جاتا ہے۔ اس کے برعکس انسان کی خوشی یا غمی ایک عارضی کیفیت ہے جو ہر تھوڑی دیر کے بعد بدل جاتی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ ایک شخص پانچ بجے خوش ہو لیکن ساڑھے پانچ بجے کسی وجہ سے غمگین ہو گیا ہو۔ انسان کی مستقل صفات اس کی عارضی کیفیتوں پر اثر انداز ہوتی رہتی ہیں۔ اگر انسان اپنی عارضی کیفیتوں میں بھی ایک مخصوص رویہ اختیار کرنے لگ جائے تو یہ بھی اس کی شخصیت کا حصہ بن جاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص اگر بات بات پر بھڑک اٹھتا ہو تو سب لوگ اس کی شخصیت کے تصور میں اس کا غصہ ور ہونا بھی شامل کر دیتے ہیں۔ ذیل میں ہم انسان کی شخصیت کے ان دونوں پہلوؤں کی تفصیلی صفات کی ایک نامکمل فہرست دے رہے ہیں۔ آپ مزید غور و فکر کر کے اس فہرست میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

....

ذہانت	احساس ذمہ داری	ابلاغ کی صلاحیتیں
قوت برداشت	قانون کی پاسداری	جنسی جذبہ
ذہنی پختگی	قوت ارادی اور خوداعتمادی	اپنے ارد گرد کی چیزوں کے
صبروشکر	ظاہری شکل و شباہت اور	بارے میں رویہ
علمی سطح	جسمانی صحت	غصہ
ٹیم اسپرٹ	شجاعت وبہادری	خطرات کے بارے میں رویہ
خود انحصاری یا دوسروں پر	چستی	مایوسی وتشویش کی صورت میں
انحصار	انصاف پسندی	رویہ
طرزفکر اور مکتب فکر	ایثار	پسندیدگی اور ناپسندیدگی
خودغرضی	کامیابی کی لگن	جذبات واحساسات کا طریق
فطری رجحان	احساس برتری یا کمتری	اظہار
قائدانہ صلاحیتیں	بخل وسخاوت	محبت ونفرت
تخلیقی صلاحیتیں	خوش اخلاقی	غیبت
عصبیت	لالچ اور قناعت	اخلاص
عادات	معاملہ فہمی	خوف
انتہاپسندی	فنی اور پیشہ ورانہ مہارت	حیرت وتجسس
خوشی وغمی	جوش وولولہ	ترجیحات

جب ہیرے کو کان سے نکالا جاتا ہے تو یہ محض پتھر کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے۔ایک ماہر جوہری اسے تراش خراش کر انتہائی قیمتی ہیرے کی شکل دیتا ہے۔انسان کی شخصیت کو بھی تراش خراش کر ایک اعلیٰ درجے کی شخصیت بنانا بھی اسی قسم کا فن ہے۔فرق صرف یہ ہے کہ ہیرا جوہری کے ہاتھوں میں مجبور ہوتا ہے کہ وہ جیسی شکل چاہے، اسے دے دے جبکہ انسان ایک زندہ مخلوق ہے۔اس کی شخصیت کی تراش خراش کرنے والے والدین، اساتذہ اور دوست اپنی مرضی سے اسے کوئی شکل نہیں دے سکتے بلکہ اس میں سب سے زیادہ اہم چیز اس کی اپنی آمادگی بھی ہوتی ہے۔اگر کوئی فرد اس سانچے میں نہ ڈھلنا چاہے جس میں اس کے والدین، اساتذہ یا دوست ڈھالنا چاہتے ہیں تو دنیا کی کوئی ی طاقت اسے اس پر مجبور نہیں کر سکتی۔ہاں ایسا ضرور ہے کہ جبر کے تحت وہ کسی کام سے رک جائے لیکن چھپ چھپ کر اس کام کو کرنے سے جبر اسے نہیں روک سکتا۔انسان کی مستقل صفات کو کس طرح تراشا کیا جائے؟ اس میں کیا تراش خراش کی جائے جس کے نتیجے میں یہ شخصیت کا ایک بہترین نمونہ بن سکے؟ اس کی کچھ تفصیل اس تحریر میں پیش کی گئی ہے۔اس تحریر میں بہت سے مقامات پر امین احسن اصلاحی صاحب کی کتاب " تزکیہ نفس " سے ماخوذ ہیں:

ذہانت(Intelligence)

ذہانت ایسی چیز ہے جو انسان کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت ہوتی ہے۔انسان اس میں کسی حد تک اضافہ کر سکتا ہے یا یوں کہنا مناسب ہوگا کہ اس کے استعمال کو بہتر بنا سکتا ہے۔ایک عام ذہنی سطح کے انسان کو ذہین تو نہیں بنایا جا سکتا لیکن اسے یہ دولت جس حد تک ملی ہے اسے بہتر طور پر استعمال ضرور کیا جا سکتا ہے۔

ذہانت کے بارے میں کچھ غلط تصورات بھی پائے جاتے ہیں جن کے مطابق یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ موروثی چیز ہے، یا یہ کہ مرد عورتوں سے، پڑھے لکھے ان پڑھوں سے، امیر غریبوں سے، شہری دیہاتیوں سے، اعلیٰ سمجھی جانے والی ذاتیں ادنیٰ سمجھی جانے والی ذاتوں سے، سفید فام نسل دوسری نسلوں سے اور مغربی اقوام مشرقی اقوام سے زیادہ ذہین ہیں۔ان تصورات کی کوئی حقیقت نہیں۔ دراصل مردوں، تعلیم یافتہ افراد، امیروں، شہر میں رہنے والوں، اعلیٰ سمجھی جانے والی ذاتوں، سفید فاموں اور اہل مغرب کو دنیا میں اپنی صلاحیتوں کے اظہار کے مواقع زیادہ ملتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی صلاحیتیں زیادہ نمایاں ہو کر سامنے آتی ہیں۔جہاں کہیں خواتین، غرباء اور دیگر طبقات کو اپنی صلاحیتوں کے اظہار کر موقع ملا ہے، ان کی ذہانت ابھر کر سامنے آئی ہے۔

اپنی ذہانت کی پیمائش کے لیے اسکیل دنیا میں رائج ہیں جو کہ(IQ-Intelligence Quotient) ٹیسٹ کہلاتے ہیں۔انٹرنیٹ پر ایسے کئی ٹیسٹ دستیاب ہیں۔ان کے ذریعے اپنی ذہانت کی کسی حد تک پیمائش کی جا سکتی ہے۔ذہانت کو قابل استعمال بنانے کے لئے کئی طریق ہائے کار ہیں۔ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ اپنی علمی سطح کو بلند کیا جائے، علم کے ساتھ ساتھ ذہانت بھی خود بخود بڑھ سکتی ہے۔ذہنی صلاحیتوں کو بہتر بنانے کے لیے بہت سی کھیلیں بھی ایجاد کی گئی ہیں جن میں اپنی اپنی عمر اور دلچسپی کے مطابق مناسب کھیل کھیل کر ان صلاحیتوں کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔قدیم دور

سے طلباء کو منطق کی مشقیں کروا کر ان کی ذہانت کی سطح بلند کی جاتی تھی۔ آج کے دور میں بھی Applied Mathamatics کا مضمون اسی مقصد کے لیے پڑھایا جاتا ہے۔

والدین اور اساتذہ کو چاہئے کہ وہ اپنے زیر تربیت افراد کی ذہانت بڑھانے کے لیے انہیں ایسے مضامین اور کھیلوں کی ترغیب دیں۔ تجربے (Exposure) کے ساتھ ساتھ انسان میں تجزیہ کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ جو لوگ دنیا سے کٹ کر رہتے ہیں، ان کی صلاحیتیں پوری طرح کھل نہیں پاتیں جبکہ ایسے لوگ جو ہر طرح کے تجربے سے گزرتے ہیں، ان کی ذہنی صلاحیتیں بہتر انداز میں نشوونما پاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ جو بچے اپنے والدین کے کلچر سے متضاد کلچر میں پرورش پاتے ہیں، ان میں قوت خود اعتمادی اور ذہانت زیادہ ہوتی ہے۔

آپ کو ذہانت کی جتنی دولت نصیب ہوئی ہے، اس کا شکر ادا کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کے دین کے کاموں میں بھی خرچ کریں۔ اپنے غور وفکر سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کیجیے اور اپنی ذہنی صلاحیتوں کو اس کے دین کی دعوت میں استعمال کیجیے۔

....

ذہنی پختگی (Maturity)

ذہنی پختگی تجربے کے ساتھ آتی ہے۔ اسے عمر کے ساتھ خاص کرنا درست نہیں کیونکہ بعض عمر رسیدہ افراد بھی کئی معاملات میں پختہ نہیں ہوتے۔ اس کی واضح مثال ہمارے دور میں کمپیوٹر سائنسز کی فیلڈ ہے۔ اس میدان میں عام طور پر نوجوان، عمر رسیدہ افراد کی نسبت زیادہ پختگی رکھتے ہیں کیونکہ انہیں اس کا زیادہ تجربہ ہوتا ہے۔ ہمارے دور میں زندگی اتنی پیچیدہ ہو چکی ہے کہ اب اس کے ہر معاملے میں ذہنی پختگی حاصل کرنا کسی ایک شخص کے لیے ممکن نہیں رہا۔ آپ زندگی

کے جن جن معاملات مثلاً تعلیم، پیشے وغیرہ میں پختگی حاصل کرنا چاہتے ہیں، اس کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ کیجئے اور اپنے علم کو تجربے کی کسوٹی پر پرکھیے۔ اپنی غلطیوں سے سبق سیکھئے اور انہیں دوہرانے سے پرہیز کیجیے۔ اسی سے اس خاص معاملے میں ذہنی پختگی حاصل ہوگی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بات کو یوں بیان فرمایا ہے کہ مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاسکتا۔ تجربے کا کوئی نعم البدل نہیں۔ البتہ عقل مند لوگ بہت مرتبہ خود تجربہ کرنے سے پہلے دوسرے کے تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اگر ہر سائنس دان اپنی تحقیق کا آغاز پہیے کی ایجاد ہی سے کرتا تو دنیا میں اس قدر سائنسی ترقی نہ ہوسکتی۔ دوسروں کے تجربات سے حاصل کردہ نتائج کو آگے بڑھایے اور مزید پختگی حاصل کرتے جایئے۔

....

علمی سطح

علمی سطح کو بلند کرنے کے دو ہی طریقے ہیں یعنی مطالعہ و مشاہدہ اور تجربہ۔ مطالعے و مشاہدے کے ذریعے انسان دوسروں کا دریافت کردہ علم حاصل کرتا ہے اور تجربے کے ذریعے اس میں اپنی طرف سے اضافہ کرتا ہے۔ اہل علم کی صحبت اختیار کیجئے اور زیادہ سے زیادہ مطالعہ کیجئے اور حاصل کردہ علم کو عملی تجربے کی کسوٹی پر پرکھیے۔ اسی سے ذہنی پختگی کے ساتھ ساتھ علمی سطح بھی بلند ہوگی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے رب سے علم میں اضافے کی دعا کیا کرتے تھے۔ ذہانت اور علم کے ساتھ ایک فتنہ بھی وابستہ ہے اور وہ غرور و تکبر کا فتنہ ہے۔ جو انسان زیادہ ذہین ہو یا پھر بڑا عالم ہو، بالعموم دوسروں کو حقیر سمجھنے لگتا ہے اور کسی اور کی بات کو قبول کرنے کی زحمت نہیں کرتا خواہ وہ بات حق ہی کیوں نہ ہو۔ جب بھی ایسا خیال آئے تو فوراً اللہ

تعالیٰ سے توبہ کیجئے اور یہ سوچئے کہ یہ ذہانت اور علم کس کا عطا کردہ ہے؟ اگر تو اسے آپ نے خود ہی پیدا کیا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ جس نے اسے عطا فرمایا ہے وہ اسے چھین بھی سکتا ہے۔

....

طرز فکر اور مکتب فکر

ہر انسان ایک مخصوص طریقے سے سوچتا ہے۔ وہ بعض چیزوں کو ترجیح دیتا ہے اور بعض کو زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف علوم میں مکاتب فکر (Schools of Thought) وجود میں آتے ہیں۔ کسی بھی علمی میدان میں جب کوئی غیر معمولی شخصیت پیدا ہوتی ہے تو وہ اس میں ایسے اضافے کر دیتی ہے جس کی مثال عام لوگوں میں نہیں ملتی۔ جن لوگوں کی طرز فکر اس طرز فکر سے میچ ہو جاتی ہے، وہ اس غیر معمولی شخصیت کی پیروی کرنے لگتے ہیں۔ اس طرح ایک مکتب فکر وجود پذیر ہوتا ہے۔

اس کی ایک بڑی مثال امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مکتب فکر ہے۔ امام صاحب ایک اعلیٰ درجے کے ذہین و فطین شخص تھے۔ دین کو سمجھنے میں انہیں جو مقام حاصل ہے، وہ بہت کم افراد کو نصیب ہوا۔ انہوں نے دین کو جس طرح سمجھا اور دین کو سمجھنے کے جو اصول وضع کئے، انہیں اس وقت کے ذہین ترین افراد کی تائید حاصل ہوئی۔ امام صاحب نے چن چن کر اپنے گرد ذہین ترین لوگوں کو اکٹھا کیا اور اسلامی قانون کی تدوین سازی کا کام شروع کیا۔

اس مقصد کے لئے انہوں نے اپنے وسیع پیمانے پر پھیلے ہوئے کاروبار سے حاصل ہونے والی آمدنی کو وقف کر دیا۔ انہوں نے اپنے قریبی شاگردوں کے گھر کا خرچ تک بھی اٹھا کر انہیں معاشی فکروں سے بے نیاز کر دیا۔ اُن کی اِن کاوشوں سے نتیجے میں فقہ اسلامی کا ایک عظیم ذخیرہ

وجود میں آیا جو کچھ عرصے میں دنیا کی سب سے بڑی مملکت کا قانون بن گیا اور تقریباً ایک ہزار سال تک رائج رہا۔

مالکی، شافعی، حنبلی، ظاہری اور دیگر مکاتب فکر بھی اسی طرح وجود پذیر ہوئے۔ دوسرے علوم مثلاً نفسیات، معاشیات وغیرہ میں بھی ہمیں ایسی مثالیں ملتی ہیں۔ علم معاشیات میں ایڈم سمتھ، مارشل، مارکس اور کینز غیر معمولی شخصیات ہیں جنہوں نے اپنے اپنے مکاتب فکر تشکیل دیے۔ اسی طرح علم نفسیات میں ولیم جیمز، واٹسن، فرائڈ اور ماسلو کے مکاتب فکر زیادہ مشہور ہیں۔ یہی حال دوسرے علوم کا ہے۔ علم کی دنیا میں اپنے طرز فکر کو زیادہ اپیل کرنے والے مکتب فکر کو اختیار کرنا اور اس سے وابستہ ہونا کوئی بری بات نہیں سمجھی جاتی۔ ہر مکتب فکر کے اہل علم دوسرے مکاتب فکر کا احترام کرتے ہیں اور یہ روایت قدیم دور سے آج تک چلی آ رہی ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک علیہما الرحمۃ کے مابین جس درجے کا احترام پایا جاتا تھا، اس کی مثالیں عام لوگوں میں بہت کم ملتی ہیں۔

مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب یہ معاملہ اہل علم و دانش کی سطح سے اتر کر عوامی سطح پر اتر آتا ہے۔ جب کسی مکتب فکر پر کوتاہ قامت اور عامیانہ سوچ رکھنے والوں کا اقتدار قائم ہو جاتا ہے یعنی دوسرے لفظوں میں انہیں اپنے ظرف سے زیادہ مقام مل جاتا ہے تو پھر وہ اپنے علاوہ دوسرے کو حقیر اور غلط سمجھنے لگتے ہیں۔ ان کے نزدیک اپنے مکتب فکر کی ہر بات درست اور دوسرے کی ہر بات غلط ہو جاتی ہے۔ ان کا سارا زور اپنے نقطہ نظر کی حمایت میں الٹے سیدھے دلائل فراہم کرنے میں لگ جاتا ہے، ایک دوسرے سے حسد بغض کی شکل اختیار کر جاتا ہے جو آگے چل کر نفرت کی شکل اختیار کر جاتا ہے اور پھر مکتب فکر سے مسلک، مسلک سے فرقہ اور فرقے سے نیا مذہب جنم لیتا ہے۔ اپنے طرز فکر اور مزاج کو اپیل کرنے والے کسی مکتب فکر سے تعلق قائم کرنا کوئی برائی نہیں۔ ہاں جہاں معاملہ مکتب فکر سے بڑھ کر مسلک، گروہ بندی اور فرقے کی شکل اختیار کر چکا ہو وہاں اس

سے اجتناب کرنا نہایت ضروری ہے۔ اگر انسان یہ سمجھ بیٹھے کہ میرے مکتب فکر کے سوا دنیا میں کہیں حق نہیں پایا جاتا اور اسی پر جامد ہو کر اپنے ذہن کے دروازے ہر نئی فکر اور ہر نئی سوچ کے لئے بند کر لے، تو پھر اس کے لئے ہدایت کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور وہ نفرت اور تعصب کی آگ ہی میں جلتا رہتا ہے۔ اس موقع پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ارشاد بڑا معنی خیز ہے، دین کے اصولی و بنیادی معاملات میں تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم حق پر ہیں اور ہمارا مخالف غلطی پر ہے، لیکن اجتہادی اور فروعی مسائل میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگرچہ ہم نے اپنے تئیں درست رائے اختیار کی ہے لیکن اس بات کا امکان موجود ہے کہ ہم غلط ہوں اور ہمارا مخالف صحیح ہو۔ جو لوگ اپنی شخصیت کی ایک آئیڈیل سطح تک تراش خراش کرنا چاہیں، ان کے لئے لازم ہے کہ وہ خود میں وسعت نظری کو فروغ دیں اور تنگ نظری سے بچیں ورنہ ان کی شخصیت نامکمل رہ جائے گی۔ والدین اور اساتذہ کو بھی چاہئے کہ وہ اپنے زیر تربیت افراد میں حتی الامکان ہر قسم کے تعصب اور تنگ نظری کو پیدا ہونے سے بچائیں۔

....

فطری رجحان (Aptitude)

انسان میں کسی کام کا فطری رجحان پایا جاتا ہے۔ اس فطری رجحان کو دبانے سے بہت سے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ ہمارے ہاں والدین بالعموم بچوں کے رجحانات کو دبا کر اس پر اپنے ذاتی رجحانات مسلط کرتے ہیں۔ اس صورت میں بچہ اپنے رجحان کی تکمیل کے لئے غیر اخلاقی طریقے بھی اختیار کر لیتا ہے۔ اس کی ایک بڑی مثال جنس کے بارے میں ہمارا رویہ ہے۔

ہر انسان میں جنس مخالف کی طرف ایک فطری رجحان پایا جاتا ہے۔ اس کا سیدھا سادہ اور

اخلاقی حل یہ ہے کہ بچہ جیسے ہی بلوغت کی منزل طے کرے، اس کی جلد سے جلد شادی کر دی جائے تا کہ وہ اپنی خواہش کو فطری طور پر پورا کر سکے۔ ہمارے قدیم معاشرے میں ایسا ہی ہوتا تھا جس کے نتیجے میں جنسی مسائل بہت کم پیدا ہوا کرتے تھے۔ ہمارے یہاں معاشرتی نظام کو کچھ ایسا بنا دیا گیا ہے کہ شادی مشکل سے مشکل ترین ہوتی جا رہی ہے اور جنسی تسکین کے ناجائز طریقے آسان سے آسان ہوتے جا رہے ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ میڈیا صنفی خواہشات کو زیادہ سے زیادہ ابھارنے کی کوششوں میں مصروف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے معاشروں میں جنسی بے راہ روی پھیلتی جا رہی ہے۔ اس مسئلے پر ریحان احمد یوسفی صاحب نے اپنی تحریر یہ نعمت مصیبت کیوں بن گئی؟ میں دلچسپ بحث کی ہے۔ اس کی ایک بڑی مثال تعلیم کے میدان میں سامنے آتی ہے۔ ایک طالب علم جن مضامین کو اختیار کرنا چاہتا ہے، والدین زبردستی اسے اس سے ہٹا کر ڈاکٹر یا انجینئر بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ رجحان کے بارے میں والدین کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کے فطری رجحانات کو نہ دبائیں اور انہیں اپنے شوق کی تسکین کر لینے دیں۔

اس سلسلے میں عملی رکاوٹ یہ ہے کہ بعض اوقات انسان کا رجحان کسی ایسے پیشے کی طرف ہوتا ہے جس میں اسے کوئی بہت اچھا کیریئر ملنے کی توقع نہیں ہوتی۔ مثلاً ایک شخص کا رجحان ادب اور فلسفے کی طرف بہت زیادہ ہے لیکن اس میں ڈاکٹریٹ کرنے کے بعد بھی اسے کوئی بہت اچھی ملازمت نہیں مل سکتی۔ ایسی صورت میں عملی حل یہ ہے کہ اپنے رجحانات کی ایک لسٹ بنائیے اور اس میں ترجیحات متعین کیجیے۔ اگر آپ کی پہلی ترجیح کوئی بہت اچھا کیریئر نہیں دے سکتی تو پھر دوسری یا تیسری ترجیح اختیار کر لیجیے اور پہلی ترجیح کو اپنا فارغ وقت کا مشغلہ یا شوق بنا لیجیے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ فرض کر لیجیے کہ آپ کا رجحان فلسفہ پڑھنے کی طرف ہے اور آپ کی دلی خواہش یہ ہے کہ اس مضمون کو کم از کم ماسٹرز کی سطح تک ضرور پڑھا جائے۔ پاکستان میں

فلسفیوں کو بالعموم کوئی بہت اچھا کیریئر نہیں ملتا۔ آپ کی دوسری ترجیح مارکیٹنگ کے شعبے کی ہے جس میں بالعموم ایک اچھا کیریئر مل جاتا ہے۔ اس صورت میں آپ یہ کر سکتے ہیں کہ پیشے کے طور پر آپ مارکیٹنگ کو اختیار کریں اور فلسفے کو بطور شوق ذاتی طور پر پڑھتے رہیے۔ آپ اپنے رجحان کی تسکین کے اچھے طریقے بھی اختیار کر سکتے ہیں اور برے بھی۔ مثلاً اگر آپ کو لٹریچر پڑھنے کا شوق ہے تو آپ کو مثبت اور تعمیری لٹریچر میں شاہکار قسم کی تصنیفات بھی مل سکتی ہیں، منفی نوعیت کا مایوسی پھیلانے والا لٹریچر بھی مل سکتا ہے اور لچر قسم کا جنسی ناول بھی۔ رجحانات کے بارے میں اس بات کا خیال رکھئے کہ آپ کو ہمیشہ اچھی چیزوں کا انتخاب ہی کرنا چاہئے اور بری چیزوں سے اجتناب کرنا چاہئے۔

....

تخلیقی صلاحیتیں (Creativity)

تخلیقی صلاحیتوں سے مراد کسی انسان کی وہ صلاحیتیں ہیں جن کی بدولت وہ نئے نئے آئیڈیاز تخلیق کرتا ہے اور ان کی بنیاد پر عملی زندگی میں نئی نئی اختراعات کرتا ہے۔ بدقسمتی سے ہمارا معاشرہ تخلیقی سوچ کی بالعموم حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ ایک ماہر نفسیات کے الفاظ میں، ہمارے ہاں اس بچے یا فرد کو پسند کیا جاتا ہے جو فرمانبردار ہے، دوسروں کا ادب کرتا ہے، اپنا کام وقت پر مکمل کرتا ہے، اس کے ہم عصر اسے پسند کرتے ہیں، اور جو دوسروں میں مقبول ہے۔ اس کے مقابلے میں ہم ایسے بچوں کو پسند نہیں کرتے جو بہت زیادہ سوال پوچھتے ہیں، سوچنے اور فیصلہ کرنے میں خودمختار ہوتے ہیں، اپنے عقائد پر ڈٹے رہتے ہیں، کسی کام میں مگن رہتے ہیں اور کسی بااختیار شخص کی بات کو من وعن قبول نہیں کرتے۔ پہلی قسم کے بچے کو ہم اچھا بچہ کہتے ہیں اور دوسری قسم کے بچے کو ہم برا بچہ سمجھتے

ہیں۔ ہمارے تعلیمی ماحول میں بھی تخلیقی سوچ کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔اگر ایک بچہ امتحان میں کسی سوال کے جواب میں اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے تو اسے کم نمبر دیے جاتے ہیں۔ ہمارے ٹی وی اور ریڈیو پر ذہنی آزمائش کے پروگرام سوچنے کی صلاحیت کی بجائے یادداشت کی آزمائش کرتے ہیں۔ مذہبی تعلیم میں بھی قرآن کو حفظ کرنے پر زور دیا جاتا ہے لیکن اس کو سمجھ کر روزمرہ زندگی پر اطلاق کرنے کی تربیت نہیں دی جاتی۔ بچوں کو کامیابی حاصل کرنے اور اول آنے کی ترغیب دی جاتی ہے، لیکن علم حاصل کرنے یا نئی باتوں کو اہمیت نہیں دی جاتی۔ ہم غلطیاں کرنے اور ان کا اقرار کرنے سے گھبراتے ہیں لیکن غلطیوں کے بغیر تخلیقی سوچ ناممکن ہے۔

ہمارے یہاں اگر کچھ فنکاروں اور ان کی تخلیق کو اہمیت دی جاتی ہے تو اس عمل کو نظر انداز کیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں کوئی تصویر، دھن وغیرہ کی تخلیق ہوئی ہے، یعنی تخلیق کے نتائج کو تو سراہا جاتا ہے لیکن اس محنت اور جدوجہد کو نظر انداز کیا جاتا ہے جسے تخلیقی عمل کہتے ہیں۔(رفیق جعفر، نفسیات، ص:486-487)

تخلیقی سوچ میں تین اہم عناصر ہوتے ہیں :

جدت؛ کسی مسئلے کو حل کرنے کی صلاحیت؛ اور کوئی قابل قدر مقصد حاصل کرنے کی صلاحیت۔

جدت سے مراد موجودہ یا روایتی انداز میں پائی جانے والی چیزوں، تصورات وغیرہ کو انفرادی انداز میں آپس میں ملانا یا نئے سرے سے ترتیب دینا ہے۔ دنیا میں جتنے تخلیقی کام کئے گئے ہیں، ان میں پرانی چیزوں یا تصورات کو نئے انداز میں دیکھا گیا ہے۔ مثلاً جب نیوٹن نے سیب کو گرتے ہوئے دیکھا تو یہ عمل نہ تو نیوٹن کے لئے اور نہ ہی کسی اور کے لئے انوکھا واقعہ تھا لیکن نیوٹن نے اس عمل کو ایک خاص انداز میں دیکھا، اسے نئے معنی دیے اور اس طرح کشش ثقل (Gravity) کا قانون دریافت کیا۔ تاہم صرف جدت ہی کسی سوچ یا عمل کو تخلیقی نہیں بنا دیتی بلکہ اس میں مسائل کا حل بھی بہت ضروری ہے۔ تخلیقی صلاحیتیں رکھنے والے افراد کی کچھ ایسی

خصوصیات ہوتی ہیں جو انہیں دوسروں سے نمایاں کرتی ہیں۔ ماہرین نفسیات کی تحقیقات کے مطابق یہ لوگ انفرادیت پسند ہوتے ہیں اور روایتی سوچ اور کردار کے مقابلے میں اپنی ذات اور سوچ کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ یہ دوسروں پر کم انحصار کرتے ہیں اور اکثر معاملات میں خودمختار ہوتے ہیں حتی کہ ان کے جاننے والے انہیں ضدی اور سرکش قرار دے دیتے ہیں۔ ان میں عموماً لوگوں کی خوشنودی حاصل کرنے کا احساس کم ہوتا ہے۔ یہ مستقل مزاج ہوتے ہیں، جس کام میں دلچسپی لیتے ہیں، اسے تندہی سے کرتے ہیں اور ناکامیوں اور مشکلات سے نہیں گھبراتے۔ اگر ان کے ساتھی ان کا ساتھ چھوڑ بھی جائیں تو یہ ثابت قدم رہتے ہیں۔

عام لوگ چیزوں میں سادگی، تسلسل اور ترتیب کو پسند کرتے ہیں، ابہام اور تضاد سے دور بھاگتے ہیں اور خیالات کی توڑ پھوڑ سے گھبراتے ہیں۔ ان کے برعکس تخلیقی افراد کی شخصیت میں بہت لچک ہوتی ہے۔ وہ پیچیدہ، الجھی ہوئی، غیرمتوازن اور نامکمل چیزوں میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔ نئے نئے خیالات کو ٹٹولنے، انہیں توڑنے مروڑنے اور مختلف حل تلاش کرنے میں لطف محسوس کرتے ہیں۔ وہ تخلیق شدہ چیزوں میں دلچسپی لینے کی بجائے تخلیقی عمل میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔ یہ اپنے خیالات میں پائی جانے والی شورش، عدم استحکام، پیچیدگی اور افراتفری سے نہیں گھبراتے۔

یہ اپنی خوبیوں اور خامیوں سے عام لوگوں کی نسبت زیادہ آگاہ ہوتے ہیں۔ یہ دوسروں کے علاوہ خود کو بھی طنز و مزاح کا نشانہ بنانے سے نہیں ڈرتے۔ ان کا گھریلو ماحول بالعموم مثبت ہوتا ہے۔ گھریلو لڑائی جھگڑے بہت کم ہوتے ہیں۔ والدین بچوں کو آزاد ماحول فراہم کرتے ہیں جس میں بچہ خود اپنے تجربات کے ذریعے ماحول سے آگاہی حاصل کرتا ہے۔ یہ جن اداروں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں وہاں ماحول آمرانہ نہیں ہوتا بلکہ سوالات کرنے کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ استاد کا تعلق بالعموم ان سے دوستانہ ہوتا ہے اور تخلیقی صلاحیتوں کو نشوونما دی جاتی

ہے۔ان معلومات کی روشنی میں خود میں تخلیقی صلاحیتوں کی نشوونما کے لئے کچھ باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔اپنے فکر پر کبھی پہرے نہ بٹھایئے۔اگر آپ کے ذہن میں کوئی سوال پیدا ہو تو اسے محض شیطانی وسوسہ سمجھ کر نظر انداز نہ کیجئے بلکہ اہل علم سے اس کا جواب مانگنے کی کوشش کیجئے۔ ذہن میں ایسے خیالات کو موجود رکھنے کی مشق کیجئے جو ایک دوسرے کے متضاد ہوں۔متضاد، پیچیدہ، الجھی ہوئی اور نامکمل چیزوں اور خیالات سے نہ گھبرایئے۔اپنے گھر اور اداروں میں ایسا ماحول پیدا کیجئے جو تخلیقی صلاحیتوں کو فروغ دے۔اپنے اداروں میں ڈسپلن کے نام پر خواہ مخواہ تخلیقی صلاحیتوں کا گلا نہ گھونٹئے بلکہ نئے خیالات کو خوش آمدید کہیے۔تخلیقی سوچ کو فروغ دینے کے بہت سے طریقے دریافت ہو چکے ہیں۔ان میں ایک طریقہ برین اسٹارمنگ (Brainstorming) ہے جس میں ایک گروپ کو کسی مسئلے کے زیادہ سے زیادہ حل تجویز کرنے کے لئے کہا جاتا ہے۔پہلے مرحلے میں اس بات پر توجہ نہیں دی جاتی کہ کوئی حل اچھا اور قابل عمل ہے یا نہیں۔اس کے نتیجے میں ہر شخص محض اس خوف سے خاموش نہیں رہتا کہ کہیں اس کا مذاق نہ اڑایا جائے یا اس کے خیال کو مسترد نہ کر دیا جائے۔اگلے مرحلے پر ان تجاویز کے مثبت اور منفی پہلوؤں کا جائزہ لے کر ان میں سے اچھی تجاویز کا انتخاب کیا جاتا ہے۔اسی طرح گروپ کی صورت میں مختلف آئیڈیاز اور چیزوں پر غور وفکر کر کے کسی اقدام کے فوری اور دوررس نتائج کا اندازہ لگانے، کسی چیز کی وجوہات اور مقاصد پر غور وفکر کرنے، کسی کام کی پلاننگ کرنے، کسی مسئلے کے مختلف ممکنہ پہلوؤں میں کسی ایک کا انتخاب کرنے، متبادل راستے تلاش کرنے، فیصلے کرنے اور دوسروں کے نقطہ ہائے نظر کو سمجھنے سے تخلیقی سوچ نمو پذیر ہوتی ہے۔آپ بھی اپنے دوستوں کی مدد سے چھوٹے چھوٹے تھنک ٹینک بنا کر یہ کام کر سکتے ہیں۔تخلیقی سوچ کے ضمن میں اس بات کا بھی خیال رہے کہ بعض لوگ دین کے معاملے میں فکر وعمل کی تمام حدود پھلانگ جاتے ہیں جو کہ درست نہیں جیسا کہ زمانہ قدیم میں فرقہ باطنیہ اور دور جدید میں بعض حلقوں نے دین کے بنیادی

تصورات توحید، رسالت، آخرت، نماز، روزہ، حج اور زکو میں کئی ترامیم تجویز کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو دین ہمیں عطا فرمایا ہے، اپنی تخلیقی صلاحیت کو استعمال کر کے اس میں کوئی تبدیلی کرنا بالکل غلط ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دین جس طرح ملا ہے اسے قبول کیجئے۔ دین کے معاملے ہماری تخلیقی صلاحیتوں کے استعمال کا اصل میدان دینی احکامات کو سمجھنا، دین کے فروغ کے لئے نئے نئے راستے تلاش کرنا، اور زندگی میں دین پر عمل کرنے کی راہ میں پیش آنے والی رکاوٹوں سے نمٹنے کے قابل عمل طریق ہائے کار دریافت کرنا ہے۔ اگر ہم دین ہی میں کوئی ترامیم کرنے لگ گئے تو دنیا میں بھی خائب وخاسر ہوں گے اور آخرت میں بھی ناکام ونامراد۔

....

احساس ذمہ داری

انسان کی شخصیت کا یہ وہ پہلو ہے جو دوسروں کی نظر میں اس کا مقام بنانے میں سب سے زیادہ اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اگر کسی شخص میں لاابالی پن پایا جاتا ہے تو اسے معاشرے میں کوئی مقام حاصل نہیں ہوتا۔ اسے نکما اور نکھٹو سمجھا جاتا ہے۔ جب انسان کوئی ذمہ داری اپنے سر پر لے تو اسے نبھانے کی ہر ممکن کوشش کرنا اس کا فرض ہے۔ بعض ذمہ داریاں ایسی ہوتی ہیں جن کا بوجھ اٹھانے یا نہ اٹھانے کا اسے کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر کسی کے والدین خدانخواستہ فوت ہو جائیں تو چھوٹے بہن بھائیوں کی ذمہ داری اس پر آ پڑتی ہے۔ اس معاملے میں انسان کا طرز عمل یہ ہونا چاہئے کہ وہ اس ذمہ داری کو پوری طرح ادا کرنے کی آخری حد تک کوشش کرے او راس سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہے۔

دوسری قسم کی ذمہ داریاں وہ ہوتی ہیں، جنہیں اٹھانے کا اختیار انسان کے پاس ہوتا ہے مثلاً

ایک شخص کسی بچے کو گود لے کر اس کی پرورش کی ذمہ داری لے سکتا ہے۔ ایسی ذمہ داریوں کو اٹھانے سے پہلے ہر شخص کو اچھی طرح سوچ لینا چاہئے کہ کیا میں اس ذمہ داری کو اٹھانے کا اہل ہوں یا نہیں؟ کیا مستقبل میں میرے حالات میں کوئی ایسی تبدیلی متوقع ہے جس کے نتیجے میں یہ ممکن ہے کہ میں اس ذمہ داری کو پورا نہ کرسکوں؟ ایسی صورت میں انسان کو یہ ذمہ داری اٹھانی ہی نہیں چاہئے۔ بعض اوقات انسان ایک ذمہ داری اٹھا کر دوسرے سے کوئی وعدہ کر لیتا ہے۔ اس معاملے میں ہمارے دین کا یہ حکم ہے کہ وعدے کو ضرور پورا کیا جائے۔ کبھی کبھار ایسی صورتحال بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ حالات کی تبدیلی کے باعث کوئی شخص وعدہ پورا کرنے سے قاصر ہو جاتا ہے۔ ایسی صورتحال میں اسے چاہئے کہ وہ ان لوگوں کو اس بات کی فوراً اطلاع دے کہ اس مجبوری کی وجہ سے میں یہ ذمہ داری پوری نہیں کرسکوں گا۔ بالکل آخری موقع پر کسی کو جواب دینا اخلاقی اعتبار سے بہت گری ہوئی حرکت ہے۔

اپنی دنیاوی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ ہر شخص کو یہ جان لینا چاہئے کہ اس پر کچھ ذمہ داریاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی عائد ہیں جن کا حساب اسے مرنے کے بعد دینا ہوگا۔ ہر انسان پر یہ لازم ہے کہ وہ ان ذمہ داریوں کو جانے اور انہیں پورا کرنے کی کوشش کرے۔ جو لوگ اس سے غفلت برتتے ہیں، وہ دنیا میں کتنے ہی بڑے ذمہ دار عہدوں پر فائز کیوں نہ ہوں، خدا کے ہاں ان کی کوئی حیثیت نہ ہوگی۔

....

قوت ارادی اور خوداعتمادی (Confidence)

جو انسان کسی بات کا ارادہ کرے لیکن اسے پورا نہ کر سکے تو یہ کہا جاتا ہے کہ اس میں قوت ارادی اور خوداعتمادی کی کمی ہے۔ خوداعتمادی کا معنی یہ ہے کہ انسان اپنے ارادوں میں پختہ ہو۔ فیصلہ کرنے میں خواہ کتنا ہی غور وفکر کیا جائے اور کتنا ہی وقت لگایا جائے، لیکن ایک مرتبہ فیصلہ کر کے اس سے پیچھے ہٹنا دوسروں کی نظر میں کسی شخص کے اعتبار (Credibility) کو خراب کر دیتا ہے۔ اسی طرح جس شخص کو اپنے آپ پر اعتماد نہ ہو، دوسرے بھی اس پر اعتماد نہیں کرتے۔ قوت ارادی کو بہتر بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے ذہن کو مشورہ (Suggetion) دیجیے کہ میں یہ کام کرنے کی صلاحیت رکھتا ہوں۔ شروع شروع میں اپنے سامنے چھوٹے چھوٹے چیلنج رکھیے جیسے میں تقریر کر سکتا ہوں، میں یہ کھیل کھیل سکتا ہوں، میں کسی بڑے آفیسر سے پراعتماد گفتگو کر سکتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ جب آپ ان چیلنجز کے مقابلے میں کامیاب ہوں گے تو آپ کی خوداعتمادی میں اضافہ ہوگا۔ آہستہ آہستہ ان چیلنجز کو بڑا کرتے جائیے۔ کچھ ہی عرصے میں آپ محسوس کریں گے کہ اب آپ میں خاصا اعتماد پیدا ہو چکا ہے۔ خوداعتمادی کے بارے میں ایک اہم پہلو یہ ہے کہ اسے حد سے زیادہ بھی نہیں ہونا چاہیے۔ بعض لوگ اپنی حقیقی صلاحیتوں کے بارے میں ضرورت سے زیادہ خوداعتماد (Over Confident) ہوتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ دوسروں سے بڑے بڑے وعدے کر لیتے ہیں اور جب انہیں پورا نہیں کر پاتے تو دوسروں کی نظر میں ان کی شخصیت کا امیج مجروح ہوتا ہے۔ جب آپ میں خوداعتمادی کی کمی ہو، تب تو خود کو اوورکانفی ڈنٹ محسوس کرنے میں حرج نہیں لیکن جب آپ نارمل ہو جائیں تو اپنی صلاحیتوں کا حقیقی تجزیہ کیجیے جس میں صحیح معنوں میں اپنی خوبیوں اور خامیوں کا معائنہ کیجیے اور اس کے مطابق ہی اپنی خوداعتمادی کو ایڈجسٹ کیجیے۔

....

شجاعت اور بہادری

شجاعت کے دو پہلو ہیں: ایک باطنی اور دوسرے ظاہری۔ اس کا باطنی پہلو یہ ہے کہ کسی شخص میں حقائق اور نتائج کا سامنا کرنے کا ایسا حوصلہ ہو کہ وہ اپنے عزائم کو پورا کرنے میں بزدلی اور مداہنت کا رویہ اختیار نہ کرے۔ جس بات کو وہ حق سمجھے، اس پر ڈٹ جائے اور اس کے بارے میں کسی ملامت کی پرواہ نہ کرے۔ ظاہری پہلو یہ ہے کہ انسان کی شجاعت کے جوہر کھل کر سامنے آئیں اور وہ دشمنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرے۔ کسی انسان میں شجاعت کا باطنی پہلو زیادہ نمایاں ہوتا ہے اور کسی میں ظاہری۔

اگر ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شخصیات کا جائزہ لیں تو سیدنا ابوبکر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما کی شجاعت پہلی قسم کی ہے اور سیدنا عمر اور علی رضی اللہ عنہما کی دوسری قسم کی۔ لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی اور منکرین ختم نبوت اور منکرین زکوٰۃ کے مقابلے میں جہاد کے معاملے میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایسے اعتماد کا مظاہرہ کیا جس کی تعریف حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے بہادر انسان نے کی۔ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خود پر حملہ آور ہونے والوں کے مقابلے میں انتہا درجے کے ضبط نفس کا مظاہرہ کیا۔

حضرت عمر اور علی رضی اللہ عنہما کی شجاعت تو اتنی واضح ہے کہ وہ کسی بیان کی محتاج نہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے مسلمنوں کو قوت میں یہ فرق پڑا کہ وہ جو نیک کام پہلے چھپ چھپا کر کیا کرتے تھے، اب کھلے عام کرنے لگے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت غزوہ خندق میں کھل کر سامنے آئی جب انہوں نے عمرو بن عبدود جیسے جنگجو کو قتل کیا جو اپنی جنگی مہارت کی بنا پر عرب میں ہزار سواروں کے برابر مانا جاتا ہے۔ اسی طرح خیبر کے قلعے کی فتح میں آپ کا کردار شجاعت کی تابناک مثال ہے۔ اسی طرح دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شجاعت کے مختلف اوصاف پائے جاتے

تھے۔ان میں سیدنا زبیر بن عوام، سیدنا سعد بن ابی وقاص، سیدنا ابوعبیدہ، سیدنا خالد بن ولید، سیدنا عمرو بن عاص، سیدنا سعد بن معاذ، سیدنا اسید بن حضیر، سیدنا سعد بن عبادہ، سیدنا زید بن حارثہ، سیدنا جعفر طیار، سیدنا عبداللہ بن رواحہ، سیدنا قعقاع بن عمرو، سیدنا عکرمہ بن ابوجہل اور سیدنا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہم کی شخصیات نمایاں ہیں۔شجاعت کا متضاد رویہ بزدلی اور نامردی کا ہے۔چھوٹی چھوٹی سی باتوں پر پریشان ہونا، حقائق کا سامنا کرنے سے گھبرانا، دوسروں سے ڈر ڈر کر اور گھٹ گھٹ کر جینا بزدلی کی نشانیاں ہیں۔اس سے نجات کا حل یہ ہے کہ اپنی شخصیت میں خود اعتمادی پیدا کیجئے۔یہی خود اعتمادی اس کی بزدلی کے خاتمے کا سبب بنے گی۔اس کا عملی طریقہ خود اعتمادی کے تحت بیان کر دیا گیا ہے۔شجاعت کے باب میں ایک اہم پہلو یہ ہے کہ انسان بہادری کے زعم میں حقیقت پسندی سے دور نہ بھاگے۔ایسا نہ ہو کہ اپنی بہادری کی وجہ سے کوئی شخص اپنی صلاحیتوں کا غلط اندازہ (Over-Estimate) لگالے اور ایسی قوت سے قبل از وقت ٹکرا جائے جس سے مقابلے کی وہ صلاحیت نہ رکھتا ہو۔اس کا نتیجہ صرف اور صرف اپنی قوت کی تباہی کی صورت میں نکلتا ہے۔شجاعت کے زعم میں زمینی حقائق کو نظر انداز کرنا خودکشی کے سوا کچھ نہیں۔بہادری کا صحیح پہلو یہ ہے کہ انسان اپنی صلاحیتوں کی ممکنہ حد تک حق کا علمبردار بنے اور کلمہ حق کو بلند کرنے کی کوشش کرے۔اسی وجہ سے ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنے کو افضل ترین جہاد قرار دیا گیا ہے۔ہمارے انبیاء کرام علیہم السلام اور بزرگان دین علیہم الرحمۃ کی سیرت ایسے واقعات سے بھری ہوئی ہے جب انہوں نے حق کے کلمے کو بلند کرنے کے لئے شدید مصائب اور ظلم و ستم کو برداشت کیا۔

....

انصاف پسندی

عدل و انصاف کو ہمارے دین میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔عدل کا معنی یہ ہے کہ حق دار کو اس کا حق دیا جائے۔ دین میں عدل کا تقاضا اس قدر شدت سے کیا گیا ہے کہ اپنے ذاتی یا قومی یا دینی دشمنوں کے بارے میں ناانصافی کا کوئی رویہ بھی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَـاَ يُّهَـا الَّـذِيـنَ اٰمَنُوا كُونُوا قَوّٰمِينَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَـوْمٍ عَـلٰـى اَلَّا تَـعْدِلُوا اِعْدِلُوا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ (المائدہ 8:5)

اے ایمان والو! تم اللہ کی خاطر حق پر قائم ہو جاؤ اور سچائی اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ۔ کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم عدل نہ کرو۔ یہ (عدل) تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

اس آیت کا سیاق وسباق یہ بتاتا ہے کہ یہاں خاص طور پر اس دشمنی کا تذکرہ ہے جو دین کی بنیاد پر ہو۔ظاہر ہے یہ دشمنی کی سخت ترین شکل ہے جس میں بھی مسلمانوں کو ناانصافی اور انتہا پسندی سے روکا گیا ہے۔ اگر ہم اپنے رویوں کا جائزہ لیں تو یہ بات واضح ہو گی کہ قرآن مجید کی واضح رہنمائی کے باوجود ہمارے ہاں انصاف پسندی کا شدید فقدان ہے۔ عدالتی انصاف کی بات تو جانے دیجئے، اپنی روزمرہ زندگی میں ہم بارہا عدل و انصاف کا خون کرتے ہیں۔ سڑک پر چلتے ہوئے ہم میں سے کتنے دین دار افراد ہی ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کر کے دوسروں کی حق تلفی کرتے ہیں۔ اسی طرح دکاندار چیز کے پیسے تو پورے وصول کرتے ہیں لیکن چیز کے معیار یا مقدار

میں کمی کر دیتے ہیں۔ اپنے کاروباری معاملات میں کیش فلو کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے معاہدے کے خلاف رقوم کی ادائیگی میں تاخیر عام سی بات ہے جس میں چھوٹے چھوٹے دکانداروں سے لے کر بڑی بڑی کمپنیاں بھی ملوث ہیں۔ ہمارے بہت سے لوگ تعدد ازدواج کی اجازت کے استعمال میں بہت بے باک ہیں لیکن قرآن مجید کے حکم کے مطابق ان میں عدل و انصاف کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، بالعموم نئی بیویوں کے نخرے اٹھائے جاتے ہیں اور پرانی بیوی کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ جب لوگ قطار میں کھڑے ہوتے ہیں تو بہت سے لوگ ان کی حق تلفی کرتے ہوئے درمیان میں گھسنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ہمیں صرف اور صرف دوسروں کی غلطیاں ہی نظر آتی ہیں اور اپنی غلطیوں سے صرف نظر کرتے ہیں۔ کسی اختلاف بالخصوص دینی مسئلے میں اختلاف کی صورت میں دوسروں کی بات سننا ہمیں گوارا نہیں ہوتا۔ شاید ہم یہ سمجھتے ہیں کہ میں اتفاقاً جس عقیدے اور مسلک میں پیدا ہوا وہی حق ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر ان لوگوں کا کیا قصور ہے جو کسی دوسرے مذہب یا مسلک والوں کے گھر پیدا ہوئے اور اپنے ہی نقطہ نظر کو درست سمجھتے ہیں۔ اگر ہم انہیں غلط سمجھتے ہیں تو ہمیں اپنے آبائی مسلک و عقیدے پر بھی ایک حق کے سچے متلاشی کی حیثیت سے نظر ثانی کر لینا چاہئے۔

ہمارا رویہ بالعموم یہ ہوتا ہے کہ اگر مخالف مسلک کا کوئی شخص تحقیق پر آمادہ ہو اور اس کے لئے ہمارے مسلک کو سمجھنا چاہے تو ہم اسے سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں لیکن اگر ہمارے مسلک سے تعلق رکھنے والا کوئی طالب علم دوسرے مسلک کی کتابوں کا مطالعہ بھی شروع کر دے تو ہم ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ مخالف مسلک کی کوئی کتاب پڑھنا یا ان کے کسی عالم کی بات سننا ہی ہمارے نزدیک گمراہی ہے۔ ابتدا ہی سے ہمارے ذہنوں میں یہ داخل کیا جاتا ہے کہ فلاں مشرک ہے، فلاں بدعتی ہے یا فلاں گستاخ رسول ہے۔ اس کی کوئی بات سننا یا اس کی کتاب پڑھنا ناجائز

ہے کیونکہ اس سے گمراہ ہونے کا خطرہ ہے۔ بعض لوگوں کے نزدیک تو دوسرے مسلک کے کسی شخص کو سلام کرنے یا اس سے مصافحہ کرنے سے ہی نکاح فاسد ہو جاتا ہے۔

ہمارا دین عدل و انصاف کا علم بردار ہے اور اسی کا حکم دیتا ہے۔ کیا دنیا کی کوئی عدالت بھی کسی ملزم کی بات سنے بغیر اسے مجرم قرار دے کر سزا سناتی ہے؟ بدقسمتی سے ہمارے عام مسلمان عدل و انصاف کے علم بردار کہلانے کے ساتھ ساتھ دوسرے مسلک کے لوگوں کی بات سنے بغیر ان کے متعلق کفر، شرک، بدعت اور گستاخیِ رسول کا فتویٰ جاری کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے۔ یہاں تک کہ مخالف مسلک کے کسی شخص کو قتل کر دینا کوئی گناہ ہی سمجھا نہیں جاتا بلکہ عین کارِ ثواب سمجھا جاتا ہے۔ ایسا کرنے میں کسی مسلک کی تخصیص نہیں بلکہ سب ہی مسالک کے لوگوں میں یہ چیز پائی جاتی ہے۔ اس بات کو سب ہی بھول جاتے ہیں کہ اس طرح وہ عدل و انصاف کا خون کرنے میں مصروف ہیں۔ اگر ہم قرآن مجید پر سچا ایمان رکھتے ہیں تو ہمیں حقیقی معنوں میں حق اور انصاف پسندی کو اپنی شخصیت کا جزو بنانا ہوگا۔ انصاف پر کسی قسم کا کوئی کمپرومائز نہیں ہونا چاہئے۔ جس بات کو ہم حق اور انصاف سمجھتے ہیں، اپنی استطاعت کے مطابق اس پر ڈٹ جانا اور اس کے مقابلے میں کسی ملامت کی پرواہ نہ کرنا وہ رویہ ہے جس کا تقاضا ہم سے دین میں کیا گیا ہے۔ اگر ہم اپنی روزمرہ دینی اور دنیاوی زندگیوں میں ناانصافی کو چھوڑنا شروع کر دیں تو بہت جلد ہماری اجتماعی زندگیوں میں حق اور انصاف کا بول بالا ہوگا اور ہمارے حکمران اور عدالتیں بھی انصاف کے قائم کرنے والے بن جائیں گے لیکن اپنے رویے کی اصلاح کی بجائے اگر ہم حکومت ہی کو کوستے رہے تو حالات ایسے ہی رہیں گے بلکہ اس سے بھی بدتر ہوتے جائیں گے۔

....

کامیابی کی لگن

اپنی شخصیت کو بہتر بنانے کے لئے اس میں جینے کی امنگ اور کامیابی کی لگن پیدا کرنا ضروری ہے۔ جس شخص میں اس کا فقدان ہو وہ کوئی بڑا کارنامہ تو کیا، چھوٹا سا کام بھی انجام نہیں دے سکتا۔ خود میں کامیابی کی امنگ پیدا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس بات پر غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس دنیا میں کیوں بھیجا ہے۔ میرے سامنے کیا چیلنج درپیش ہے جس سے عہدہ برا ہونا میرے لئے ضروری ہے۔ اس کے بعد اپنے سامنے چھوٹے چھوٹے چیلنج رکھئے اور اپنی چھوٹی چھوٹی کامیابیوں پر خوش ہونا سیکھئے۔ بعض لوگوں کی ناکامیاں ان میں کامیابی کی لگن کو ختم کر دیتی ہیں۔ ناکامی ہوتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ کامیابی و ناکامی دونوں ہی اس زندگی کے اہم پہلو ہیں۔ اگر آج میں کسی مقصد کے حصول میں ناکام رہا ہوں تو ضروری نہیں کہ کل بھی ایسا ہی ہو۔ ناکامی کا ایک روشن پہلو یہ ہوتا ہے کہ انسان کو اس میں اپنی خامیوں کے تجزیے کا موقع مل جاتا ہے۔ کامیابی کے بارے میں اپنی توقعات کو بھی بہت زیادہ غیر حقیقی نہ بنایئے ورنہ کامیابی بھی ناکامی ہی محسوس ہوگی۔ کامیابی کی لگن اچھی چیز ہے لیکن اگر اس میں انتہا پسندی آجائے تو انسان بہت زیادہ جذباتی ہو جاتا ہے اور ناکام ہونے پر وہ بری طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتا ہے۔

....

بخل اور سخاوت

انسانی شخصیت بعض اوقات جن بیماریوں کا شکار ہو جاتی ہے، ان میں سے ایک بخل ہے۔ اس کا بالکل عکس سخاوت ہے۔ بخل کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں بالخصوص مال و دولت انسان کو عطا کی ہیں وہ انہیں استعمال کرنے میں کنجوسی کا مظاہرہ کرے اور جہاں انہیں خرچ کرنا ضروری ہو، وہاں

خرچ کرنے سے گریز کرے۔مثلاً ایک شخص انتہائی دولت مند ہونے کے باوجود پھٹے پرانے کپڑے پہنتا ہےاوراپنے بچوں کوبھی اس پرمجبور کرتا ہے یاروکھاسوکھا کھاتا ہےتو یہ بخل ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بات کی تعلیم دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں انسان کودی ہیں،ان کے اثرات اس کی شخصیت پر بھی ظاہر ہونے چاہئیں۔بخل کی ایک بڑی مثال اس وقت دیکھنے میں آتی ہے جب ہم ضرورت مندوں کی مدد کرتے ہیں۔اگر ہمارے پاس کوئی حقیقی ضرورت مندآ جائے تو اسے کچھ وقت ہمیں اپنی تمام ضروریات یادآ جاتی ہیں لیکن اپنی عیاشیوں کے وقت ہم کوئی نہ کوئی جواز ضرور گھڑ لیتے ہیں۔اگر ہم کسی ضرورت مند کی مدد کربھی دیں تو ہماری یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ ساری عمر ہمارے احسان کے بوجھ تلے دبا رہےاور ہماراغلام بن کرر ہے۔

شخصیت کےاسی پہلو کی دوسری انتہا اسراف اورتبذیر ہے۔انسان اپنی خواہشات کا اتناغلام بن جائے کہ وہ ان کی تکمیل کے لئے دولت کوضائع کرنا شروع کر دے۔قرآن میں ایسے لوگوں کوشیطان کا بھائی کہا گیا ہے۔پرتعیش اندازِ زندگی (Luxurious Life Style) کی بہت سی مثالیں ہمارے معاشرے میں پائی جاتی ہیں۔ ہمارے بہت سے بھائی اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئےتو ہزاروں لاکھوں خرچ کر دیتے ہیں لیکن انہیں ان غریبوں کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی جن کے بچے بھوک سے بلک رہے ہوتے ہیں۔

دین ہمیں انتہا پسندی کےان رویوں سے بچ کر ہمیں اعتدال کی راہ اپنانے کی تلقین کرتا ہے۔ جہاں خرچ کرنا چاہئے وہاں خرچ نہ کرنا بخل ہےاور جہاں خرچ نہیں کرنا چاہئے وہاں خرچ کرنا اسراف ہے۔سخاوت اوردریادلی اس کا نام ہے کہ جہاں خرچ کرنا چاہئے وہاں انسان خرچ کرنے سے نہ گھبرائے بلکہ دل کھول کرخرچ کرےاوراسراف سے ہرصورت میں بچے۔

لالچ اور قناعت

اسی قسم کا ایک رویہ لالچ اور حرص ہے۔ بخل دراصل انسان کی دولت کے مناسب آؤٹ فلو (Outflow) کی راہ میں رکاوٹ ہے جبکہ لالچ اس کے غیر مناسب ان فلو (Inflow) کی خواہش کی عکاسی کرتا ہے۔ انسان کسی چیز بالخصوص دولت کے حصول کے لئے اتنا حریص ہو جاتا ہے کہ وہ حصول کے جائز اور ناجائز طریقوں کی پرواہ نہیں کرتا اور ہر طرح سے اپنی تجوریوں کو بھرنے کی فکر کرتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں بالعموم کرپشن کا جو ناسور پھیلتا جا رہا ہے اس کی وجہ یہی رویہ ہے۔ ہمارے دین میں دولت کی خواہش کو تو برا قرار نہیں دیا گیا بلکہ زندگی میں ایک اہم محرک کے طور پر اسے تسلیم کیا گیا ہے لیکن اس معاملے میں انتہا پسندی کے تمام رویوں کو غلط قرار دیا گیا ہے۔ حرص و طمع سے بچ کر انسان دولت کے حصول کی جائز طریقوں سے کوشش کر سکتا ہے بشرطیکہ اس میں دوسروں کے حقوق پامال نہ کرے۔ اسی رویے کا نام قناعت ہے۔

ہمارے ہاں بعض لوگ قناعت کا معنی یہ سمجھتے ہیں کہ انسان اپنی غربت ہی کو اختیار کئے رکھے اور دولت کے حصول کے جائز طریقوں سے بھی گریز کرے۔ اس نقطہ نظر کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ رہبانیت کا پیدا کردہ رویہ ہے۔ اسلام میں قناعت کا یہ مفہوم ہے کہ انسان دولت کے حصول کے ناجائز طریقوں سے بچے اور جائز طریقوں سے جو دولت حاصل ہو جائے اس پر خدا کا شکر ادا کرے۔ ناجائز طریقوں سے دولت کے حصول سے بچنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ جائز طریقوں سے مناسب مال کمانے کے لئے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے۔ یہ چیز ان نوجوانوں کے لئے بہت اہمیت کی حامل ہے جو اپنے لئے کیریئر کا انتخاب کرنے کا فیصلہ کرنے والے ہیں۔ اپنے لئے ہمیشہ ایسے ہی کیریئر کا انتخاب کیجئے جہاں آپ کے لئے رزق حلال کمانے کے بہتر مواقع اور حرام سے بچنے کی بہتر سہولتیں میسر ہوں۔ ہمارے ماحول میں بہت سی

ایسی نوکریاں بھی ہیں جہاں حلال تو مشکل سے ہی ملتا ہے اور بہت کم ملتا ہے البتہ حرام کمانے کے مواقع بے شمار ہوتے ہیں۔ آج کل کی سرکاری نوکریاں اس کی بدترین مثال ہیں۔ کیریئر کے انتخاب کے وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیے اور اچھے لوگوں سے مشورہ ضرور طلب کیجیے۔

....

عادات وخصائل

انسان کی شخصیت کا ایک اہم پہلو اس کی عادات و خصائل ہیں۔ عادات سے مراد انسان کے وہ ایک ہی طرز کے رویے ہیں جن کے تحت وہ مخصوص حالات میں ایک ہی ردعمل کا مظاہرہ کرتا ہے۔ تقریباً بارہ سال کی عمر کے بعد جب انسان کی شخصیت کا غیر مادی وجود نشوونما پا رہا ہوتا ہے تو اس کی عادتوں کی تشکیل بڑی تیزی سے ہوتی ہے۔ عمر کے ساتھ ساتھ یہ عادتیں پختہ ہوتی جاتی ہیں۔ بڑی عمر میں ان عادتوں کو تبدیل کرنا خاصا مشکل ہوتا ہے۔ کھانے پینے، رہنے سہنے، ملنے جلنے، سونے جاگنے، جنسی خواہش کی تکمیل کرنے اور زندگی کے دیگر معاملات کے بارے میں ہر انسان مخصوص رویوں کو عادی ہو جاتا ہے۔

اگر آپ عمر کے اس حصے سے گزر رہے ہیں یا گزرنے والے ہیں تو اچھی عادتوں کو اپنانا اور بری عادتوں سے بچنا آپ کے لئے خاصا آسان ہوگا کیونکہ شخصیت کی تعمیر کا کام ابھی تیزی سے جاری ہوگا۔ اس معاملے میں اپنے والدین، اساتذہ اور اچھے دوستوں سے رہنمائی حاصل کیجیے۔ اس عمر میں برے دوستوں سے پرہیز انتہائی ضروری ہے خواہ آپ کو وہ کتنے ہی پرکشش کیوں نہ محسوس ہوں کیونکہ یہی کسی شخص میں بری عادتوں کے پختہ ہونے کا باعث بنتے ہیں۔

اگر آپ عمر کے اس حصے سے گزر چکے ہیں تو بری عادتوں کو تبدیل کرنا اگرچہ خاصا مشکل کام

ہے لیکن یہ کرنا آپ کی باقی زندگی کو اچھے انداز میں گزارنے کے لئے ناگزیر ہے۔ آپ اپنی خود اعتمادی کے ذریعے ان بری عادتوں کو شکست دے سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں اگر ضرورت ہو تو کسی ماہر نفسیات سے بھی مشورہ کیا جا سکتا ہے بالخصوص ہپناٹزم کے ماہرین اس سلسلے میں خاصی مدد کر سکتے ہیں۔ بری عادتوں کی ایک جامع و مانع فہرست بنانا خاصا مشکل کام ہے لیکن ہم میں اچھائی اور برائی کا اتنا شعور ضرور موجود ہے کہ اس کی مدد سے ہم اچھی و بری عادتوں میں تمیز کر سکیں۔ ہمارے معاشرے میں پائی جانے والی عام بری عادتوں میں جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، عیب جوئی کرنا، دوسروں کی کھوج میں رہنا، جنسی بے اعتدالی کا مظاہرہ کرنا، بات بات پر لڑنے کے لئے تیار رہنا، سونے میں بے اعتدالی کا مظاہرہ کرنا شامل ہے۔

....

فنی اور پیشہ ورانہ مہارت

کسی بھی فرد کی معاشی زندگی میں اس کی فنی اور پیشہ ورانہ مہارت کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ آپ جو بھی پیشہ اختیار کرنے جا رہے ہیں، اس میں درکار مناسب صلاحیتوں کا فقدان ایک طرف آپ کی اپنے ہم پیشہ افراد میں عزت کو کم کر سکتا ہے اور دوسری طرف آپ کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ بھی بن سکتا ہے۔ پیشے کے انتخاب سے پہلے یہ دیکھ لیجئے کہ کہیں یہ پیشہ آپ کے ذاتی رجحانات سے بالکل ہی متضاد تو نہیں؟ ہمیشہ اس پیشے کا انتخاب کیجئے جو آپ کی فطری صلاحیتوں سے ہم آہنگ ہو۔ یہی چیز آپ کو فنی اور تکنیکی اعتبار سے مضبوط بنا دے گی اور انشاء اللہ آپ کی ترقی کی راہ میں بہت آگے تک لے جائے گی۔ پیشے سے ناانصافی کرنا دنیا والوں کی نظر میں بھی ایک بری چیز ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی ناپسندیدہ عمل ہے۔ اپنے پیشے میں مہارت حاصل

کرنے کے لئے شوق اور لگن کی ضرورت ہے۔اس سے متعلق صلاحیتوں کو بہتر بنانے کے لئے کتب کا مطالعہ، ماہر لوگوں کی صحبت اور مختلف کورسز میں شرکت ضروری ہے۔اس ضمن میں جو رقم بھی خرچ ہو، وہ آپ کی اپنی ذات میں سرمایہ کاری ہے۔

....

جنسی جذبہ

کسی انسان میں جنسی جذبے کا ہونا ایک نارمل اور فطری سی بات ہے۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے ہمیں بھوک اور پیاس لگتی ہے۔ اس جذبے کے معاملے میں اہل مغرب کا رویہ اور کردار انتہا پسندانہ ہے جس کے نتیجے میں وہاں جنسی بے راہ روی، جنسی مسائل اور امراض بہت زیادہ پائے جاتے ہیں۔ ہمارے معاشرے کا جنس کے بارے میں رویہ عجیب وغریب ہے۔ ہمارے ہاں جنس کے بارے میں ایک شدید قسم کی گھٹن پائی جاتی ہے۔

ایک طرف تو روایتی طور پر جنس کے موضوع پر گفتگو کرنا، کوئی کتاب پڑھنا اور اشاروں کنایوں میں بھی اس کا ذکر کرنا بہت معیوب بلکہ ایک غلیظ عمل سمجھا جاتا ہے لیکن دوسری طرف اہل دوسری طرف جدید مادی تہذیب کی پیروی میں ہمارے یہاں جنسی خواہش کو ابھارنے والے بلکہ بھڑکانے والے عوامل بہت کثرت سے پائے جاتے ہیں جن میں ہمارا میڈیا سرفہرست ہے۔ ہمارے دین میں شادی کے بغیر ازدواجی تعلقات کو سخت گناہ قرار دیا گیا ہے لیکن اس کے برعکس ہمارے یہاں شادی کو مصیبت بنا دیا گیا ہے۔

سخت اور انتہائی نامعقول رسوم ورواج کی وجہ سے شادی کرنا بہت ہی مشکل کام بن چکا ہے۔ ہمارے معاشرے میں شادیاں اس وقت کی جاتی ہیں جب کوئی انسان اپنے جنسی جذبے کا

دورعروج گزار کر بڑھاپے کا منتظر ہوتا ہے۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کسی پیاسے کو اس وقت پانی پلایا جائے جب اس کی پیاس کی شدت ختم ہو چکی ہو۔ ان سب کے ساتھ ساتھ جنسی بے راہ روی کے لئے مواقع بڑھتے جا رہے ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ جنس کے بارے میں نوجوانوں کو درست معلومات فراہم نہیں کی جاتیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے نوجوان لڑکے لڑکیوں میں جنسی مسائل بڑھتے جا رہے ہیں اور پورا معاشرہ ایک عجیب تضاد کا شکار ہے۔ ان حالات کی وجہ سے جو جنسی مسائل اور عوارض پیدا ہو رہے ہیں یا ہو سکتے ہیں، ان کی کچھ تفصیل یہ ہے:

- نوجوان لڑکے لڑکیوں میں شادی کے بغیر ازدواجی تعلقات قائم کرنا
- نوجوانوں میں ہم جنس پرستی (Homosexualism & Lesbianism) کا فروغ
- تیسری جنس سے جنسی تسکین کا حصول
- جانوروں کے ساتھ جنسی فعل کا عارضہ (Bestiality)
- بچوں پر جنسی تشدد (Paedophilia)
- مخالف جنس کے کردار اور رویے اختیار کرنا (Trans Sexualism)
- اپنے جنسی اعضاء اور افعال کی نمائش کرنا (Exhibitionism)
- جنسی اذیت پسندی یعنی جنس مخالف یا خود کو اذیت پہنچا کر جنسی تسکین حاصل کرنا (Sadism & Masochism)

ان میں سے تقریباً تمام جنسی عوارض ہمارے معاشرے کے مختلف افراد میں پائے جاتے ہیں۔ جنس مخالف کے ساتھ تعلقات تو ابھی ہمارے معاشرے میں اتنے عام نہیں ہوئے جتنے اہل مغرب کے ہاں ہیں لیکن ہم جنس پرستی خفیہ طور پر طویل عرصے سے پائی جاتی ہے۔ بہت سے نوجوانوں میں جنس مخالف کے رویے اپنانے کی وبا بھی کافی پھیل چکی ہے اور اس کا شکار عموماً امیر

طبقے کے نوجوان ہو رہے ہیں۔

بچوں پر جنسی تشدد اور جنسی اذیت پسندی جیسے گھناؤنے جرم کے واقعات اگرچہ کم ہیں لیکن پچھلے چند سالوں میں ان کی تعداد میں کئی گنا اضافہ ہوا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ ان جرائم کی شدت میں بھی اضافہ ہو رہا ہے جس کی ایک بڑی مثال لاہور میں سو بچوں پر تشدد اور ان کے بہیمانہ قتل کا واقعہ ہے۔ ان میں سے بہت سے جرائم قدیم دور سے پائے جاتے ہیں لیکن دور جدید میں میڈیا کے غلط کردار نے ان میں بہت تیزی سے اضافہ کیا ہے۔

ان تمام مسائل سے محفوظ رہنے کا واحد اور مستقل حل تو یہی ہے کہ شادی مناسب عمر میں کر لی جائے۔ بدقسمتی سے اس مسئلے پر معاشرتی دباؤ اس قدر زیادہ ہے کہ شادیوں میں خواہ مخواہ تاخیر ہو جاتی ہے۔ یہ مسئلہ خواتین کی نسبت مرد حضرات کے ساتھ زیادہ پیش آتا ہے۔ کم از کم وہ لوگ جو دینی ذہن رکھتے ہیں اور خاندان اور معاشرے کے دباؤ کی پرواہ نہیں کرتے، انہیں یہ ضرور چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کی جلد شادیاں کر دیں۔ یہ بات تو اب نوشتہ دیوار ہے کہ اگر ہمارے یہاں میڈیا کے کردار کو درست نہ کیا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ شادیوں میں تاخیر کا رویہ رکھا گیا تو صرف چند ہی سالوں میں ہمارا معاشرہ شدید قسم کی جنسی انارکی کا شکار ہو جائے گا اور اس کی شدت مغربی معاشروں کی نسبت کہیں زیادہ ہو گی۔

جو لوگ اپنی نسل کے ساتھ مخلص ہوں، ان پر یہ بات اب فرض کے درجے میں لازم ہوتی ہے کہ وہ اپنی اولاد کی جلد از جلد شادی کر دیں۔ یہ درست ہے کہ جلد شادی سے کئی معاشی اور نفسیاتی مسائل پیدا ہو جاتے ہیں لیکن ان مسائل کی اہمیت ان مسائل کے سامنے نہ ہونے کے برابر ہے جو دیر سے شادی کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں۔ اگر قناعت کا رویہ اختیار کیا جائے تو ان مسائل کو با آسانی حل کیا جا سکتا ہے۔ خاص طور پر ایسے والدین جو مالی اعتبار سے مستحکم ہیں، اپنی

اولاد کی شادی کے بعد بھی ان کا بوجھ اٹھا سکتے ہیں۔ وہ نوجوان جوان مسائل سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں، انفرادی طور پر کئی اور طریقوں سے اپنی خواہش کو کم کر سکتے ہیں۔ اس میں دینی ماحول سے تعلق رکھنا، بکثرت نفلی روزے رکھنا اور ذہن کو مثبت سرگرمیوں میں لگانا شامل ہے۔

ایسے افراد جو خدانخواستہ کسی جنسی عارضے کا شکار ہو چکے ہیں اور اب توبہ کر کے اس سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں، انہیں چاہئے کہ اس مسئلے پر ماہرین نفسیات اور ماہرین امراض جنسیات سے رجوع کریں۔ ابھی تک ہمارے یہاں ایسے اسپیشلسٹ کلینک قائم نہیں ہو سکے جہاں خاص طور پر جنسی امراض کا علاج کیا جاتا ہو لیکن ایسے ماہرین بہرحال موجود ہیں جو ان معاملات پر اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اس بات کا خیال رہے کہ ایسی صورتوں میں جھاڑ پھونک کرنے والے پیروں، نام نہاد پروفیسروں اور اشتہار باز حکیموں سے مکمل طور پر اجتناب کیجئے کیونکہ یہ لوگ بالعموم اسٹیرائڈ ز پر مشتمل شدید نقصان دہ ادویات کے ذریعے علاج کرتے ہیں جو اگر چہ بسا اوقات وقتی طور پر تو مسئلے کو حل کر دیتی ہیں لیکن طویل عرصے میں جسمانی و ذہنی صحت کو نا قابل تلافی نقصان پہنچاتی ہیں۔

....

غصہ اور جارحیت

جنسی جذبے کی طرح غصہ اور جارحیت بھی ایک فطری جذبہ ہے جو انسان میں اس وقت پیدا ہوتا ہے جب اسے کسی مقصد کے حصول میں رکاوٹ پیش آئے ہو یا اپنی خواہش اور رضا مندی سے وہ جو کچھ کرنا چاہے نہ کر سکے۔ اس فطری جذبے کو عموماً ہمارے ہاں برا سمجھا جاتا ہے حالانکہ اس کا صرف غلط استعمال ہی برا ہوتا ہے۔ جارحیت کا غلط استعمال وہی ہوتا ہے جسے ہم

اپنی روزمرہ زندگی میں دیکھتے ہیں کہ لوگ غصہ آنے پر گالی گلوچ، غیبت یا پھر لڑنے جھگڑنے پر اتر آتے ہیں۔ اسی کے نتیجے میں بہت مرتبہ ایک فریق دوسرے پر زیادتی بھی کر جاتا ہے۔ دنیا بھر میں تخریب کاری اور دہشت گردی اسی جذبے کے تحت ہوتی ہے۔

جارحیت کے جذبے کا صحیح استعمال یہ ہے کہ کسی جائز خواہش کی تکمیل میں اگر رکاوٹ پیدا ہو جائے تو اس سے پیدا ہونے والے جذبے کو مثبت رخ پر موڑ کر اسے قوت عمل میں تبدیل کر دیا جائے اور اس سے بڑے بڑے کارنامے انجام دیے جائیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی ادارے میں ایک شخص کی ترقی کی راہ میں کوئی رکاوٹیں پیدا کر رہا ہے تو وہ اس سے لڑائی جھگڑا کرنے کی بجائے جارحیت کے جذبے کو اپنی صلاحیتوں کے بھرپور استعمال میں خرچ کرتے ہوئے اپنی اہلیت کو ثابت کرے۔ دین اسلام نے غصے کے بارے میں بھی رہنمائی کی ہے۔ قرآن مجید اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شدید غصے کی حالت میں انسان کو خود کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرنا چاہئے اور اس حالت میں کسی فیصلے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اس حالت میں بھی معاف کر دینا سب سے بہتر ہے:

وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔

(ال عمران 3:134)

ایسے لوگ جو غصے پر قابو پانے والے ہوں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہوں، بے شک اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غصے کی حالت کے بارے میں تلقین فرمائی ہے کہ ایسا شخص اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔ اس طرح اس کے غصے کی شدت کم ہو گی۔ اسی طرح بعض روایات میں ایسی حالت میں وضو کرنے کا حکم دیا گیا ہے تا کہ غصے کی شدت کنٹرول ہو۔

اگر ہم اپنے دائرہ کار میں کوئی سی برائی یا ظلم دیکھیں تو اسے ختم کرنے کی آرزو ہمارے اندر پیدا ہونی چاہیئے۔ اس صورت میں بھی آپے سے باہر ہونا، اپنی حدود سے متجاوز کرنا اور دوسروں سے لڑائی جھگڑا کرنا درست نہیں۔ انسان کو ہمیشہ کوئی اقدام کرتے وقت خود کو ٹھنڈا رکھنا چاہیئے اور کبھی بھی اپنی قانونی اور اخلاقی حدود سے تجاوز نہیں کرنا چاہیئے۔

مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی شخص معاشرے میں بے حیائی اور منشیات پھیلا رہا ہے۔ ایسی صورت میں اس سے ڈائرکٹ تصادم کی بجائے بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس کے بارے میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کو اطلاع دی جائے یا پھر معاشرے میں اس کے بائیکاٹ کی مہم چلائی جائے اور انہیں اس چیز کے نقصانات سے آگاہ کیا جائے۔ بعض لوگ ان اداروں کی نااہلی اور کرپشن کو بنیاد بنا کر خود لڑائی جھگڑا کرنے پر اتر آتے ہیں۔ ان کا یہ طرز عمل درست نہیں کیونکہ ہمیں اتنا ہی کام کرنا چاہیئے جتنے کا ہم سے تقاضا کیا گیا ہے۔ اپنی قانونی و اخلاقی حدود سے تجاوز کر کے ہم خود ایک نئے غلط کام کا آغاز کر رہے ہوتے ہیں جس کے نتائج بسا اوقات اس سے کہیں برے نکلتے ہیں جو اس شخص کے کام سے نکل سکتے ہوں۔

....

مایوسی و تشویش (Frustration)

مایوسی اس صورت میں پیدا ہوتی ہے جب ہماری کسی خواہش کی راہ میں رکاوٹ پیدا ہو جائے اور ہمیں اس کے لئے کوئی متبادل راستہ بھی نظر نہ آ رہا ہو۔ خواہش کی شدت اور دوسروں سے بہت زیادہ توقعات وابستہ کرنا مایوسی کی شدت میں بہت زیادہ اضافہ کر دیتا ہے۔ مایوسی کو کم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان دوسروں سے زیادہ توقعات وابستہ نہ کرے اور خواہش پوری نہ ہونے کی

صورت میں تھک کر نہ بیٹھ جائے بلکہ اس کے لئ ے دوسرے متبادل ذرائ ع تلاش کرتا رہے۔

دین اسلام اس سلسلے میں ہماری رہنمائی کرتا ہے اور ہمیں اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہونے کا درس دیتا ہے: قُلْ يَاعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعاً۔ اے نبی آپ میری طرف سے فرما دیجئے کہ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ بے شک اللہ تمام گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ اس موضوع پر ہم نے تفصیل سے اپنی تحریر ''مایوسی سے نجات کیسے؟'' میں بحث کی ہے۔

....

خوشی وغمی

یہ زندگی کا وہ پہلو ہے جس کا سامنا ہمیں کرنا ہی پڑتا ہے۔ ہر انسان کو اس زندگی میں بہت سے دکھ جھیلنا پڑتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ وہ بہت سی خوشیاں بھی سمیٹتا ہے۔ خوشی وغمی میں ہمارا رویہ ہماری شخصیت کا اہم ترین جزو ہے۔ بعض لوگ خوشی ملنے پر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اور اپنی خوشی کے اظہار کے وہ طریقے اختیار کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ اسی طرح غمی کے موقع پر بھی چیخ و پکار اور رونا دھونا شروع کر دیتے ہیں۔ قرآن مجید اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے ہمیں اس معاملے میں یہ رہنمائی ملتی ہے کہ خوشی کے موقع پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے اور غمی کے موقع پر صبر کیا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوشی کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے اور نماز پڑھ کر، صدقہ وخیرات کر کے اور قربانی دے کر اپنی خوشی کا اظہار فرماتے۔ عیدین کے موقع پر اسی لئے صدقہ فطر اور قربانی کو صاحب حیثیت لوگوں کے لئے لازم قرار دیا گیا ہے۔

اسی طرح آپ کو بہت سے مواقع پر شدید دکھ کا سامنا بھی کرنا پڑا ان میں اہل طائف کی سرکشی، غزوہ احد میں ستر صحابہ رضی اللہ عنہم کی شہادت، آپ کی صاحبزادیوں سیدتنا زینب و رقیہ رضی اللہ عنہما اور صاحبزادوں کا انتقال اور دیگر کئی مواقع شامل ہیں۔ سیرت طیبہ کے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے ہر موقع پر آپ نے اپنے رب کی طرف رجوع کیا اور صبر کیا۔ یہی وجہ ہے کہ دین میں ایسے تمام مواقع پر چیخ و پکار، نوحہ اور بین کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

....

محبت و نفرت

محبت و نفرت بھی انسان کی شخصیت کے اہم پہلو ہیں۔ ہم بہت سی چیزوں کو پسند یا ناپسند کرتے ہیں۔ یہی جذبے کچھ شدت اختیار کر کے محبت اور نفرت اور پھر اس سے بھی بڑھ کر عشق اور شدید نفرت کی شکل اختیار کر جاتے ہیں۔ اگر تو یہ جذبے اپنی فطری حدود میں رہیں تب تو ٹھیک ہے لیکن ان میں حدود سے تجاوز انسان کی شخصیت کو بری طرح مسخ کر دیتا ہے۔ آپ نے یقیناً ایسے کئی لوگ دیکھے ہوں گے جو عشق یا نفرت کی شدت کا شکار ہو کر اپنی پوری زندگی تباہ کر بیٹھے یا پھر اس سے ہاتھ ہی دھو بیٹھے۔ ان جذبوں کو اپنی حدود میں رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کا رخ موڑ کر صحیح سمت میں لگا دیا جائے۔ انسان کی محبت کا محور و مرکز اللہ تعالیٰ کی ہستی ہونا چاہئے جس نے اسے پیدا فرمایا اور اس کی ہر ہر ضرورت کا ایسا خیال رکھتا ہے جو اور کوئی نہیں رکھ سکتا۔ بعض انسان بڑے ناشکرے ہوتے ہیں اور وہ اپنے رب کے ساتھ شریک بنا کر ان سے محبت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔ (البقرہ 165:2) انسانوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو اللہ کے ساتھ

کچھ شریک بنا لیتے ہیں اور ان سے ایسے محبت کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ سے کرنا چاہیے، (ان کے برعکس) اہل ایمان اللہ تعالیٰ سے شدید محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے محبت ہی کی اہم ترین شکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کے بندے اور آخری رسول ہیں۔ آپ کی محبت کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوسکتا اور یہ اللہ تعالیٰ ہی کی محبت ہے۔ اس محبت کے بارے میں ہمارے ہاں افراط و تفریط کے رویے پائے جاتے ہیں۔ بعض لوگ اپنی حماقت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اللہ تعالیٰ کی محبت سے الگ سمجھتے ہیں اور پھر رسول کا مقابلہ اللہ تعالیٰ سے کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ ایک طرف تو آپ کو اپنی محبت کے غلو میں خدا کا شریک دیتے ہیں اور دوسری طرف شخصی محبت کا دعویٰ کرنے کے باوجود آپ کی تعلیمات کی پیروی بھی نہیں کرتے حالانکہ محبت بغیر اتباع کے محض دکھاوا اور فریب ہے۔

اسی طرح کچھ دوسرے لوگ آپ کی محبت کو محض اتباع سنت ہی قرار دیتے ہیں اور آپ کے ساتھ محبت کے ذاتی تعلق کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ یہ دونوں راستے غلط ہیں۔ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ محبت و عقیدت ایک عظیم نعمت ہے وہاں اس کا تقاضا یہ بھی ہے کہ اپنے ہر معاملے میں آپ کی اتباع اور پیروی کی جائے۔ اسی محبت کی ایک اور شاخ آپ کے اہل بیت اور آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی محبت ہے جس کا کوئی مسلمان انکار نہیں کرسکتا لیکن اس معاملے میں بھی ہر قسم کے غلو سے اجتناب کرنا چاہیے تاکہ یہ عظیم نعمت ہمارے لئے شرک کی مصیبت نہ بن جائے۔ جب انسان اپنی محبت کا رخ اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اور آپ کی آل و اصحاب کی طرف موڑ دے تو پھر اسے دنیاوی محبتوں سے نجات مل جاتی ہے۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ والدین اور بیوی بچوں سے محبت نہیں کرنی چاہیے۔ یہ محبتیں بھی انسان کی فطرت میں داخل ہیں۔ لیکن ان سب محبتوں کو خدا اور رسول کی محبت کے تابع ہونا چاہیے۔ یہی حال نفرت کے جذبے کا

ہے۔ جب نفرت کے جذبے کو غلط استعمال کیا جائے تو انسان تخریب کار اور دہشت گرد بن جاتا ہے اور اپنے جیسے انسانوں کے خون میں ہاتھ رنگنے لگتا ہے۔ اس کا صحیح استعمال یہ ہے کہ اسے برائیوں کے خلاف نفرت میں تبدیل کر دیا جائے۔ ایک بندہ مومن کے نزدیک کفر اور فسق و فجور کی طرف جانا آگ میں جل جانے سے زیادہ قابل نفرت ہونا چاہئے۔ اسی چیز کا ہمارے دین میں تقاضا کیا گیا ہے۔ اس جذبے کو بھی بعض اوقات غلط رنگ دے دیا جاتا ہے۔ برائی سے نفرت کو انسانوں تک پھیلا دیا جاتا ہے۔ نفرت برائی سے ہونی چاہئے برے انسان سے نہیں۔

ایک مسلمان کو دین اور اخلاقیات کا داعی ہونا چاہئے اور اسے برائیوں میں مبتلا شخص کو اپنا بھائی سمجھ کر اس کی اصلاح کی کوشش کرنا چاہئے نہ کہ اسے برا قرار دے کر دھتکار دے اور وہ اپنی برائیوں میں اور شدت اختیار کر جائے۔ ہمیں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ہم سے بھی بہت سے گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو کیا خوب نصیحت فرمائی کہ اس گناہ گار کو وہ سزا دے جس نے خود کبھی یہ گناہ نہ کیا ہو۔ اس اصول سے استثنا صرف ان لوگوں کا ہے جو بہت ہی زیادہ گھناؤنے قسم کے جرائم میں مبتلا ہوں اور اس سے توبہ بھی نہ کرنا چاہتے ہوں اور انہی میں مبتلا رہنا اپنی زندگی کا مقصد سمجھتے ہوں۔ اپنی زندگی میں ان دوستوں کا انتخاب کیجئے جو محبتیں پھیلانے والے اور نفرت سے دور بھاگنے والے ہوں۔ اگر آپ کے قریب ایسے منفی ذہنیت کے حامل لوگ موجود ہیں جو ہر وقت دوسروں کی نفرت کی آگ میں جلتے رہتے ہیں اور دوسروں تک بھی یہ آگ منتقل کرنا چاہتے ہیں تو ان سے مکمل طور پر اجتناب کیجئے ورنہ آپ کی شخصیت کو بھی یہ لوگ تباہ کرنے میں کسر نہیں چھوڑیں گے۔

....

اخلاص

اخلاص یا خلوص ہماری شخصیت کا وہ پہلو ہے جس کے ہونے کی وجہ سے کوئی دوسرا ہم پر اعتبار کر سکتا ہے۔ اخلاص کا معنی ہے نیت کا پاکیزہ اور خالص ہونا۔ نیت کا یہ خلوص اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے اور بندوں کے ساتھ بھی۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیت کے خلوص کا مطلب یہ ہے کہ انسان جو نیک عمل بھی کرے، صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے کرے، اس میں اس کا کوئی دنیاوی مفاد پیش نظر نہ ہو۔ بندوں کے ساتھ خلوص یہ ہے انسان کی نیت میں کسی قسم کا کوئی کھوٹ نہ ہو اور وہ سب کا خیر خواہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے لئے جو اعمال کئے جاتے ہیں، ان میں نیت کے خالص ہونے کو اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر عمل کا دارومدار نیت ہی کو قرار دیا ہے اور یہ بھی ارشاد فرمادیا ہے کہ کوئی شخص جس مقصد کے لئے کوئی کام کرتا ہے، اسے وہی حاصل ہوتا ہے۔ اگر کوئی مال و دولت یا شہرت و ناموری کے حصول کے لئے جہاد جیسا اعلیٰ عمل بھی کرتا ہے تو اسے وہی ملے گا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا کوئی اجر نہ ہوگا۔ ایک اور حدیث کے مطابق ایسے لوگ جو قرآن مجید کی تلاوت داد وصول کرنے کے لئے کرتے رہے، معاشرے میں اعلیٰ مقام بنانے کے لئے سخاوت کے دریا بہاتے رہے اور شہرت کے لئے جہاد جیسا عمل کرتے رہے، آخرت میں کوئی اجر نہ پاسکیں گے اور جہنم میں پھینک دیے جائیں گے۔ جب ایک عمل اللہ تعالیٰ کے لئے کیا ہی نہیں گیا تو پھر وہ اس کا اجر کیوں دے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ریا کاری کو شرک اصغر قرار دیا گیا ہے۔ انسانوں کے ساتھ خلوص کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر خواہی سے تعبیر فرمایا ہے۔ مشہور حدیث ہے کہ الدین نصیحۃ یعنی دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ایک بندہ مومن کا یہ کام ہے کہ وہ دوسروں کے ساتھ خیر خواہی سے پیش آئے۔ ان کا خیال رکھے اور ان کے حقوق پورے پورے ادا کرے۔ جو ایسا نہیں کرتا، اسے اس دنیا میں بھی ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ

کے ہاں بھی اس خواری کے علاوہ کچھ نہ ملے گا۔ ہم سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ دوسرے اس کے ساتھ مخلص ہوں۔ اسی طرح دوسروں کی بھی یہی خواہش ہوتی ہے کہ ہم اس کے ساتھ مخلص ہوں۔

....

خوف و خشیت

خوف بھی انسان کا ایک فطری جذبہ ہے۔ ایسی تمام چیزیں جو اسے نقصان پہنچا سکتی ہیں، ان سے انسان خوفزدہ رہتا ہے۔ اسی طرح انسان کوئی بھی ناپسندیدہ صورتحال پیش آنے سے ڈرتا ہے۔ یہی جذبہ اگر نارمل حدود کے اندر رہے تو اسے تمام خطرات سے بچاؤ کی مناسب تدابیر اختیار کر کے ان سے محفوظ رہنے پر مجبور کرتا ہے، لیکن اگر حد سے بڑھ جائے تو پھر ایک نفسیاتی بیماری کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔ دوسرے جذبات کی طرح دین اسلام اس جذبے کا رخ بھی مناسب سمت میں موڑ دیتا ہے۔ دین ہم سے جن صفات کا تقاضا کرتا ہے ان میں سے ایک اللہ کا خوف ہے۔ یہ خوف اس قسم کا نہیں جیسا کہ بعض لوگ جن بھوتوں سے ڈرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ خوف دراصل ایک محبوب ہستی کے ناراض ہوجانے کا خوف ہے۔ دنیا کا کوئی شخص بھی اپنے محبوب کی ناراضگی سے ڈرتا ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت کو ہر محبت پر ترجیح دیتے ہیں، وہ اس کی ناراضگی سے ڈرتے ہیں اور ہر ایسے فعل سے اجتناب کرتے ہیں، جو اس کی ناراضگی کا باعث ہو۔ اللہ تعالیٰ کا خوف دوسری تمام چیزوں کے خوف سے آدمی کو نجات دے دیتا ہے۔ اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ انسان ہر چیز سے بالکل ہی بے خوف ہو جاتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا خوف وہ حوصلہ دیتا ہے جس سے انسان ہر خوف اور خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض کو غزوہ خندق کے موقع پر کفار کا لشکر جرار دیکھ کر شدید گھبراہٹ ہوئی لیکن

اللہ تعالیٰ کے خوف اور محبت نے انہیں اس عظیم لشکر کے مقابلے پر لا کھڑا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی آسمانی مدد سے اہل ایمان کو اس مقابلے میں فتح نصیب فرمائی۔

....

حیرت و تجسس

انسان کی شخصیت کا ایک پہلو حیرت بھی ہے۔ جب وہ کوئی ایسی چیز دیکھتا ہے جس کی وہ توجیہ نہیں کر سکتا تو وہ حیرت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہی حیرت تجسس کو جنم دیتی ہے۔ قدیم زمانے سے مذہبی طبقے نے انسان کے اس جذبے کا استحصال کیا۔ جب وہ کوئی آسمانی آفت سے دوچار ہوتا تو اس کی توجیہ دیوتاؤں کی ناراضگی وغیرہ سے کی جاتی اور طرح طرح کے توہمات سے حیرت کو ختم کیا جاتا۔ ہمارے دین نے ان تمام توہمات کا خاتمہ کر کے کائنات کی زبردست عقلی توجیہ کو ممکن بنا دیا ہے۔ جیسے جیسے جدید سائنس کی بدولت انسان کا علم ترقی کرتا جا رہا ہے وہ کائنات کی اسی توجیہ کو ماننے پر مجبور ہوتا جا رہا ہے کہ اس کائنات کا کوئی خدا ہے۔ تجسس کے جذبے کو اگر مثبت طریقے سے استعمال کیا جائے تو یہ انسان کے علم میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ سائنس کی یہ ساری ترقی اسی جذبہ تجسس کی بدولت ہے۔ اس کے برعکس اگر اسے ان معلومات کے حصول کے لئے استعمال کیا جائے جن کا کوئی مقصد نہیں ہے تو یہ ایک آفت بن جاتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں ایک دوسرے کی ٹوہ میں رہنے اور ذاتی حالات اور ذاتی خامیاں جاننے کا تجسس بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے تجسس سے منع فرمایا ہے اور ایک دوسرے کی ذات کو کریدنے سے روکا ہے۔ يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا۔ (الحجرات 49:12) اے ایمان

والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو۔ بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ (ایک دوسرے کی ذاتی زندگی کے بارے میں) تجسس نہ کرو اور نہ ہی ہے ایک دوسرے کی غیبت کرو۔

ایک حدیث کے مطابق ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں جھانکا تو آپ نے اس پر شدید ناراضی کا اظہار فرمایا۔ یہ بھی انتہائی کی حیرت کی بات ہے کہ اہل مغرب جو آسمانی ہدایت سے دور ہیں، ان اخلاقیات کو اپنائی ے ہوئی ے ہیں اور ہم اس ہدایت کے علمبردار ہونے کے باوجود اخلاق کے اس معیار سے ابھی کوسوں دور ہیں۔ اپنے ان جذبوں کو کنٹرول کر کے ہم اپنی شخصیت کو اعلیٰ اخلاق کا نمونہ بنا سکتے ہیں۔

....

ترجیحات (Priorities)

ترجیحات بھی انسان کی شخصیت کا ایک اہم پہلو ہیں جو وقت کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہیں۔ ہر انسان اپنے حالات کے مطابق بعض چیزوں کو دوسری چیزوں پر ترجیح دیتا ہے۔ انتخاب کا یہ اصول پوری زندگی میں ہی کارفرما رہتا ہے۔ دنیاوی زندگی کے بارے میں دین کا تقاضا یہ ہے کہ ہر معاملے میں اخلاقی پہلو کو ترجیح دی جائے اور اگر کسی چیز میں اخلاقی اعتبار سے کوئی قباحت نہیں ہے تو اس میں انسان آزاد ہے کہ وہ جسے چاہے ترجیح دے۔

دنیا کے مقابلے میں آخرت (جو کہ اصل زندگی ہے) کو ترجیح دینا دین اور عقل دونوں کے لحاظ سے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اگر کوئی شخص دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے تو یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی ایک روپے کو حاصل کرنے کے لئے کروڑوں روپے کا نقصان کر لے۔ ہمیں ترجیح کے اس اصول کو اپنی شخصیت کا حصہ بنانا چاہئے کہ جو چیز ہمارے لئے دنیا اور آخرت میں زیادہ فائدہ مند ہے اسے

اختیار کر لیں اور اگر ایسی صورتحال سامنے آ جائے جس میں اگر ہم آخرت بنانے کی کوشش کریں تو دنیا میں حالات خراب ہوتے ہوں اور دنیا بنانے کی کوشش کریں تو آخرت تباہ ہوتی ہو تو پھر ہر حال میں آخرت ہی کو ترجیح دیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی کو مال حرام کمانے کا بہترین موقع میسر ہو۔ اس صورت میں اس کے سامنے دنیا کمانے کا تو بہترین موقع ہے لیکن اس سے آخرت تباہ ہو جائے گی۔ ایسے حالات میں عقل مندی کا تقاضا یہی ہے کہ آخرت کو دنیا پر ترجیح دی جائے کیونکہ دنیا کی زندگی چند سال کی ہے اور آخرت کی لامحدود۔

....

قوت برداشت (Temperament)

انسان کی قوت برداشت بھی اس کی شخصیت کا ایک اہم پہلو ہے۔ اس دنیا میں بار ہا ایسا ہوتا ہے کہ حالات ہمارے لئے خوشگوار نہیں ہوتے یا پھر دوسرے لوگ ہماری مرضی کے مطابق رویہ اختیار نہیں کرتے۔ ایسے موقعوں پر جو لوگ آپے سے باہر ہو جاتے ہیں، انہیں کمزور شخصیت کا مالک سمجھا جاتا ہے۔ اس کے برعکس جو لوگ تحمل اور بردباری سے مسائل کا سامنا کرتے ہیں، وہ اپنے قریبی لوگوں کی نظر میں اہم مقام حاصل کر لیتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت برداشت انتہائی اعلیٰ درجے کی تھی۔ کفار کے ظلم و ستم کے جواب میں آپ ان کے لئے دعا فرماتے اور کبھی بھی اپنے دشمنوں سے ذاتی انتقام نہ لیتے۔ یوں تو سبھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ کر متحمل اور بردبار ہو گئے تھے لیکن سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تحمل ضرب المثل کے طور پر مشہور ہے۔ یہ آپ کی قوت برداشت ہی تھی جس کی بدولت آپ نے بیس سال بطور گورنر اور بیس سال بطور خلیفہ اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا اور دنیا کی سب

سے بڑی مملکت کے فرمانروا کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دیے۔

عام سے لوگ بھی آپ کے سامنے آپ پر شدید تنقید کرتے لیکن آپ ہمیشہ خندہ پیشانی سے اسے برداشت کرتے۔ آپ کی یہی خصوصیت تھی جس کی بنا پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوسرے گورنروں کے برعکس آپ کو کبھی معزول یا تبدیل نہیں کیا۔ قوت برداشت کو بڑھانا خاصا مشکل کام ہے۔ اس کا حل یہی ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو زیادہ اہمیت نہ دی جائے اور ان پر زیادہ نہ سوچا جائے۔ اگر ان معاملات میں آپ کی مرضی کے خلاف کچھ ہو جائے تو اسے نظر انداز کر دیجئے۔ جو لوگ چھوٹے چھوٹے سے مسائل کو برداشت نہیں کرتے، وہ اپنے ساتھیوں کی نظر میں اپنا مقام گرا دیتے ہیں۔ قوت برداشت کو بڑھانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی سیرت کا مطالعہ کیجئے اور ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کیجئے جو اعلیٰ درجے کے متحمل اور بردبار ہوں۔ اگر آپ کے حلقہ احباب میں ایسے افراد موجود ہیں جو بات بات پر بھڑک اٹھتے ہیں تو ان سے اجتناب کیجئے۔

....

صبر و شکر

انسان خواہ امیر ہو یا غریب، شرقی ہو یا غربی، نیک ہو یا بد، مسلم ہو یا غیر مسلم، اس پر ایسے وقت بھی آتے ہیں جب اسے مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے، دنیا کے حالات اس کے لئے ناگوار ہوتے جاتے ہیں۔ اس کے برعکس ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کو طرح طرح کی نعمتیں اور خوشیاں ملتی ہیں اور اسے راحت و آرام نصیب ہوتا ہے۔ دین اسلام ہمیں پہلی قسم کے حالات میں صبر اور دوسری قسم کے حالات میں شکر کا رویہ اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔

صبر دراصل انسان کی قوت برداشت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جو شخص جتنا متحمل اور بردبار ہوگا، وہ

اتنا ہی زیادہ صابر ہوگا۔ شکر انسان کی خود سپردگی کا نام ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی جانب سے اسے خوشگوار حالات پیش آتے ہیں تو ناشکرے انسان اسے اپنی کاوشوں اور صلاحیتوں کا نتیجہ سمجھتے ہیں اور اپنی کامیابیوں پر ایسا جشن مناتے ہیں جس میں دل کھول کر وہ اپنے رب کی نافرمانی کرتے ہیں۔ اس کے بالکل برعکس ایک بندہ مومن یہ سمجھتا ہے کہ یہ صرف اور صرف اس کے رب کی عطا ہے اور وہ اس حالت میں اس کی کوئی نافرمانی نہیں کرتے اور خود کو اس کے حضور جھکا دیتے ہیں۔ بعض بزرگوں کے نزدیک شکر کی منزل صبر سے زیادہ کٹھن ہے۔ مصائب میں تو انسان کے سامنے صبر کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا لیکن خوشیاں ملنے پر اس کے سامنے دونوں راستے کھلے ہوتے ہیں کہ چاہے تو وہ صبر کرے اور چاہے نہ کرے۔ مامون رشید معتصم باللہ کے دور میں امام احمد بن حنبل علیہ الرحم پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑے گئے اور آپ کو شدید جسمانی اور نفسیاتی ٹارچر کا نشانہ بنایا گیا۔ آپ نے پوری طرح اس پر صبر کیا۔ معتصم کے بعد جب متوکل علی اللہ کا دور آیا تو اس نے آپ پر انعام و اکرام کی بارش کر دی۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا کہ میرے لئے یہ آزمائش پہلی سے زیادہ سخت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کا تعلق انسان کی شخصیت سے ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کے لئے صبر کی آزمائش آسان ہوتی ہے اور بعض کے لئے شکر کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبر و شکر دونوں کے مواقع پر نماز پڑھ کر صبر و شکر کیا کرتے۔ شدید مصائب میں بھی آپ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے مضبوط ہو جاتا اور کامیابیوں پر بھی آپ کی گردن نیاز اپنے پروردگار کے سامنے جھکی ہوتی۔ طائف سے واپسی کے موقع پر، جب آپ پر پتھر برسا کر آپ کو شدید جسمانی اور ذہنی اذیت پہنچائی گئی تب بھی آپ نے صرف اللہ تعالیٰ ہی سے دعا کی اور جب فتح مکہ کے موقع پر آپ کا لشکر جرار فاتحانہ شان سے مکہ میں داخل ہو رہا تھا تو دنیادار فاتحین کے برعکس، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن شکر کے جذبات کے ساتھ اتنی جھکی ہوئی تھی کہ سر مبارک اونٹنی کے کوہان

سے ٹکرا رہا تھا۔ شکر کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمت آپ کو عطا کی ہے، اس کی خوشیوں میں اپنے ساتھ اپنے ان بھائیوں کو بھی شریک کیجئے جو اس سے محروم ہیں مثلاً اچھی جاب ملنے کی خوشی میں صدقہ کیجئے، اگر اپنی شادی پر خرچ کر رہے ہیں تو اس رقم کا کچھ حصہ اپنی کسی اس غریب بہن کو بھی دیجئے جو محض مال کی کمی کی وجہ سے اپنے گھر بار سے محروم ہے۔

....

ٹیم اسپرٹ (Team Spirit)

کسی عملی انسان کا قول ہے، ''Only the team can win''۔ یہ حقیقت ہے کہ اکیلا انسان کوئی بڑا کام نہیں کر سکتا کیونکہ کسی بڑے کام کو سرانجام دینے کا حوصلہ تو شاید کسی فرد میں ہو لیکن اس کے لئے درکار تمام صلاحیتیں بہت کم ہی کسی ایک شخص میں اکٹھی ہوتی ہیں۔ مختلف صلاحیتیں لیکن مشترک سوچ اور مزاج رکھنے والے افراد مل کر ٹیم کی صورت میں بڑے بڑے کارنامے انجام دے سکتے ہیں۔ ٹیم اسپرٹ یہ ہے کہ مل کر کسی مشترکہ مقصد کے لئے جدوجہد کی جائے۔

ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ کسی ٹیم کے تمام ارکان بہت زیادہ باصلاحیت ہوں۔ ایسے مواقع پر باصلاحیت افراد کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے کمزور ساتھیوں کو بھی اپنے ساتھ لے کر چلیں تاکہ وہ اپنے حوصلے پست ہونے کی وجہ سے پیچھے نہ رہ جائیں۔ اگر اس مقصد کے لئے باصلاحیت افراد کو اپنی رفتار کچھ سست بھی کرنی پڑے تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔ ٹیم کی کامیابیوں میں سب کو شریک کیا جائے اور کوئی شخص دوسروں کی ٹانگ کھینچ کر خود آگے آنے کی کوشش نہ کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی زندگیاں ہمارے لئے ٹیم اسپرٹ کا بہترین نمونہ ہیں۔ معاش اور روزگار کے مسائل ہوں یا کفار کا ظلم و ستم، جنگوں کا سامنا ہو یا مہاجرین کی آبادکاری کا

مسئلہ، ہر موڑ پر ہمیں ٹیم اسپرٹ کی ایسی اعلیٰ مثال ملتی ہے جو شاید کسی اور تحریک میں نہ مل سکے۔ یہ اعلیٰ ترین کردار کے حامل افراد ہر بوجھ کو مل کر اٹھاتے اور اپنے کسی ساتھی کو پیچھے نہ چھوڑتے۔ ہر خوشی کو ایک دوسرے سے شیئر کرتے۔ حتیٰ کہ کھانے پینے کی چیزوں کے معاملے میں بھی دوسروں کو خود پر ترجیح دیتے۔ ان سب کی بہترین مثال اس وقت ملتی ہے جب مواخات مدینہ کے تحت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک مہاجر کو ایک ایک انصاری کا بھائی بنا دیا۔ اس موقع پر انصار نے جس ایثار کا مظاہرہ کیا، وہ اسلامی تاریخ کا روشن ترین باب ہے۔ خود میں ٹیم اسپرٹ پیدا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دل سے قساوت دور کرنے کی کوشش کیجئے اور دوسروں کے لئے اپنے دل میں خیر خواہی کے جذبات پیدا کیجئے۔ اپنے دوسرے ٹیم ممبرز کے لئے خیر خواہی اور احسان کے جذبات پیدا کیجئے، انشاءاللہ اس کے نتیجے میں دوسرے بھی آپ کے لئے یہی جذبات رکھیں گے۔

اجتماعی کاموں میں سب سے بڑا مسئلہ یہ ہوتا ہیکہ بعض اوقات ٹیم، انسان کی شخصی آزادی کو سلب کر لیتی ہے جس کے نتیجے میں تخلیقی صلاحیتوں کے اظہار پر قدغنیں عائد ہو جاتی ہیں۔ اچھی ٹیموں میں کبھی شخصی آزادی سلب نہیں کی جاتی اور اختلاف رائے کا احترام کیا جاتا ہے۔ اگر خدانخواستہ آپ کا واسطہ کسی ایسی ٹیم سے پڑ گیا ہے تو اس کی اصلاح کی کوشش کیجیے اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو اس ٹیم کو چھوڑ کر کسی ایسی ٹیم سے وابستہ ہو جایئے جہاں حالات سازگار ہوں۔

....

خود انحصاری یا دوسروں پر انحصار (Self Sufficiency or Dependability)

ہر شخص کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ وہ کم از کم اپنا بوجھ خود اٹھائے اور دوسروں کا بوجھ بھی کسی حد تک اٹھانے کی کوشش کرے۔ جو شخص اس صلاحیت کے باوجود دوسروں پر انحصار کا رویہ اختیار کرتا ہے، اسے

ہر معاشرے میں ذلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔خودانحصاری کے لئے اگرچہ محنت کرنا پڑتی ہے اور تکالیف برداشت کرنا پڑتی ہیں لیکن اسی کی بدولت معاشرے میں باعزت مقام حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یہ تو بدیہی امر ہے کہ ہر شخص اپنی تمام ضروریات کو خود ہی پورا نہیں کرسکتا۔ اسے بہت سی ضروریات کے لئے دوسروں کی مدد کی ضرورت پڑتی ہے۔ایسے مواقع پر بہترین طرزعمل یہ ہے کہ اس شخص کی کچھ ضروریات پوری کرنے کی آپ بھی کوشش کریں جو آپ کی ضرورت پوری کرتا ہے۔مثلاً بیوی اگر اپنے شوہر کی دل وجان سے خدمت کررہی ہے تو شوہر کا بھی فرض ہے کہ وہ اس کے لئے کما کر لائے اور اس کی ضرورتوں کا خیال رکھے۔اسی طرح والدین اپنی اولاد کے لئے جو کچھ کرتے ہیں، اولاد کا بھی یہ فرض بنتا ہے کہ وہ والدین کی خدمت کریں۔اگر ایک دوست نے دوسرے کی مشکل وقت میں مدد کی ہے تو دوسرے کو بھی چاہئے کہ وہ ہر مشکل میں اپنے دوست کو تنہا نہ چھوڑے۔

خودانحصاری کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنی شخصیت کو نفسیاتی، عمرانی اور بالخصوص معاشی اعتبار سے زیادہ سے زیادہ مضبوط بنایا جائے اور خود میں اعلیٰ صفات پیدا کی جائیں تاکہ دوسروں پر انحصار کو کم سے کم کیا جائے۔

....

خودغرضی

خودغرضی کو ہمارے ہاں منفی معنوں میں لیا جاتا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ اپنی ذات کو اہمیت اور دوسروں پر ترجیح دینا بہرحال ایک فطری جذبہ ہے۔ جب انسان ڈوب رہا ہو تو وہ سب سے پہلے خود کو بچانے کی کوشش کرتا ہے۔اسی طرح مالی تنگی کے دور میں ہر ایک اپنی ضروریات کو پورا کرنے کی پہلے فکر کرتا ہے۔اگر یہ جذبہ انہی فطری حدود کے اندر رہے تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔لیکن

اگر یہ حد سے بڑھ جائے تو کسی بھی شخص کا ایک منفی امیج قائم کرتا ہے۔ جو فرد اپنی معمولی سی خواہش کے لئے دوسروں کی بنیادی ضروریات کو قربان کرے، سب اسے خودغرض کہتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی غریب کے بچے بھوکے مر رہے ہوں اور دوسرا شخص انہیں نظر انداز کر کے اعلیٰ ہوٹلوں میں بہترین قسم کے کھانے کھا رہا ہو بلکہ انہیں ضائع کرر ہا ہو تو اسے خودغرض کہا جائے گا۔

اگر دیکھا جائے تو انسانی اخلاقیات کی روشنی میں یہ نہایت گھٹیا درجے کی حرکت ہے۔ ہمارے دین نے ہمیں اپنی ضروریات وخواہشات پوری کرنے سے نہیں روکا بلکہ اپنے معاشرے کے ان افراد کی ضروریات پوری کرنے کی تلقین کی ہے جو کسی وجہ سے معاشی دوڑ میں پیچھے رہ گئے ہوں۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں ہزاروں درہم میں پانی کو کنواں خرید کر سب اہل مدینہ کے لئے وقف کیا تھا، وہ اسی بے غرضی کی اعلیٰ مثال ہے۔ اس قسم کی بہت سے مثالیں ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ علیہم الرضوان کی سیرتوں میں ملیں گی۔ جنگ یرموک کا وہ واقعہ تو آپ کو یاد ہو گا جس میں دم توڑتے ہوئے ایک زخمی نے اپنی پیاس پر دوسرے کو ترجیح دی اور دوسرے نے تیسرے کو اپنی پیاس پر ترجیح دی۔

اگر ہم ایک اعلیٰ اخلاقی زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو ہمیں دوسروں کی مدد کے جذبے کو اپنی شخصیت کا لازمی جزو بنانا ہو گا۔

....

قائدانہ صلاحیتیں (Leadership)

دور قدیم سے ہی یہ خیال عام تھا کہ قائدانہ صلاحیتیں موروثی ہوتی ہیں اور یہ کسی خاص نسل کے ساتھ ہی مخصوص ہوتی ہیں۔ علم نفسیات کی جدید ترین تحقیقات نے اس خیال کو غلط ثابت کر دیا ہے۔ ہر شخص میں فطری طور پر قائدانہ صلاحیتیں موجود ہوتی ہیں۔ ہاں ایسا ضرور ہوتا ہے کہ بعض افراد میں یہ

زیادہ اور بعض میں یہ کم ہوتی ہیں۔ مناسب تربیت کے ذریعے ان صلاحیتوں کو نشوونما دی جا سکتی ہے۔ یہ غلط فہمی بھی دور ہونی چاہئے کہ لیڈرشپ صرف سیاسی یا مذہبی رہنماؤں کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں جہاں اجتماعی کام کرنا ہو، لیڈرشپ کی اہمیت مسلّم ہے۔

قائدانہ صلاحیتوں میں دوسروں کو متاثر کرنے کی صلاحیت، دوسروں کی رہنمائی کرنے کی صلاحیت، دوسروں کو متحرک (Motivate) کرنے کی صلاحیت، فیصلہ کرنے کی صلاحیت، اپنی بات کے موثر انداز میں ابلاغ کی صلاحیت، ذہانت، جوش وولولہ، دیانت داری، دلیری، خود اعتمادی اور مسائل کے تخلیقی انداز میں حل کرنے کی صلاحیت زیادہ اہمیت کی حامل ہیں۔ ان میں سے کئی صلاحیتوں پر اس تحریر کے دوسرے حصوں میں بحث کی گئی ہے۔ جن افراد میں دوسروں کی نسبت یہ خصوصیات زیادہ ترقی یافتہ ہوتی ہیں، وہ بالعموم اچھے لیڈر ثابت ہوتے ہیں۔ اپنی شخصیت میں ان صلاحیتوں کو ترقی دینے کا کوئی ایک طریق کار بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ہر صلاحیت کو بہتر بنانے کے بہت سے طریقے ہیں۔ یہاں پر ہم بعض صلاحیتوں کے بارے میں مختصراً چند نکات پیش کر رہے ہیں، باقی صلاحیتوں کے بارے میں دوسرے حصوں میں بحث کی گئی ہے:

دوسروں کے ساتھ ہمدردی، خلوص اور محبت کا رویہ رکھیے۔ بے جا تنقید، نفرت، دوسروں کی بے عزتی کرنا اچھے لیڈر کے لئے زہر قاتل ہے۔

دوسروں کو متاثر کرنے کے لئے اس تحریر میں دیے گئے شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو بہتر بنائیے۔ آپ دوسروں کو زیادہ بہتر طور پر متاثر کر سکیں گے۔

دوسروں کی رہنمائی کے لئے اپنے علم وعقل میں اضافہ کیجئے۔ بغیر علم کے دوسروں کی رہنمائی کرنے والوں کو سیدنا عیسیٰ علیہ الصلو والسلام نے اندھے راہ دکھانے قرار دیا ہے۔

دوسروں میں تحریک (Motivate) پیدا کرنے کے لئے اس سادہ اصول کو اپنا لیجئے کہ ہر

شخص چند محرکات رکھتا ہے۔ اگر آپ اسے اس کی خواہشات پوری کرنے کی امید دلائیں تو وہ متحرک ہوسکتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ہر انسان کو زندہ رہنے کے لئے روٹی، کپڑے اور مکان کی ضرورت ہے۔ یہی خواہش اسے کام کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ ہر انسان میں بہت سے محرکات پائے جاتے ہیں جن میں بنیادی ضروریات کے علاوہ تحفظ، تجسس، سرگرمی، حصول، وابستگی، رتبے، طاقت، ہمدردی، ایثار وغیرہ شامل ہیں۔ ایک اچھے لیڈر کا کام یہ ہے کہ وہ دیکھے کہ اس کے ٹیم ممبرز میں کس جذبے کے تحت تحریک پیدا کی جاسکتی ہے اور اپنے وسائل کے مطابق اس کو بروئے کار لا کر وہ اس میں تحریک پیدا کرسکتا ہے۔

درست فیصلہ کرنے کی صلاحیت تجربے کے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔ شروع شروع میں انسان کو اپنے علم کے مطابق کوئی بھی اچھا فیصلہ کر لینا چاہئے۔ تجربے کے ساتھ ساتھ وہ سیکھ جائے گا کہ کن حالات میں کیا فیصلہ درست ہے۔ اس مقصد کے لئے تجربہ کار لوگوں کے مشورے کی بھی بہت زیادہ اہمیت ہے۔

اس بات کا خیال رکھنا بھی نہایت ضروری ہے کہ دینی معاملات میں اپنی لیڈرشپ کی خواہش کوئی اچھی بات نہیں۔ دینی لیڈرشپ اگرچہ بڑے اعلیٰ درجے کی نعمت ہے لیکن یہ بہت بڑی آزمائش بھی ہے۔ انسان کو چاہئے کہ وہ دین میں لیڈرشپ کی خواہش نہ کرے بلکہ عاجزی وانکساری کے ساتھ دین کی خدمت کرتا رہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اسے اس آزمائش میں ڈال دے تو پوری تن دہی کے ساتھ اس میں پورا اترنے کی کوشش کرے۔ ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرتوں سے یہی رہنمائی ملتی ہے۔

....

عصبیت

عصبیت کا مطلب ہے خود کو انسانوں کے کسی گروہ کے ساتھ وابستہ سمجھنا۔ اگر دیکھا جائے تو یہ ایک فطری جذبہ ہے اور اس کی بدولت ہی معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ انسان ہمیشہ خود کو کسی خاندان، برادری، قبیلے، شہر، علاقے، ملک یا مذہب سے وابستہ سمجھتا ہے اور اپنے گروہ کے لئے خدمات انجام دینے کی کوشش کرتا ہے۔ ابن خلدون کے مطابق قوموں کی تشکیل کی بنیاد ہی عصبیت ہوتی ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انسان کے اس جذبے کو تسلیم کیا ہے اور اس کے بارے میں ہدایات بھی دی ہیں۔ یَـٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَٰكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَٰكُمْ شُعُوبًا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ۔ (الحجرات 49:13) اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں خاندان اور قبائل بنا دیا تاکہ تم ایک دوسرے سے تعارف حاصل کر سکو۔ بے شک اللہ کے نزدیک عزت والا وہی ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ بے شک اللہ ہر چیز کو جاننے والا اور باخبر ہے۔ عصبیت کا جذبہ اگر اپنی حدود ہی میں رہے تو اس کی برکت سے انسان اجتماعی زندگی گزارنے کے قابل ہوتا ہے لیکن اگر وہ اسے بڑھا کر تعصب کی شکل دے لے اور دوسرے معاشرتی گروہوں کو حقیر سمجھنے لگے تو یہی جذبہ اس کے لئے مصیبت بن جاتا ہے۔ اگر ہم اپنے معاشرے کا جائزہ لیں تو اس میں طرح طرح کے تعصّبات پائے جاتے ہیں۔ لوگ عموماً اپنے نسب پر فخر کرتے ہیں اور دوسری ذاتوں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ ظاہر ہے یہ تصور برصغیر کے مسلمانوں میں نسل پرست اقوام سے آیا ہے۔ اسی تصور کی بنا پر بعض لوگ دوسری ذاتوں میں شادیاں نہیں کرتے۔ یہ لوگ بھول جاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تین بیٹیوں کی شادیاں غیر سادات میں کیں۔ اسی طرح سیدنا علی، سیدنا حسن او رسیدنا حسین رضی اللہ عنہم نے اپنی بہت سی بیٹیوں اور بیٹوں کی شادیاں صرف اور صرف علم اور

تقویٰ کی بنیاد پر غیر سید خاندانوں میں کیں۔ اسلام میں کسی نسب کو دوسرے پر فضیلت حاصل نہیں۔ بعض لوگ کسی بزرگ شخصیت کی اولاد ہونے کی وجہ سے خود کو برتر اور دوسرے کو کمتر سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بات تو مسلمہ ہے کہ ہر انسان خواہ وہ کسی بھی حسب نسب سے تعلق رکھتا ہو، بہر حال اللہ تعالیٰ کے دو جلیل القدر نبیوں آدم اور نوح علیہما الصلو والسلام کی اولاد ضرور ہے۔ قرآن مجید کی یہ آیت اس معاملے میں بڑی واضح ہے خاندان اور قبائل بنانے کا مقصد صرف تعارف تھا، اس کی بنیاد پر کسی کو دوسرے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں کیونکہ انسان کی یہ صفات غیر اکتسابی ہیں۔

اگر کسی شخص کے آباؤ اجداد بہت نیک تھے تو اس میں اس شخص کا کیا کمال ہے یا پھر اگر اس کے آباؤ اجداد میں کوئی برا شخص گزرا تھا تو اس میں اس کا کیا قصور ہے؟ فضیلت کا معیار تو اس کے اپنے کارناموں پر ہے۔ اگر وہ اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے ہوئے نہیں گزارتا تو اسے دوسروں پر برتری کا کوئی حق حاصل نہیں۔ اگر کوئی شخص نیک اور پرہیز گار ہے تو اسے تب بھی دوسروں پر اپنی برتری جتلانے کا کوئی حق نہیں، اس کو جو عزت و شرف دیا جائے گا، اس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ نسب کے علاوہ ہمارے یہاں پیشوں کا بھی بڑا تعصب پایا جاتا ہے۔ عام طور پر لوگ ہاتھ سے کام کرنے والے بہت سے پیشوں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ اس کے برعکس اہل عرب میں کسی پیشے کو حقیر نہیں جانا جاتا، یہی وجہ ہے کہ وہاں بڑے بڑے امیر لوگ اپنے آبائی پیشوں مثلاً خیاط (درزی) وغیرہ کو اپنے نام کے ساتھ فخر سے لگاتے ہیں۔ دین اسلام ہر قسم کے جائز پیشے کو عزت کا مقام دیتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محنت کر کے کمانے والے کو اللہ کا دوست قرار دیا ہے۔

ہمارے قبائلی علاقوں میں بالخصوص قبائلی تعصب بھی عام ہے۔ ایک شخص کے قتل کے جرم میں اس کے قبیلے کے کسی اور شخص کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ باپ دادا کی دشمنیوں کو ان کے پوتے اور نواسے

ساری عمر بھگتتے رہتے ہیں اور پھر اس دشمنی کو اگلی نسل تک منتقل کر دیتے ہیں۔ وطن عزیز کو جس عصبیت سے شدید خطرہ لاحق ہے، وہ صوبائی اور لسانی عصبیت ہے۔ اسی کی بنیاد پر پہلے ہمارا ملک دولخت ہوا اور اب بھی مختلف صوبوں میں محض زبان کی بنیاد پر علیحدگی کی باتیں ہوتی رہتی ہیں۔

ملکی و وطنی عصبیت کی بنا پر دنیا میں دو بڑی جنگیں ہو چکی ہیں جن میں کروڑوں لوگ موت یا ان سب تعصّبات سے بڑھ کر مذہبی عصبیت ہے۔ یہی وہ تعصب تھا جس کی بنا پر بعض یہودی، غیر یہودیوں سے سودی لین دین اور ان پر ظلم و ستم کو بھی جائز سمجھتے تھے۔ ہمارے یہاں بھی بعض لوگ غیر مسلموں کو حقیر سمجھتے ہیں اور مسلمان کے گھر پیدا ہونے والا، خواہ اپنے عقائد و اعمال میں اس کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہ ہو، خود کو ان سے برتر سمجھ کر نسلی غرور میں مبتلا ہے۔

یہ تعصب ہمارے ہاں مسلمانوں کے اپنے فرقوں کے ہاں اور زیادہ شدت کے ساتھ موجود ہے۔ ہر فرقہ خود کو ہدایت پر اور دوسرے کو گمراہی پر سمجھتا ہے۔ کوئی دوسروں کے نقطہ نظر کو سننے اور سمجھنے پر تیار ہی نہیں۔ دینی مدارس اور مساجد تک کا نظام بھی فرقہ وارانہ بنیادوں پر قائم ہے جہاں اسلام کے نہیں بلکہ اپنے فرقے کے سپاہی پیدا کئے جاتے ہیں۔ اب تو حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ ایک دوسرے کی مساجد میں نہتے نمازیوں پر فائرنگ کو بھی برا نہیں سمجھا جاتا۔ دین اسلام ہر قسم کے تعصّبات کا خاتمہ کر کے عصبیت کو صرف اور صرف حق اور ناحق تک محدود کرتا ہے۔ اسلام نسل انسانیت کو صرف دو گروہوں میں تقسیم کرتا ہے یعنی اللہ کو ماننے والا گروہ یعنی حزب اللہ اور اس کے مقابلے میں سرکشی اختیار کرنے والا گروہ یعنی حزب الشیطان۔ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے گروہ میں آ جاتا ہے، اس پر یہ لازم ہوتا ہے کہ وہ شیطان کے گروہ میں شامل ہونے والوں کو دعوت و تبلیغ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے گروہ میں لانے کی کوشش کرے۔ اگر ہم ایک اچھے انسان اور اچھے مسلمان بننا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی شخصیت میں عصبیت کی ان تمام انتہاؤں کا خاتمہ

کر کے ہمیں اسے اپنی جائز حدود تک محدود کرنا پڑے گا۔

....

قانون کی پاسداری

دین اسلام کا مزاج یہ ہے کہ وہ لاقانونیت اور انارکی کو سخت ناپسند کرتا ہے اور اپنے ماننے والوں کو ایک اجتماعی نظام کے تحت زندگی بسر کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ دین ہمیں ایسے تمام احکامات اور قوانین میں اپنی حکومت کی اطاعت کی دعوت دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے خلاف نہ ہوں۔ اس مسئلے پر امین احسن اصلاحی صاحب نے اپنی کتابوں اسلامی ریاست اور تزکیہ نفس میں بہت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ یہاں ہم ان کے بیان کردہ نکات کا ایک خلاصہ پیش کر رہے ہیں۔ واضح رہے کہ اس مسئلے میں اصلاحی صاحب کا موقف امت مسلمہ کے اکثر علماء کے نقطہ نظر کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے یا نہ کرنے کے اعتبار سے حکومتیں چار قسم کی ہو سکتی ہیں: پہلی قسم وہ حکومت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات کی پابندی کی جاتی ہو اور دین اسلام کو بطور قانون قائم کر دیا گیا ہو۔ اس حکومت کے بارے میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی واضح ہدایات دی ہیں کہ اس کی ہر حال میں اطاعت کی جائے اور اس کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ ایسی حکومت کی اطاعت نہ کرنے والا جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ بشری تقاضوں کے باعث اس قسم کی حکومت میں چند خامیاں بھی پیدا ہو سکتی ہیں، ان کے باوجود ان حکومتوں کی نافرمانی جائز نہیں بلکہ ان خامیوں کے خلاف آواز اٹھانے کا حکم ہے۔

دوسری قسم کی حکومت وہ ہے جس میں بظاہر تو اسلام کا نام لیا جاتا ہو اور بعض معاملات میں اس کی پیروی بھی کی جاتی ہو، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ظلم اور کرپشن بھی پائی جاتی ہو۔ موجودہ دور

کے زیادہ تر مسلم مما لک میں ایسی ہی حکومتیں قائم ہیں۔ ایسی حکومتوں کے بارے میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح ہدایت فرمائی ہے کہ ان کی اس وقت تک اطاعت کی جائے جب تک یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف حکم نہ دیں۔ ظلم اور کرپشن کے خلاف آواز بلند کی جائے اور معاشرے اور حکومت کی اصلاح کی کوشش جاری رکھی جائے۔ اس قسم کی حکومتوں کے خلاف مسلح بغاوت جائز نہیں۔ آئین اور قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے برائی کے خلاف جدوجہد بہر حال مسلمانوں پر اجتماعی طور پر لازم ہے۔ تیسری قسم کی حکومت غیر مسلموں کی حکومت ہے جہاں مسلمانوں کو اپنے دین اور پرسنل لاء کے بارے میں مکمل آزادی ہو۔ اگر ایک مسلمان کے پاس یہ آپشن موجود ہے کہ وہ وہاں سے ہجرت کر کے کسی ایسے ملک میں زندگی بسر کر سکتا ہے جہاں اسے اسلامی ماحول میسر ہو تب تو ٹھیک ہے ورنہ وہ اسی معاشرے میں رہتے ہوئے اپنے دین پر عمل کرے اور دنیاوی معاملات میں حکومت کی اطاعت بھی کرے۔ ایسی حکومت کے خلاف بھی مسلح بغاوت درست نہیں۔ یہ ایسا ہی ہے کہ کسی کے والدین اگر غیر مسلم ہوں تو اس پر لازم ہے کہ وہ ان کے ساتھ ساتھ عدل و احسان کا سلوک جاری رکھے، ہاں دین کے معاملے میں ان کی مداخلت گوارا نہ کرے۔ موجودہ دور میں مغربی مما لک کی حکومتیں اس کی مثال ہیں۔ چوتھی قسم کی حکومت وہ ہے جس میں اہل اسلام کو اپنے دین کے بارے میں آزادی حاصل نہ ہو بلکہ انہیں کفر اختیار کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہو خواہ اس کے حکمران غیر مسلم ہوں یا نام نہاد مسلمان ہوں۔ ماضی قریب کا سوویت یونین ایسے طرز حکومت کی مثالیں ہیں جہاں دین پر عمل کرنے والوں کو مجبور کیا گیا کہ وہ اپنے دین کو ترک کر دیں۔ ایسی صورت میں مسلمانوں کے سامنے تین راستے ہیں: ایک ہجرت، دوسرے مسلح جدوجہد اور تیسرے صبر۔ موجودہ دور میں ویزے کی پابندیوں کی وجہ سے کسی کمیونٹی کے لئے ہجرت کرنا ممکن نہیں رہا۔ جہاں تک جہاد کا تعلق ہے، اس کا انحصار اس بات پر

ہے کہ کوئی آزاد مسلم حکومت اس پر تیار ہے یا نہیں۔اس کے علاوہ حالات بہت اہمیت رکھتے ہیں۔

اگر حالات ایسے ہیں کہ حکومتی سطح پر مسلح جدوجہد کے ذریعے ظلم و جبر کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے اور اس جدوجہد کی کامیابی کے معقول حد تک امکانات موجود ہیں تو یہ کوشش کی جا سکتی ہے لیکن اگر مسلح جدوجہد کے نتیجے میں محض انارکی ہی پھیلنے کا غالب امکان ہو اور اصلاح احوال کی کوئی صورت نظر نہ آتی ہو تو اپنے ایمان کو بچانے کی ممکن حد تک جدوجہد کی جائے کیونکہ اسلام کی نظر میں لاقانونیت اور انارکی ظلم و جبر سے بھی بڑا جرم ہے۔

لاقانونیت اور انارکی کے نتیجے میں ایک محدود پیمانے پر ہونے والا ظلم و جبر وسیع پیمانے پر پھیل جاتا ہے اور پھر ہر کوئی اپنی اپنی طاقت کے مطابق اس بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے لگ جاتا ہے۔ عام لوگوں کی دولت پر بدمعاش قبضہ کر لیتے ہیں، خواتین کی عزتیں محفوظ نہیں رہتیں اور جرائم پیشہ گروہ منظّم ہو جاتے ہیں۔موجودہ دور میں افغانستان اور صومالیہ اس کی بدترین مثالیں ہیں جہاں کسی کی مال، جان اور عزت محفوظ نہیں۔

صبر کر کے اور معاشرے سے الگ تھلگ ہو کر اپنے ایمان کو بچانے کی ایک خوبصورت مثال اصحاب کہف کی ہے جو اپنے دین و ایمان کو بچانے کے لئے شہر سے باہر غار میں چلے گئے۔اللہ تعالیٰ نے ان کی اس کوشش کی بہت تعریف کی ہے۔اگر ہم پاکستان کے حالات پر غور کریں تو ہمارے ملک میں دوسری قسم کی حکومت قائم ہے۔یہاں ہمیں انفرادی طور پر تو دین پر عمل کرنے کی آزادی حاصل ہے، لیکن اجتماعی طور پر نظام حکومت اور معاشرے میں بہت سی خرابیاں موجود ہیں۔ان حالات میں اگرچہ ہمارے لئے یہ درست نہیں کہ ہم حکومت سے محاذ آرائی کی پالیسی اختیار کریں لیکن معاشرے اور حکومت کی خرابیوں پر احسن انداز میں تنقید کر کے ان کی اصلاح کی جدوجہد کرنا بہر حال بحیثیت ایک قوم کے ہم پر لازم ہے۔یہ بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے

کہ ہمارے ملک میں اس کام پر بھی کوئی پابندی نہیں اور ہم کھل کر یہ کام کر سکتے ہیں۔صرف اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ جذبات کے جوش میں خواہ مخواہ کی محاذ آرائی درست نہیں۔ ہمارے معاشرے میں آزادی سے پہلے اور آزادی کے بعد، پچھلے دو سو برسوں سے ہمارے سیاسی رہنما بالعموم ہمیں قانون توڑنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔ چونکہ ملک میں اسلام کا مکمل نفاذ نہیں ہو سکا اس لئے ہمارے سیاسی کارکن سگنل توڑنے، ٹریفک کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے اور سرکاری و نجی املاک کو نقصان پہنچانے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتے۔ اس طرح کی حرکتوں سے یہ لوگ اسلام کو تو نافذ نہیں کر پاتے اور نہ ہی حکومت کو کوئی بڑا نقصان پہنچا پاتے ہیں لیکن بے چارے عوام الناس کو تنگ ضرور کرتے ہیں جن کا اس معاملے میں کوئی قصور نہیں۔

اپنی شخصیت کو بہتر بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم خود میں قانون کا احترام پیدا کریں اور اگر یہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے خلاف نہ ہو تو اس کی پابندی کریں۔ انارکسٹوں اور دہشت گردوں کو کسی معاشرے میں بھی اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔

....

ظاہری شکل و شباہت اور جسمانی صحت

انسان کی شخصیت کا ایک اور اہم پہلو اس کی ظاہری شکل و صورت بھی ہے۔ یہ چیز بھی دوسروں کو متاثر کرنے میں بہت اہمیت کی حامل ہے۔ خوبصورتی یا بدصورتی انسان کے اپنے بس کی بات نہیں لیکن جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا اس میں اپنی کوششوں سے اضافہ یا کمی کی جا سکتی ہے۔

دین اسلام نے جہاں انسان کے باطنی شخصیت کے تزکیے اور تطہیر کے لئے بہت سے احکامات دیے ہیں، وہاں اس کی ظاہری شخصیت کو بھی بڑی اہمیت دی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی سنت کا ایک بڑا حصہ اسی پہلو سے متعلق ہے۔ چنانچہ روزانہ کم از کم پانچ مرتبہ وضو کرنا؛ جنسی عمل کے بعد لازماً غسل کرنا؛ بالوں اور ناخنوں کی تراش خراش کرنا؛ منہ، ناک اور کان کی صفائی کرنا؛ صاف ستھرا لباس پہننا؛ کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھ دھونا؛ یہ سب وہ چیزیں ہیں جو ہزاروں سالوں سے ہمارے دین کا لازمی تقاضا ہیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بھی ان چیزوں کا حکم دیا گیا تھا۔ دور جدید کے ہائی جین کے اصول بھی انہی باتوں کی تلقین کرتے ہیں۔ ظاہری شکل و شباہت کے علاوہ جسمانی صحت بھی شخصیت کا اہم ترین پہلو ہے۔ اگر انسان صحت مند نہ ہو تو وہ کسی کام کو بھی صحیح طور پر انجام نہیں دے سکتا۔ دین نے اپنی صحت کی حفاظت کو بڑی اہمیت دی ہے اور ایسی تمام چیزوں سے روکا ہے جو صحت کے لئے نقصان دہ ہوں۔ اپنے ہاتھوں خود کو ہلاکت میں ڈالنا کسی طرح بھی درست نہیں۔ ہمارے بزرگ بالخصوص بعض صوفیاء، رہبانیت کی تعلیمات کے زیر اثر اس حکم سے واقفیت کے باوجود اس سے پہلو تہی کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ ان کے حالات میں آپ یہ عام طور پر پڑھیں گے کہ فلاں بزرگ کی خوراک بہت قلیل تھی یا فلاں بزرگ فلاں بیماری کا شکار رہتے تھے۔ دلچسپ امر یہ ہے اس کے برعکس موجودہ دور کے دینی طبقے پر خوش خوراکی اور موٹاپے کا الزام لگایا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رویہ اس افراط و تفریط کے مابین اعتدال پر مبنی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث بہت مشہور ہے، جس میں بھوک رکھ کر کھانا کھانے کی تلقین کی گئی ہے۔ ہمارے ماحول میں کوئی گھوڑے یا اونٹ پر چند کلومیٹر سفر کرنے کی ہمت نہیں رکھتا لیکن صحابہ کرام کی فٹنس کا یہ عالم تھا کہ وہ سینکڑوں میل کا سفر گھوڑوں اور اونٹوں پر طے کرتے تھے۔ ان کے ہاں بڑے بڑے اور مستقل امراض بہت ہی کم پائے جاتے تھے۔

ان کے ضعیف العمر افراد بھی اتنے صحت مند ہوتے تھے کہ وہ گھوڑوں کی پیٹھوں پر بیٹھ کر اور کئی

کلووزنی تلواریں اٹھا کر جنگوں کی قیادت کیا کرتے تھے۔ بعد کے ادوار میں بھی یہی رجحان جاری رہا۔ قدیم بادشاہ تک اتنی سخت زندگی گزارتے جتنی ہمارے ہاں عام آدمی بھی نہیں گزارتا۔ مشہور مغل بادشاہ بابر کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ قلعے کی فصیل پر دو سپاہیوں کو بغل میں دبا کر بھاگا کرتا تھا۔ خدا جانے ان سپاہیوں کا کیا حال ہوتا ہوگا۔ بعض لوگوں میں راہبانہ تعلیمات کے زیر اثر یہ خیال پھیل گیا کہ علاج کروانا توکل کے خلاف ہے، دوسری طرف تمدنی ترقی کی وجہ سے صحت برقرار رکھنے والے عوامل بھی ختم ہو گئے اور سستی و کاہلی کا رجحان پھیلتا چلا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری صحت اب اس معیار کی نہیں رہی۔ اپنی جسمانی صحت کو بہتر رکھنے کے لئے بہترین طریقہ یہ ہے کہ حفظان صحت کے اصولوں پر سختی سے عمل کیا جائے؛ خوراک کے معاملے میں افراط و تفریط سے بچا جائے؛ اگر ہو سکے تو جوانی کے دور ہی سے ہر سال اپنے ٹسٹ کروانے کی عادت ڈالی جائے تاکہ بڑی بیماریوں کی تشخیص ابتدائی سٹیج پر ہی کی جا سکے؛ اپنی صحت کے معاملے میں کسی قابل ڈاکٹر سے ہمیشہ مشورہ جاری رکھی جائے؛ اگر خدانخواستہ کوئی چھوٹی موٹی بیماری لگ جائے تو اس کا فوراً علاج کروایا جائے۔ ان تمام چیزوں کے ساتھ ورزش اور اپنی اپنی پسند کے مطابق جسمانی کھیلوں کا اہتمام کیا جائے اور جسم کو مشقت کا عادی بنایا جائے۔ ہمارے معاشرے میں زیادہ تر امراض درمیانی عمر میں لگنا شروع ہوتے ہیں، اس لئے اس دور میں ان تمام چیزوں کا خاص خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ اگر انسان اپنی جوانی اور مڈل ایج کو اچھی صحت کے ساتھ گزار لے تو اسے بڑھاپے میں بھی خاصی سہولت ہو جاتی ہے اور وہ بڑے بڑے امراض سے محفوظ رہتا ہے۔

....

چستی (Agility)

کسی فرد کی ظاہری شخصیت کا ایک اہم حصہ اس کا چاق و چوبند اور مستعد ہونا بھی ہے۔ بعض لوگ اچھی صحت کے باوجود ڈھیلے ڈھالے اور سست ہوتے ہیں۔ یہ چیز کسی بھی انسان کی شخصیت پر برا اثر ڈالتی ہے اور اسے دوسرے معاملات میں بھی نکما سمجھ لیا جاتا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سستی اور کسل سے محفوظ رہنے کی دعا مانگا کرتے تھے۔ اگر آپ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی پوری زندگی نہایت مستعدی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دینے میں گزری اور وفات سے چند دن پہلے کی بیماری کے علاوہ آپ کو کوئی بڑی بیماری بھی لاحق نہیں ہوئی۔ خود میں چستی پیدا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ روزانہ ورزش کی جائے اور اپنے ذوق اور سہولیات کے مطابق جسمانی کھیلوں میں حصہ لیا جائے۔ ہمارے یہاں بڑے شہروں میں کھیلوں کی سہولیات بہت کم ہیں۔ اگر معاشرتی سطح پر ڈیمانڈ موجود ہو تو سرکاری اور پرائیویٹ ان سہولیات میں اضافہ بھی ہو سکتا ہے۔

....

ایثار

ایثار انسان کی اعلیٰ ترین صفات میں سے ہے۔ اپنی ضروریات کو چھوڑ کر دوسروں کی ضروریات پوری کرنا کسی اعلیٰ ترین جذبے کے تحت ہی ممکن ہے۔ اگر آپ خود میں یہ صفت پیدا کر سکیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہوگی۔ اگر ہم اپنے گرد نظر دوڑائیں تو ہمیں ایسے بہت سے لوگ ملیں گے جن میں یہ جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوگا۔ آپ نے یقیناً دیکھا ہوگا کہ ایسے لوگوں کی معاشرے اور خاندان میں انتہا درجے کی عزت کی جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ جذبہ اس قدر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا کہ خالی پیٹ ہونے کے باوجود

اپنے دوسرے بھائیوں کو کھانا کھلانا ان کا عام معمول تھا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں اپنی عزیز ترین چیزوں کو قربان کرنے کی تلقین کی ہے:لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ (ال عمران 94:3) تم اس وقت تک نیکی کو نہیں پا سکتے جب تک (اللہ کی راہ میں) اس چیز کو خرچ نہ کرو جو تمہیں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ خود میں ایثار کا جذبہ پیدا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان غور کرے کہ دنیا بھر میں کتنے لوگ دوسروں کے لئے ایثار کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ایثار کے واقعات کا مطالعہ اس جذبے کو بڑھاتا ہے۔ ایثار کا حقیقی لطف اس وقت نصیب ہوتا ہے جب انسان اس کو عملی طور پر انجام دیتا ہے۔ کبھی اپنی ضرورت کی چیز اپنے سے زیادہ ضرورت مند کو دے کر دیکھئے، اسے حاصل ہونے والی خوشی آپ کو دلی سکون عطا کرے گی۔

شروع شروع میں بڑے بڑے ایثار کرنے کی کوشش نہ کیجئے بلکہ چھوٹی چھوٹی چیزوں سے آغاز کیجئے۔ جب یہ عادت پختہ ہو جائے تو پھر بڑی بڑی قربانیاں بھی دیجئے۔ ان سب معاملات میں اس بات کا خیال رہے کہ یہ سب صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیجئے۔ اگر ہم نے شہرت اور نام و نمود یا کوئی اور دنیاوی مفاد حاصل کرنے کے لئے ایثار کیا تو یہ قربانی رائیگاں جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا کوئی اجر نہ مل سکے گا۔

....

احساس برتری اور احساس کمتری (Superior & Inferior Comlex)

بعض انسان کم ظرف ہوتے ہیں۔ جب انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نعمت ملتی ہے تو وہ اس پر اس کا شکر ادا کرنے کی بجائے اسے اپنی کاوشوں کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ اپنی کامیابیوں کے زعم میں وہ

خود کو دوسروں سے بہتر سمجھنے لگتے ہیں۔ دوسروں کو حقیر سمجھنا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک نہ کرنا ان کی عادت بن جاتی ہے۔ ہمیں اپنے گردو پیش ایسے بہت سے کردار ملیں گے۔ غرور و تکبر کی بڑی وجوہات میں مال و دولت، اعلیٰ عہدہ، حسب و نسب اور سب سے بڑھ کر علم اور دین داری شامل ہیں۔

جدید شہری معاشروں میں اب حسب و نسب کا غرور نسبتاً کم ہو گیا ہے لیکن دیہاتی معاشروں میں اس کی وجہ سے امتیازی سلوک آج بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ مال اور عہدے کا غرور آج بھی اسی طرح قائم ہے۔ علم اور دین داری کا غرور وہ ہے جس کا شکار سب سے زیادہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو دین کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ بعض کم ظرف اہل علم خود کو دوسروں سے زیادہ بہتر سمجھ کر انہیں حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ہر بات میں جاہل کا لفظ بڑی نفرت اور حقارت سے ادا کرتے ہیں۔

بعض لوگ اپنی عبادت کے زعم میں ساری دنیا کو گناہ گار سمجھتے ہیں اور ڈنڈا لے کر سب کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور انہیں کافر، مشرک، بدعتی، بے عمل، گستاخ نجانے کیا کیا قرار دیتے رہتے ہیں۔ دین اسلام ایسے تمام رویوں کو سختی سے مسترد کرتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا: اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ۔ (النحل 23:16) بے شک اللہ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ جو لوگ زمین پر اکڑ کر چلتے ہیں، ان کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے: وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا۔ (بنی اسرائیل 37:17) زمین پر اکڑ کر نہ چلو، بے شک تم نہ تو زمین کو پھاڑ سکتے ہو اور نہ ہی پہاڑوں جتنے بلند ہو سکتے ہو۔ احساس برتری یا غرور و تکبر کے برعکس بعض افراد احساس کمتری کا شکار بھی ہو جاتے ہیں۔ یہ عموماً وہ لوگ ہوتے ہیں جنہیں کسی بڑی ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہو۔ ایسے والدین، جو اپنے بچوں کو بہت زیادہ دباؤ میں رکھتے ہیں، کے بچوں میں بالعموم احساس کمتری بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ اس مرض کے شکار لوگوں میں عموماً قوت ارادی اور قوت فیصلہ کی کمی ہوتی ہے۔ احساس برتری ہو یا احساس کمتری، یہ دونوں امراض کسی بھی انسان کی شخصیت پر

بہت برا اثر چھوڑ تے ہیں۔ایک متکبر شخص معاشرے میں اپنی عزت اور مقام کھو بیٹھتا ہے۔اگر کوئی اس کی عزت کرتا بھی ہے تو صرف اس کے سامنے،اس کی عدم موجودگی میں عام طور پر لوگ اس کا مذاق اڑاتے ہیں یا پھر اس کی برائیاں کرتے ہیں۔اسی طرح احساس کمتری کا شکار انسان بھی دوسروں سے ملنے جلنے سے گھبراتا ہے اور اپنے ہی خول میں بند ہو کر رہ جاتا ہے۔

دین اسلام ہمیں غرور و تکبر کے مقابلے میں عجز و انکسار اور احساس کمتری کے مقابلے میں عزت نفس کا تصور دیتا ہے۔عجز و انکسار کا مطلب احساس کمتری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی کم حیثیتی کا اعتراف کرنا ہے۔ایک عاجز انسان اپنی ہر کامیابی کو اپنی صلاحیتوں کا نتیجہ نہیں بلکہ اپنے رب کا فضل سمجھتا ہے اور اس کے سامنے سر بسجود ہوتا ہے۔وہ دوسروں کو وہی مقام دیتا ہے جو خدا سے حاصل ہے۔دین اسلام ہمیں ایک دوسرے کی عزت کرنے کا حکم دیتا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حج الوداع میں ایک انسان کی عزت کو حرم کعبہ کی طرح محترم بتایا ہے۔ احساس کمتری کے شکار انسان کو سوچنا چاہیئے کہ اگر اسے ایک مرتبہ ناکامی کا سامنا کرنا بھی پڑا ہے لیکن زندگی میں اسے بارہا کامیابیاں بھی ملی ہیں۔یہ جو دنیا میں وہ چلا پھر رہا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا اس پر فضل ہی تو ہے۔شیخ سعدی نے کیا خوب درس دیا ہے کہ جس کے پاس جوتے نہ ہوں، وہ جوتے پہننے والوں کو نہ دیکھے بلکہ اسے دیکھے جس کے پاس پاؤں ہی نہیں ہیں۔احساس برتری کا علاج تو اس میں مبتلا شخص اگر خود چاہے تو کر سکتا ہے لیکن احساس کمتری کے شکار افراد کا علاج اس کے دوست اور رشتے دار بھی کر سکتے ہیں۔اگر آپ کے نزدیک کوئی ایسا دوست یا رشتے دار ہے جو اس احساس کا شکار ہے تو اسے حوصلہ دلائیے اور اس میں جینے کی امنگ پیدا کیجئے۔آپ کی یہ نیکی کبھی ضائع نہیں جائے گی اور ایک انسان کی زندگی سنور جائے گی۔اس بات کا خیال رہے کہ یہ علاج نہایت محبت اور شفقت سے ہونا چاہیئے، طعن و تشنیع کے انداز سے ہمیشہ اجتناب کرنا چاہیئے۔

....

خوش اخلاقی (Courtesy)

خوش اخلاقی ہی انسان کی وہ صفت ہے جو اسے اپنے معاشرے میں مقبول بناتی ہے۔ ہم یہ بارہا دیکھتے ہیں کہ بداخلاق شخص کے کوئی قریب جانا بھی پسند نہیں کرتا، اس کی دکان سے کوئی چیز لینا پسند نہیں کرتا، اس کا ماتحت یا افسر بن کر کام نہیں کرنا چاہتا۔ قرآن مجید ہمیں دوسروں سے خوش اسلوبی سے بات کرنے اور اچھا رویہ رکھنے کی تلقین کرتا ہے۔ بات بات پر بھڑک اٹھنا اور سخت لب ولہجہ اختیار کرنا کسی بھی معاشرے میں اچھا نہیں سمجھا جاتا۔

دعوت دین کے میدان میں خوش اخلاقی کی بہت اہمیت ہے لیکن عجیب بات ہے کہ ہمارے کئی داعیان اسلام میں اس کا فقدان پایا جاتا ہے۔ جب یہ کسی کو دین کی دعوت دیتے ہیں تو ان کا انداز ایسا ہوتا ہے کہ دوسرا بس فوراً ان کی بات مان جائے ورنہ یہ اسے جہنم میں پہنچا کر دم لیں گے۔ بعض دینی جماعتوں کے کارکنوں کا انداز ایسا ہوتا ہے کہ پلیز یہ کام کر دیجئے۔ جبکہ ان کے رویے اور انداز سے ایسا لگتا ہے کہ جیسے کہہ رہے ہوں کہ اگر نہیں کریں گے تو ہم کروانا جانتے ہیں۔ خود میں خوش اخلاقی پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے ذہن میں مثبت خیالات کو فروغ دیجئے۔ ہر وقت معاشرے کی خامیوں پر کڑھتے رہنا اور دوسروں کو دیکھ دیکھ کر جلنا انسان میں چڑ چڑا پن اور غصہ پیدا کرتا ہے۔ اگر کسی کی کوئی خامی سامنے آ بھی جائے تو اسے نظر انداز کر کے اس کی خوبیوں پر نظر ڈالئے۔ اسی طرح معاشرے کی خامیوں کے ساتھ ساتھ اس کی خوبیوں کو بھی مدنظر رکھئے اور خوشیوں کے مواقع تلاش کیجئے۔ ہر وقت ہنستے مسکراتے رہیے۔ اپنا لہجہ نرم اور دھیما رکھئے اور غصے والے اور بدمزاج لوگوں سے اجتناب کیجئے۔

....

معاملہ فہمی

ہمارے ہاں چالاکی و ہوشیاری کو عموماً منفی مفہوم میں لیا جاتا ہے اور چالاک و ہوشیار آدمی کو اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ اس ذہنی رویے کے برعکس معاشرے میں ہر شخص چالاک و ہوشیار بننے کی کوشش میں مصروف رہتا ہے۔ ہمارے نقطہ نظر کے مطابق ہوشیاری انسان کی ایک مثبت صفت ہے۔ ہوشیاری کا مطلب دھوکے بازی نہیں ہے بلکہ دوسروں کی دھوکہ بازی سے ہوشیار رہنا ہے۔ اسی کا نام معاملہ فہمی ہے۔ انسان کو دین و دنیا کا اتنا علم ہونا چاہئے کہ کوئی طالع آزما اسے بےوقوف نہ بنا سکے۔ ہمارے معاشرے میں صرف دنیاوی اعتبار سے ہی دھوکے باز لوگ موجود نہیں ہیں بلکہ ایسے لوگ بھی بکثرت پائے جاتے ہیں جو دین کے نام پر لوگوں کو بےوقوف بنا کر اپنا الو سیدھا کرتے ہیں۔ معاملہ فہمی انسان میں علم اور تجربے سے آتی ہے۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ تجربے کا کوئی نعم البدل نہیں۔ اگر آپ اپنی ذہانت، علم اور تجربے میں اضافے کی کوشش کر رہے ہیں تو معاملہ فہمی انشاء اللہ خود بخود پیدا ہو جائے گی۔ ابتدا میں خاص طور پر دینی معاملات میں دوسروں کی دھوکے بازی سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے کسی کے پیچھے چلنے کی کوشش نہ کیجئے بلکہ چند مختلف افراد کا مشاہدہ کیجئے، ان کی بات سنئے اور اپنی عقل سے خود فیصلہ کیجئے۔ یہ بھی ضرور دیکھئے کہ جو لوگ پہلے سے اس راستے پر چل رہے ہیں، وہ کس قسم کے لوگ ہیں۔ کیا وہ مخلص ہیں، چالاک و ہوشیار لوگ ہیں یا پھر محض اندھے مقلد ہیں۔ اس معاملے میں اپنے والدین، اساتذہ اور مخلص دوستوں کے مشوروں کو بھی اہمیت دیجئے۔

اس بات کو جان لیجیے کہ اگر کوئی مذہبی یا سیاسی رہنما آپ کو اپنی شخصیت سے وابستہ کرنا چاہتا ہو، آپ کو کسی دوسروں کی کتب کا مطالعہ کرنے سے روکتا ہو، آپ کو اختلاف رائے کی اجازت نہ دیتا ہو، تو وہ آپ سے مخلص نہیں۔ وہ آپ کو غلام بنا کر رکھنا چاہتا ہے۔ ایسے لوگوں سے اجتناب

بہت ضروری ہے۔ آپ کو چاہیے کہ اپنے ذہن کو کھول کر رکھیں اور تنقیدی انداز میں اپنے لیڈروں کا بھی جائزہ لیتے رہیں تا کہ وہ آپ کو ٹشو پیپر کی طرح استعمال کر کے نہ پھینک سکیں۔ اس ضمن میں میری کتاب ''مسلم دنیا میں ذہنی، فکری اور نفسیاتی غلامی'' کا مطالعہ بہت مفید رہے گا جو کہ www.mubashirnazir.org پر موجود ہے۔

....

انتہا پسندی

بعض لوگوں میں انتہا پسندانہ سوچ اور رویے پائے جاتے ہیں۔ یہ لوگ ہر معاملے میں غلو کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ یہ غلو اور انتہا پسندی دینی معاملات میں بہت نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے۔ اگر دین نے کسی کام کا مطالبہ پاؤ بھر کیا ہے تو یہ لوگ اسے بڑھا کر سیر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دینی اور دنیاوی معاملات میں انتہا پسندی سے بہت سے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں اور دوسرے کئی معاملات نظر انداز ہو جاتے ہیں۔ اپنی شخصیت کو اس قسم کی سوچ اور رویے سے پاک رکھیے اور اعتدال کے ساتھ اپنے معاملات انجام دیجیے۔ ہمارے معاشرے میں انتہا پسندی کی جو جو شکلیں پائی جاتی ہیں، ان کی ایک فہرست یہاں پیش کی جا رہی ہے تا کہ ہم ان سے محتاط ہو کر اعتدال پسندی کو اختیار کر سکیں۔

- عبادات اور دینی کاموں میں اتنا غلو کہ انسان اپنی دنیاوی ذمہ داریوں اور حقوق العباد کو فراموش کر دے۔
- دنیا پرستی میں اتنے منہمک ہو جانا کہ آخرت اور اس کے تقاضے مکمل طور پر فراموش ہو جائیں۔

- غیر مسلموں کے ساتھ اچھا سلوک کر کے انہیں اسلام کی طرف مائل کرنے کی بجائے ان کے ساتھ نفرت اور حقارت سے پیش آنا۔
- حکومت کے ساتھ خواہ مخواہ کی چپقلش اور محاذ آرائی۔
- دہشت گردی اور نہتے لوگوں پر حملہ۔
- دوسرے نقطہ ہائے نظر کے ساتھ افہام و تفہیم کے رویے کی بجائے طعن و تشنیع اور فتوے بازی کا رویہ اختیار کرنا۔
- دوسرے فرقے کی مساجد پر حملہ کر کے بے گناہ افراد کو قتل کرنا۔
- مختلف حیلے بہانوں سے دوسروں پر ظلم و ستم کرنا اور ان کے حقوق انہیں ادا نہ کرنا۔

....

ابلاغ کی صلاحیتیں (Communication Skills)

انسان معاشرے کی صورت میں زندگی گزارتا ہے اور یہ اس کی بنیادی ضرورت ہے کہ وہ اپنے خیالات، نظریات، خواہشات اور ضروریات سے دوسروں کو آگاہ کرے۔ اس خصوصیت کو ابلاغ (Communication) کی صلاحیت کہتے ہیں۔ بعض افراد میں یہ صلاحیت دوسروں کی نسبت زیادہ ترقی یافتہ ہوتی ہے۔ ابلاغ بالعموم تین قسم کا ہوتا ہے، تقریری (Oral)، تحریری (Written)، اور غیر لفظی (Non-Verbal)۔ ان تینوں قسم کی صلاحیتوں کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ اس موضوع پر ہم نے اپنی تحریر دعوت دین کا کام کیسے کیا جائے؟ میں تفصیلی بحث کی ہے۔ ان صلاحیتوں کو بہتر بنانے کے لئے اہل مغرب نے بہت کام کیا ہے اور اعلیٰ درجے کے کورسز ڈیزائن کئے ہیں۔ بازار میں اس موضوع پر بہت سی کتب بھی دستیاب ہیں جن کے ساتھ آڈیو

اور ویڈیو معاونات بھی ہوتے ہیں۔ ملک بھر میں ایسے بہت سے ادارے بھی کھل چکے ہیں جن میں ایسے کورسز کروائے جاتے ہیں جو کسی بھی شخص کی ان صلاحیتوں کو بہتر بناتے ہیں۔ ان سب چیزوں سے بھرپور استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

....

خطرات کے بارے میں رویہ (Risk Appetite)

بعض انسان فطری طور پر خطرات کو پسند کرتے ہیں اور اپنے ذاتی اور کاروباری معاملات میں رسک اٹھانے سے گریز نہیں کرتے۔ اس کے برعکس بعض لوگ انتہائی محتاط طبیعت کے مالک ہوتے ہیں اور ہر قدم پھونک پھونک کر اٹھاتے ہیں۔ اس دنیا کا کوئی بھی کام رسک اٹھائے بغیر ممکن نہیں۔ اگر ہم اپنے گھر سے باہر بھی قدم رکھتے ہیں تو اس میں جان جانے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

خطرات مول لینے کے بارے میں بہت سے لوگوں میں افراط و تفریط کے رویے پائے جاتے ہیں۔ بعض لوگ تو محض کھیل کھیل میں اپنی جان کو خطرے میں ڈالتے ہیں اور ایسے کھیل کھیلتے ہیں جن میں جان جانے کا امکان بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اس قسم کے لوگ اہل مغرب کے ہاں بہت زیادہ پائے جاتے ہیں۔ اس کے برعکس بعض لوگ ضرورت سے زیادہ محتاط ہوتے ہیں اور اپنی زندگی کو عذاب بنا لیتے ہیں۔ جیسا کہ ایک صاحب کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ اس ڈر سے کبھی چھت کے پنکھے کے نیچے نہیں بیٹھتے کہ کہیں یہ پنکھا نیچے نہ گر پڑے۔ وہ کبھی ہوائی جہاز پر سفر نہیں کرتے تھے کہ کہیں یہ کریش نہ ہو جائے۔ خطرات کے بارے میں صحیح طرز عمل یہ ہے کہ ایک مناسب حد تک رسک ضرور لیا جائے اور اپنی زندگی گزاری جائے۔ جن خطرات کا امکان زیادہ ہو، ان سے بچاؤ کی مناسب تدابیر بھی کی جائیں اور مناسب حد تک احتیاط بھی کی جائے۔

بعض اوقات خطرہ انسان کی اپنی پیداوار بھی ہوتا ہے جس کی بڑی مثال جوا(Gambling) ہے۔ اس خطرے کے نتیجے میں ایک شخص بہت بڑی رقم سے محروم ہو جاتا ہے اور دوسرا اس کا حقدار بن جاتا ہے لیکن معاشرے کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ قدرتی خطرات سے بچنا تو انسان کے بس میں نہیں لیکن اس قسم کے مصنوعی خطرات سے بچا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے دین نے جوئے کو گناہ قرار دیا ہے۔

اس کے برعکس صنعت و تجارت میں بھی قدرتی نوعیت کا رسک ہوتا ہے جو انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتا۔ اس کے نتیجے میں معاشرے کو بہت سے فوائد بھی پہنچتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دین میں تجارت کو حلال اور جوئے کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

....

پسندیدگی اورناپسندیدگی(Likes & Dislikes)

ہر انسان کسی چیز، شخص، نظریے یا کردار کو پسند یا ناپسند کرتا ہے اور اس کا وقتاً فوقتاً اظہار بھی کرتا رہتا ہے۔ کھانے پینے کی اشیاء سے لے کر نظریات اور رویوں سے لے کر دوسرے افراد اس کی پسند یا ناپسند کے دائرے میں داخل ہوتے ہیں۔ دین نے اس سلسلے میں کوئی پابندی عائد نہیں کی کہ آپ کسی خاص چیز کو پسند کریں یا نہ کریں۔ ایسا ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض باتیں پسند ہیں اور بعض نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ چیزیں نیکی کے افعال ہیں اور ناپسندیدہ چیزوں میں کفر اور گناہ کے کام ہیں۔ ایک بندہ مومن کا کام ہے کہ وہ ہر معاملے میں الحب للہ والبغض فی اللہ کا مظاہرہ کرے اور اس میں کوئی کمپرومائز نہ کرے۔ جن چیزوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کوئی حکم نہیں دیا، وہ مباح کام ہیں۔ ان میں ہر شخص اپنے

ذوق، طبع اور پسند و ناپسند سے کام لے کر اپنے لئے چیزوں، دوستوں اور نظریات وافکار کا انتخاب کر سکتا ہے۔ اس بات کا بھی خیال رہنا چاہئے کہ اگر ہماری پسند یا ناپسند معاشرے کی پسند و ناپسند کے معیارات کے متضاد ہے تو آپ کے لئے زندگی تنگ ہو سکتی ہے۔ مثلاً ہمارے شہری معاشرے میں ایک خاص طرز کے لباس کا رواج ہے، اگر ہم اس میں دیہاتی لباس پہن کر پھریں گے تو ہماری شخصیت کا بہت عجیب وغریب امیج سامنے آئے گا۔ اسی طرح دیہی معاشرے میں شہری لباس بھی خواہ مخواہ کے تضادات پیدا کر دے گا۔ جہاں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں ہوتی، وہاں بلاوجہ معاشرے سے ٹکراؤ کی پالیسی درست نہیں۔

....

جذبات واحساسات کے اظہار کا طریقہ

جذبات واحساسات کا اظہار ہر انسان کا فطری حق ہے۔ ہر شخص جس طریقے سے اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے وہ اس کی شخصیت کا حصہ بن جاتا ہے۔ بعض لوگ خوشی کے مواقع پر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں جبکہ بعض لوگ پروقار طریقے سے خوشی مناتے ہیں۔ اسی طرح غمی کے مواقع پر بہت سے لوگ جزع وفزع اور بین کرنا شروع کر دیتے ہیں جبکہ دوسری قسم کے لوگ اس میں صبر سے کام لیتے ہیں۔ اسی طرح حیرت، غصے اور دیگر جذبات کا اظہار ہر انسان ایک مختلف طریقے سے کرتا ہے۔ اس پر ہم صبر وشکر کے تحت خاصی بحث کر چکے ہیں۔ یہاں صرف اتنا اضافہ کرنا ضروری ہے کہ جذبات کے موقع پر خود کو کنٹرول کرنا چاہئے اور پروقار طریقے سے اپنے جذبات کا اظہار کرنا چاہئے۔

....

غیبت

غیبت سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص کی عدم موجودگی میں اس کے عیوب بیان کئے جائیں۔ یہ وہ برائی ہے جو ہمارے معاشرے کی رگوں میں سرایت کی ہوئی ہے۔ دین اس بات کو سخت ناپسند کرتا ہے کہ کسی کے عیوب کو اچھالا جائے اور معاشرے میں اسے جو مقام حاصل ہے، اسے اس سے گرانے کی کوشش کی جائے۔ اس کی برائی کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید نے اسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا ہے۔

ہماری غیبت کی عادت دوسروں کی ذاتیات میں دلچسپی اور تجسّس سے جنم لیتی ہے۔ اگر ہم اس بری عادت سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس تجسّس کو ختم کرنا ہوگا۔ اگر ہم اپنی شخصیت کو اچھا بنانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے یہ طے کرنا ضروری ہے کہ کسی کے معاملات میں ہم دخل نہ دیں گے۔ غیبت کے اصول میں استثنا کی صرف ایک صورت ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر ہمیں یہ علم ہوجائے کہ کوئی شخص دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش میں ہے تو اس بارے میں اسے آگاہ کر دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح جو لوگ معاشرے میں کسی اہم ذمہ داری پر فائز ہوں لیکن اس کا ناجائز استعمال کر رہے ہوں تو ان کی برائی کو بیان کرنا غیبت نہیں تاکہ پورے معاشرے کو ان کے شر سے محفوظ رکھا جاسکے۔

....

جوش و ولولہ (Enthusiasm)

کسی بھی کام کو کرنے کے بارے میں جوش و ولولہ ایک لازمی جزو ہے اور اس کے بغیر کوئی کام بھی پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا۔ ہر نیک اور مفید کام کے لئے ہمارے اندر جوش و ولولہ ہونا چاہئے اور اسے دوسروں کے اندر بھی پیدا کرنا چاہئے۔ اسی طرح برائی اور فحش کاموں میں ہر قسم کے جوش و

جذبے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ جوش کا ایک منفی پہلو بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض لوگ جوش میں تمام حدود کو پار کر جاتے ہیں اور کسی اور چیز کی پرواہ نہیں کرتے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کئی لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے قربت حاصل کرنے کے جوش میں دنیا ہی کو چھوڑ دیا اور جنگلوں میں نکل گئے۔ اس منفی پہلو سے ہمیشہ اجتناب کرنا چاہئے۔ جوش کے بارے میں ایک اور اہم بات یہ ہے کہ بعض لوگ جوش میں کوئی کام شروع کرتے ہیں اور اس کے دوسرے پہلوؤں کی پرواہ نہیں کرتے۔ لیکن کچھ ہی عرصے بعد جب یہ جوش ٹھنڈا پڑتا ہے تو اس سے بالکل ہی اچاٹ ہو جاتے ہیں۔ اس کے نتیجے ان کی شخصیت سے دوسروں کا اعتبار (Credibility) اٹھ جاتا ہے اور اسی تجربے کے باعث دوسرے لوگ انہیں اہمیت دینا کم کر دیتے ہیں۔ جب بھی ہم پر کسی کام کا جوش سوار ہو تو اسے شروع کرنے سے قبل اس کے تمام مثبت اور منفی پہلوؤں کا جائزہ لینا چاہئے اور جب اسے شروع کر لیں تو پھر اس پر استقامت (Consistency) کے ساتھ عمل کرنا چاہئے۔

....

خود آگہی

اپنی شخصیت کی تعمیر کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان اپنی شخصیت کے تمام پہلوؤں سے آگاہی بھی رکھتا ہو۔ ماہرین نے اپنی ذات کے شخصی تجزیے (Personality Analysis) کے بہت سے طریقے وضع کر لئے ہیں۔ یہاں پر ہم صرف ایک طریقہ بیان کر رہے ہیں جو ہمارے خیال میں زیادہ مفید ہے۔ اسے SWOT Analysis کہا جاتا ہے۔ لفظ SWOT دراصل Strenghts, Weaknesses, Opportunities & Threats کا مخفف ہے۔ عموماً کاروباری ادارے اپنی طویل المیعاد اور قلیل المیعاد پلاننگ میں اس طریق کار کو اختیار کرتے ہیں۔

ہمارے خیال میں یہ تجزیہ اپنی ذات اور شخصیت کی تعمیر میں بھی اسی طرح کارآمد ہے جس طرح کاروباری اداروں کے لئے مفید ہے۔ اس تجزیے کے پہلے دو عوامل کا تعلق انسان کی اپنی شخصیت سے ہے۔Strenghtاس کی شخصیت کے مضبوط پہلو اور Weaknessاس کے کمزور پہلو ہیں۔ باقی دو عوامل کا تعلق اس کے ماحول سے ہےOpportunities کا تعلق اس کے ماحول میں موجود ایسی چیزوں سے ہے جو اس کی شخصیت کی تعمیر میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں جبکہ Threats سے مراد وہ خطرات ہیں جو اس کی شخصیت کی تعمیر کے پروگرام میں رکاوٹ حائل کر سکتے ہیں۔ذیل میں ایک چارٹ دیا جا رہا ہے جس میں اس تحریر میں بیان کردہ شخصیت کے تمام پہلوؤں کی ایک فہرست دی گئی ہے اور ان میں سے ہر پہلو کا SWOT Analysis بھی کیا گیا ہے۔اس مقصد کے لئے بطور مثال ایک عام سے انسان (آئیڈیل انسان نہیں) کی فرضی شخصیت کا تجزیہ پیش کیا جا رہا ہے۔آپ سے گذارش ہے کہ کبھی تنہائی میں بیٹھ کر اس طرح کا ایک چارٹ بنایئے اور اسے اپنی شخصیت کے لئے مکمل کیجئے۔اس بات کا خیال رکھئے کہ اس تجزیے کو زیادہ سے زیادہ حقیقت کے قریب کیجئے اور کسی معاملے میں خود کو اپنی حقیقی صلاحیت سے زیادہ یا کم نہ ظاہر کیجئے ورنہ آپ بہت سے مسائل کا شکار ہو سکتے ہیں۔

اس کے بعد اپنے والدین، اساتذہ اور قریبی مخلص دوستوں سے اپنی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں رائے حاصل کیجئے اور انہیں اسی طرز کے ایک چارٹ پر درج کیجئے۔اپنی شخصیت کے بارے میں اپنی رائے کا موازنہ ان کی آراء سے کیجئے۔اس سے دو فوائد حاصل ہوں گے: ایک تو آپ کو اپنی شخصیت کے ان پہلوؤں سے بھی آگاہی حاصل ہوگی جن پر آپ کی اپنی توجہ نہیں ہوگی اور دوسرے یہ کہ آپ کو دوسروں کے ذہن میں اپنے امیج کا اندازہ ہوگا۔اس کے بعد آپ اپنے امیج کو بہتر بنانے کے لئے اقدامات بھی کر سکتے ہیں۔

....

شخصیت کا پہلو	مضبوط پہلو (Strengths)	کمزور پہلو (Weaknesses)	مواقع (Opportunities)	خطرات (Threats)
ذہانت	مجھ میں درمیانے درجے کی ذہانت ہے		مجھے ذہین لوگوں کی صحبت میسر ہے	
ذہنی پختگی (Maturity)	دوسروں کی نسبت زیادہ ہے		ذہنی پختہ لوگوں کی صحبت میسر ہے	
علمی سطح		علم کی کمی ہے	علمی شخصیات سے استفادہ کرسکتا ہوں	
ابلاغ کی صلاحیت (Communication Skills)	اچھی تقریر کر لیتا ہوں	اچھی تحریر نہیں کرسکتا	میرے کالج میں تقاریر اور مضامین کے مقابلے ہوتے ہیں جو میری صلاحیت بڑھا سکتے ہیں	
طرز فکر اور مکتب فکر	کوئی ی نہیں		کوئی نہیں	
رجحان (Aptitude)	تعلیمی سرگرمیوں کی طرف زیادہ ہے	کھیلوں کی طرف کم رجحان ہے		میرے اردگرد کھیلوں کے مواقع دستیاب نہیں
تخلیقی صلاحیتیں (Creativity)		بہت زیادہ نہیں		
احساس ذمہ داری	کافی حد تک پایا جاتا ہے			
قوت ارادی اور خود اعتمادی (Confidence)		نسبتاً کم ہے		میرے دوست میری حوصلہ شکنی کرتے ہیں
شجاعت و بہادری		کم ہے		

انصاف پسندی	موجود ہے			
کامیابی کی لگن		نسبتاً کم ہے		میرے دوست مجھے طعنے دے کر میرے حوصلے کم کرتے ہیں۔
بخل وسخاوت		میں خود مالی اعتبار سے کمزور ہوں لہذا کسی حد تک کنجوس ہوں	میرے سامنے ایک اچھا کیریئر رہے	

اسی طرز پر اپنی شخصیت کا تجزیہ مکمل کرنے کے بعد اپنی شخصیت کے مضبوط پہلوؤں کا تفصیلی جائزہ لیجیے اور ان کو مزید بہتر بنانے کے اقدامات سوچیے۔ اسی طرح اپنی خامیوں اور کمزوریوں کا جائزہ لیجئے اور ان کے اسباب جاننے کی کوشش کیجئے۔ اس کے بعد ان کو بہتر بنانے کی کوشش کیجیے۔ اس ضمن میں والدین، اساتذہ اور مخلص دوستوں کے ساتھ مشورہ جاری رکھئے۔ اپنی شخصیت کو بہتر بنانے کے جو جو مواقع آپ کو میسر ہیں، ان سے بھرپور فائدہ اٹھائیے اور جو خطرات لاحق ہیں، ان کا مناسب سد باب کیجیے۔ اس طریقے سے ہم اپنی شخصیت کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر دوسرے آپ کے بارے میں کسی غلط تصور میں مبتلا ہیں تو اس امیج کو بہتر بنانے کے لئے عملی اقدامات کیجئے۔

مصنف کی دیگر تحریروں کے لیے وزٹ کیجیے:

....

اقوال صوفیاء سے چند منتخب اقوال

فرمایا: اے درویش! جس نے سعادت حاصل کی خدمت سے کی کیونکہ دین دنیا کی نعمت مشائخ اور پیروں کی خدمت کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ (حضرت فرید گنج شکر رحمہ اللہ)

فرمایا: اپنے والدین کی رضامندی سب کام پر مقدم رکھنا اولاد کی سعادت مندی ہے۔

(حضرت مولانا عبدالاول جونپوری وفات ۱۳۳۹ھ)

فرمایا: جو چیز تجھ کو حق تعالیٰ سے غافل کردے وہ دنیا ہے۔

(حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ وفات ۲۴۵ھ)

فرمایا: جو چیز بندوں کو آخرت سے باز رکھتی ہے وہ دنیا ہے۔

(حضرت شیخ ابن عطاء اسکندری رحمہ اللہ)

فرمایا: دنیا ایک بیمارستان ہے اور لوگ اس میں دیوانوں کی مانند ہیں اور دیوانوں کے لئے بیمارستان میں قید و زنجیر ہوتی ہے۔

(حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ وفات ۱۸۷ھ)

فرمایا: جو چیز بھی تجھ کو حق سے مانع ہو جائے وہی تیرا بت ہے (ایک بزرگ) دنیا دریا ہے اور اس کا کنارہ آخرت ہے اور اسکی کشتی تقویٰ ہے اور تمام آدمی مسافر ہیں۔

(حضرت ابو یعقوب نہر جوری رحمہ اللہ)

فرمایا: دنیا کو تن کے لئے لینا چاہیے اور آخرت کو دل کے لئے۔

(حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ وفات سن ۱۶۱ھ)

فرمایا: دنیا کی محبت زہر قاتل کا اثر رکھتی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ کیونکہ زہر سے جان ہلاک ہوتی ہے اور حبِّ دنیا سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ (حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ وفات ۱۱۰۲ھ)

فرمایا: دنیا کی حالت یہ ہے کہ جب چلی جاتی ہے تو آدمی کو حسرت و رنج دے کر جاتی ہے اور جب آتی ہے تو بہت سے افکار ساتھ لاتی ہے۔ (ایک بزرگ رحمہ اللہ)

فرمایا: اولیاء لوگوں میں سے بعضوں نے جو دنیا کو قبول کرلیا ہے تو اس نیت پر کہ غیروں کو فائدہ پہنچائیں۔ (حضرت مولانا کرامت علی رحمہ اللہ وفات ۱۲۹۰ھ)

فرمایا: دل مرکز اعمال ہے بگڑا ہوا دل نیکی نہیں کر سکتا۔ (حضرت امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ)

فرمایا: دل ارادہ کیلئے دماغ تدبیر کیلئے اور ہاتھ عمل کیلئے ہے۔ (ایک بزرگ رحمہ اللہ)

فرمایا: بندہ اور حق تعالیٰ کے درمیان حجاب' بندہ کا اپنا نفس ہے۔ (مجدد الف ثانی رحمہ اللہ)

فرمایا: خواہشات نفسانی کی فرمانبرداری کرنا قید خانہ میں رہنا ہے (عثمان حیری رحمہ اللہ)

فرمایا: جس شخص کی عزت لوگوں میں زیادہ ہو۔ اسے اپنے نفس کو نظر حقارت سے دیکھنا چاہیے۔ (حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ وفات ۱۸۱ھ)

فرمایا: انسان کے لئے بری صحبت سے بڑھ کر اور کوئی بری چیز نہیں۔ (خواجہ بختیار کاکی رحمہ اللہ)

فرمایا: برے لوگوں کی صحبت' نیک لوگوں کے ساتھ بدگمانی پیدا کر دیتی ہے' اور نیک لوگوں کی صحبت بدوں کے ساتھ (بھی) حسنِ ظن پیدا کر دیتی ہے۔

(حضرت بشر حافی رحمہ اللہ وفات ۲۲۷ھ)

فرمایا: اصلاح خیالات بجز شیخ کامل کی صحبت کے میسر نہیں ہوتی۔ (ایک بزرگ رحمہ اللہ)

فرمایا: عادت اللہ یہی ہے کہ استفادہ خاص زندوں سے ہوتا ہے۔ (ایک بزرگ رحمہ اللہ)

فرمایا: تم اپنے شیخ سے اس وقت تک نفع حاصل نہیں کر سکتے جب تک تمہارا اعتقاد ان کے متعلق سب سے زیادہ نہ ہو۔ (حضرت عدی بن مسافر رحمہ اللہ ۵۵۸ھ)

فرمایا: جاننا چاہیے کہ مقصود حق تعالیٰ ہے اور پیر حق تعالیٰ کی جناب تک پہنچنے کا

وسیلہ ہے۔ (حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ)

فرمایا: سب سے ضروری چیز عقائد کا درست کرنا ہے اور یہی راس العبادات ہے کہ بغیر اس کے کچھ بھی صحیح نہیں ہے۔ (حضرت شیخ تھانوی رحمہ اللہ)

فرمایا: پس مخلص میں ریا نہیں ہوسکتی۔ (حضرت ابوعلی دقاق رحمہ اللہ وفات سن ۴۰۵ھ)

فرمایا: اپنے اخلاص پر خود نظر ہونا علامت اخلاص کے غیر مکمل ہونے کی ہے اس لئے یہ اخلاص محتاج اخلاص ہوگیا۔ (حضرت شیخ تھانوی رحمہ اللہ)

فرمایا: خلوص یہ ہے کہ ہر وقت اور ہر حال میں خالق کو دیکھے (نہ کہ مخلوق کو)

(حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ۵۶۱)

فرمایا: تواضع یہ ہے کہ تم حق بات کو قبول کرلو چاہے وہ کسی جاہل کی زبان سے ہو یا لڑکے کی زبان سے (حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ ۱۸۷ھ)

فرمایا: تواضع یہ ہے کہ تو باہر جائے اور جسے بھی دیکھے اسے اپنے سے افضل سمجھے۔

(حضرت حسن بصری رحمہ اللہ ۱۱۰ھ)

فرمایا: قناعت کا پھل راحت ہے، تواضع کا پھل محبت ہے، تکبر کا پھل عداوت ہے۔

(ایک بزرگ رحمہ اللہ)

فرمایا: کل قیامت کو میزان میں وہی عمل زیادہ بھاری ہوگا جو آج تجھے گراں معلوم ہوتا ہے۔ (حضرت ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ)

فرمایا: عمل کر کے اس کو نہ کیا ہوا خیال کرنا چاہیے اور اپنے تئیں قصور وار خیال کر کے عمل از سر نو شروع کرنا چاہیے۔ (حضرت خواجہ علی رامتینی رحمہ اللہ وفات ۷۱۵ھ)

فرمایا: یہ سب سے بڑی حماقت ہے کہ کام دوزخ کے کرو اور طمع بہشت کی رکھو۔

(حضرت یحییٰ معاذ رحمہ اللہ)

فرمایا: جو شخص بے ضرورت کاموں میں مشغول ہوتا ہے وہ ضروری کاموں کو ضائع کر بیٹھتا ہے۔ (حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ)

فرمایا: کثرت کلام، حسنات کو اس طرح چوس لیتی ہے جیسے زمین پانی کو جذب کر لیتی ہے۔ (حضرت محمد بن عبدالخالق دینوری رحمہ اللہ)

فرمایا: وہ عمل جس کے ذریعہ بندہ انتہائی مدارج پر پہنچتا ہے وہ اپنے قصور اور عجز و ضعف کا استحضار و مشاہدہ ہے۔ (حضرت خیر نساج رحمہ اللہ وفات ۳۲۱ھ)

فرمایا: تصوف کی حقیقت دل کو مخلوق کے رجوع سے صاف کرنا اور علیحدگی اختیار کرنا ہے۔ (حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ)

فرمایا: تصوف وہ ہے کہ آدمی پر جو کچھ بھی گذرے اسے حق تعالیٰ کی طرف سے جانے اور اللہ کے ساتھ اس طرح رہے کہ سوائے اس کے کسی کو نہ جانے۔

(حضرت ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ)

فرمایا: صوفی وہ شخص ہے جو ہمیشہ اپنے حال کو چھپائے اور تمام کائنات اس کی ولایت کی ناطق ہو۔ (حضرت ابومحمد شبنکی رحمہ اللہ)

فرمایا: جو اول وقت میں فرائض ادا کرتا ہے وہ عابد ہے۔ (حضرت ابوعبداللہ جلا رحمہ اللہ ۳۰۶ھ)

فرمایا: لفظ فقیر میں ''ف'' سے مراد فاقہ، قؔ سے مراد قناعت، یؔ سے مراد یادِ الٰہی اور رؔ سے مراد ریاضت ہے۔ (حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ دہلوی)

فرمایا: تمام سعادتوں کا سرمایہ سنت کی تابعداری ہے اور تمام فسادوں کی جڑ شریعت کی مخالفت ہے۔ (مجدد الف ثانی رحمہ اللہ)

فرمایا: اتباع سنت کا ہمیشہ خیال رکھئے! یہی کمال ہے، یہی مطلب ہے، یہی رضائے خداوندی کا موجب ہے۔ (مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ)

فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وارثت کے یہ معنی ہیں کہ ہر فعل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی جاوے نہ کہ کاغذ سیاہ کئے جاویں۔ (حضرت خرقانی رحمہ اللہ)

فرمایا: جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو ظاہری وضو کرتا ہوں اور باطنی وضو کرتا ہوں

ظاہری وضو پانی سے کرتا ہوں اور باطنی وضو توبہ سے کرتا ہوں۔ (حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ)

فرمایا: نماز کی اصل روح خشوع وخضوع ہے اور تمام نماز میں حضوریٔ قلب ہے نماز اسی قدر لکھی جاتی ہے جس میں حضور قلب ہو، نماز باروح وہی ہے جس میں اول سے آخر تک دل حاضر رہے، اور جس نماز میں سوائے پہلی تکبیر کے دل حاضر نہ ہو اس میں سوائے ایک رمق روح کے زیادہ نہیں ہوتا اور اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو صرف ایک ہی دم کا مسلمان ہے۔ (حضرت امام غزالی رحمہ اللہ ۵۰۵ھ)

فرمایا: نماز حقیقی، دلوں کو اغیار کے میل کچیل سے پاک کرنیوالی اور پوشیدہ اسرار کا دروازہ کھولنے والی ہے، نماز سرگوشی کا محل اور محبت واخلاص کی جگہ ہے۔ (حضرت اسکندری رحمہ اللہ)

فرمایا: درویش اگر پانچ وقت کی نماز باجماعت میں مداومت نہ کرے تو اس کا کچھ اعتبار نہ کرو۔ (حضرت ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ وفات ۶۵۶ھ)

فرمایا: جو کچھ مجھ کو حاصل ہوا وہ سب بہ برکت نماز تہجد حاصل ہوا۔ (سید احمد شہید رحمہ اللہ)

فرمایا: اللہ کا ذکر شریعت کا مددگار ہے اور شریعت کے کام ذکر کے مددگار ہیں۔ (سید احمد شہید رحمہ اللہ)

فرمایا: جب تم کو وہ گناہ یاد آوے مگر یاد آنے پر اس کی لذت محسوس نہ ہو، بس یہ ہے توبہ صحیح۔ (حضرت بوشنجی رحمہ اللہ وفات ۳۴۸ھ)

فرمایا: اہل سلوک کے نزدیک پانچ چیزوں میں سے پہلی یہ ہے کہ اپنے ماں باپ کا منہ محبت سے اولاد کو دیکھنا عبادت ہے چنانچہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو فرزند اپنے ماں باپ کا منہ اللہ کی دوستی کے لئے دیکھتا ہے، ایک حج مبرور (یعنی مقبول) اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور جب فرزند اپنے ماں باپ کے پاؤں پر بوسہ دیتا ہے تو حق تعالیٰ ہزار برس کی عبادت کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیتا ہے اور اس کو بخش دیتا ہے۔ (حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ)

ابوذویب الہذلی رحمہ اللہ کے بیٹے فوت ہوئے تو انہوں نے ایک ایسا مرثیہ پڑھا جس (کی مثال لانے) سے دنیا خاموش ہے۔ علماء اس سے حیران ہیں اور تاریخ نے اس کا استقبال کیا۔

اپنے سخت ترین برتن میں ٹھنڈک پیدا کیجئے تا کہ آپ اس سے پھول، گلاب اور چنبیلی نکالیں۔

وَعَسٰٓی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ

ہوسکتا ہے جس چیز کو آپ ناپسند کریں وہ آپ کے حق میں مفید ہو۔

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھادوں کہ جو مصیبت کے وقت پڑھا کرے؟

وہ کلمات یہ ہیں

اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا

اللہ تعالیٰ میرے رب ہیں میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

کچھ چیزیں دل پر تاریکی کے بادل چڑھا دیتی ہیں جب بندہ اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہے اور اپنا معاملہ اللہ کے حوالے کر دیتا ہے اور مخلوق میں سے کسی کو شریک کئے بغیر اپنے آپ کو اللہ کے سامنے ڈال دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بادل کو ختم کر دیتے ہیں لیکن اگر کوئی شخص غافل دل کے ساتھ ان جملوں کو کہے تو ہائے کچھ بھی نہیں۔ (ڈاکٹر عبداللہ القرنی)

◄ صحابہ کی زندگی تا قیامت امت کے لیے... مشعل راہ ہے

◄ عقل مند... جو دُنیا کو اس سے پہلے خود چھوڑ دے کہ... دُنیا اس کو چھوڑے

◄ شیطان کو زیر کرنے کا نسخہ... ذکر اللہ کی کثرت اور اتباع شریعت

◄ خندہ پیشانی سے ملنا... نیکی ہے (مفہوم حدیث)

◄ پروردگار عالم فیاض ہے... اور فیاضی کو پسند کرتا ہے (حدیث بیہقی)

◄ دل کی دھڑکن انسانی زندگی کی... اور اس کی اصلاح ایمانی زندگی کی علامت ہے

◄ رمضان کی حقیقی قدر یہی ہے کہ تمام گناہوں سے بچا جائے

◄ اپنی اصلاح کے لیے مرشد کامل کی صحبت... فرض عین ہے

◄ نفس و شیطان کے چنگل سے نکل جانے والا آزاد ہے... خواہ وہ جیل میں ہو

◄ اللہ والوں کی باتیں پڑھنا اور سننا... ان کی مجالس و صحبت کا بدل ہیں

◄ دوسروں کی راحت کا خیال رکھنا لازم اور ان کو تکلیف سے بچانا فرض ہے

◄ کیسا دروازہ ہے اے رب محمد تیرا... یہ تو دستک کے ارادہ ہی سے کھل جاتا ہے

◄ اہل علم کی مجالس میں بیٹھنے والا... باعزت ہوتا ہے

◄ اپنی نیکیاں اور دوسروں کی برائیاں... بھول جانا بہترین یادداشت ہے

◄ گناہوں کے ماحول میں... خود کو بچانا بھی جہاد ہے

◄ کوئی بات کھٹکے تو اپنے دل سے پوچھو... کہ وہ بہترین مفتی ہے

◄ سب سے بڑا وظیفہ گناہوں سے بچنا ہے... جو ولی اللہ بنا دیتا ہے

◄ دُنیا میں جنت یہی ہے کہ... میاں بیوی نیک ہوں اور ایک ہوں

◄ صلہ رحمی اچھی صفت ہے... جس کی اولین مستحق آپ کی اپنی اولاد ہے

◄ بچیوں کی دینی تربیت کیجئے... تاکہ وہ اپنے گھر کو خوشیوں کا گہوارہ بنا سکیں

- ہر نئے زمانے میں قرآن کی حقیقت آشکارا ہوتی رہے گی
- حدیث کے بغیر قرآن کا سمجھنا ناممکن ہے
- تقدیر پر ایمان رکھنا سب افکار و غموم کو دور کر دیتا ہے (حدیث)
- زیادہ بولنے سے بڑھ کر انسان کے لیے کوئی چیز بری نہیں
- مجلس میں بیٹھنا کا معزز طریقہ یہ ہے کہ قبلہ منہ ہو کر بیٹھا جائے
- جب تم کو اپنے اچھے عمل سے مسرت اور برے کام سے رنج ہو تو تم مومن ہو
- دُنیا... مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے
- رہو... بھائیوں کی طرح... معاملہ کرو... اجنبیوں کی طرح
- اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور طلب رزق میں اعتدال سے کام لو
- سفید کپڑے پہنو اس لیے کہ وہ زیادہ پاکیزہ اور اچھے ہوتے ہیں
- آنکھ کی قدر نابینا سے اور آزادی کی قدر کسی غلام سے پوچھو
- ماں کے پاس رہو کیونکہ جنت اس کے پاؤں تلے ہے
- اِخلاص کے بغیر بڑے سے بڑا عمل بھی بے کار ہے
- تقویٰ کے بعد مومن کے لیے کوئی چیز نیکی بیوی سے بہتر نہیں
- لوگوں کے ساتھ برا گمان کرنے سے بچو!

- اپنا حساب کرلو اس سے پہلے کہ تمہارا حساب کیا جائے
- زیادہ ہنسا مت کرو اس لیے کہ ہنسی کی کثرت دل کو مردہ کر دیتی ہے
- زندگی کا واحد مقصد...صرف تعلق مع اللہ ہے
- ایسی بات نہ کہو جس سے کل معذرت کی ضرورت ہو
- اوندھا لیٹنا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے (حدیث)
- نماز اور صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد مانگو
- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں
- جس شخص نے اپنے مال کی زکوٰۃ دی اس کے مال سے شر دفع ہو گیا
- اپنے کھانے میں حلال کا اہتمام کرو تمہاری دُعائیں قبول ہونے لگیں گی (حدیث)
- جو کام سب سے زیادہ سبب مغفرت ہوگا وہ کشادہ روئی اور شیریں زبانی ہے
- قرآن کا سب سے اہم ادب یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے
- کارخانہ قدرت میں فکر کرنا بھی عبادت ہے
- زبان کو بند رکھنے...گھر میں ٹھہرنے...اور گناہوں پر نادم ہونے میں نجات ہے
- مشکل ایسا عذر ہے جسے تاریخ کبھی تسلیم نہیں کرتی
- دُنیا دارالعمل ہے لہٰذا کسی چھوٹی نیکی کرنے میں بھی سستی نہ کیجئے
- تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیارِ حق ہیں اور ہمارے ایمان کا حصہ ہیں
- پاؤں پھسل جائیں تو پھسلنے دو مگر زبان نہ پھسلنے دو
- دوسروں کے مال کی طمع نہ کرنا بھی سخاوت ہے
- انسان کا سب سے بڑا دشمن اس کا غصہ ہے
- دُنیا دار دُنیا کے پیچھے دوڑ رہے ہیں...اور دُنیا اللہ والوں کے پیچھے
- سب سے بڑا خطا کار وہ ہے جو لوگوں کی خطائیں بیان کرتا پھرے

- تصورِ عرش پر ہے وقف سجدہ ہے جبیں میری... مرا اب پوچھنا کیا ہے فلک میراز میں میری
- کسی کا راز تلاش نہ کرو... معلوم ہو جائے... تو فاش نہ کرو (حدیث)
- بخشوا تا تھا میں جب رو کر خطا روتی تھی تو... پہلے سوتی تھی مگر ایسی نہیں سوتی تھی تو
- پرتو رحمت تھی میرے حق میں تیری زندگی... نور تھا تجھ سے ہوئی بے نور میری زندگی
- ہائے وہ کہنا تیرا دل مت دکھا بیٹا مرا... بعد میرے کوئی اتنا بھی نہیں ہو گا ترا
- اگر عافیت چاہتے ہو تو اپنے عیبوں کو دیکھو... تا کہ دوسروں کے دیکھنے کی فرصت نہ ملے
- اعمال کے ترازو میں... خوش خلقی سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں (حدیث)
- سادہ کا غذا... ہلکی ورزش... پاکیزہ خیالات... دواؤں سے چھٹکارا... صحت کے کمالات
- ناکامی کا خوف ہی ناکامی کی بنیاد ہے... مایوسی سب سے بڑی کمزوری ہے
- عبادت کر کے غرور کرنیوالے سے گناہ گار توبہ کرنے والا بہتر ہے
- خداتعالیٰ سے دل لگ جانے کی پہچان یہ ہے کہ دُنیا کی کسی چیز سے دل بستگی اور دلچسپی نہ ہو
- موت کو تکئے کے نیچے رکھ کر سوؤ... اور جب اٹھو... زندگی کی امید زیادہ مت رکھو
- معرفت کی بات یہ ہے کہ اپنے اندر ذرہ برابر عجب وغرور نہ پائے
- جب بات کہو حق کہو... خواہ غصے میں ہو یا خوشی میں
- گناہوں پر کثرت سے رونے سے چہرے کے حسن اور نور میں اضافہ ہوتا ہے
- اب باپ بن کر اولاد کی تربیت کا دور نہیں بلکہ دوست بن کر تربیت کرنے کا دور ہے
- طالب علم... مدرسہ میں داخل ہو... دخیل نہ ہو
- جس میں جتنی زیادہ شہوت ہوتی ہے (وہ اسکی مخالفت کے ذریعے) اتنا ہی بڑا متقی بن سکتا ہے
- اولاد کا ہونا نعمت... نہ ہونا رحمت ہے
- مخالفت... علامت ہے... مقبولیت کی

◄ جو اپنے باطن کی اصلاح کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو درست فرما دیتے ہیں
◄ تین چیزیں انسان کو اصل مقصد سے دور کرتی ہیں، غصہ... بد چلنی... طمع
◄ آخرت کے لیے جو عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دُنیا کی کفالت فرماتے ہیں
◄ تین چیزیں واپس نہیں آتیں، تیر کمان سے... بات زبان سے... جان جسم سے
◄ جو اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ سے درست کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کیساتھ درست فرما دیتے ہیں
◄ ایسے مال کا کوئی فائدہ نہیں جس میں سخاوت نہ ہو
◄ ایسی دُعا کا کوئی فائدہ نہیں جس میں اِخلاص نہ ہو (فرمان حضرت علی رضی اللہ عنہ)
◄ عیب دیکھنا بھی عیب ہے... عیب اپنا دیکھنا چاہئے... دوسرے کے محاسن
◄ جنت... والدہ کے قدموں کے نیچے ہے (حدیث)
◄ ایسی نماز کا کوئی فائدہ نہیں جس میں خشوع نہ ہو (حضرت علی رضی اللہ عنہ)
◄ تین چیزیں ہر انسان کی جدا ہیں، صورت... سیرت... قسمت
◄ تین چیزیں انسان کو ذلیل کرتی ہیں، چوری... چغلی... جھوٹ
◄ مسلمان بننے کے معنی یہ ہیں کہ قرآن کی روح اپنے اندر جذب کر لے
◄ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا
◄ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قیامت تک ہمارے لیے مشعل راہ ہیں
◄ نورِ نبوت کے لیے صحبت صالح نہایت ضروری ہے
◄ کم بولنا حکمت... کم کھانا صحت... کم سونا عبادت ہے
◄ بندگی کے معنی... اپنی رضا و ارادہ کو فنا کر دیا جائے
◄ دُنیا و آخرت کی کامیابی اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے میں ہے
◄ سیرت کے عجائبات کبھی ختم ہونے والے نہیں

- انمول ہے وہ عورت جسے کسی نامحرم نے نہیں دیکھا
- وہ نابینا نہیں جس کے ہاتھ میں... کسی بینا کا دامن ہو
- گناہوں سے بچنا عبادت سے زیادہ ضروری ہے
- ہر سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہے
- قرآن... جسم اور روح... دونوں کے لیے شفاء ہے
- یقین سے کلام کی تاثیر میں اضافہ مجرب ہے
- خدا سے مانگ جو کچھ مانگنا ہو اے اکبر... یہی وہ در ہے جہاں آبرو نہیں جاتی
- جو نظر آتے ہیں وہ نہیں اپنے... جو ہے اپنا وہ نظر نہیں آتا
- ہر وقت اس کی فکر رہنی چاہئے کہ میرا تعلق اللہ تعالیٰ سے کیسا ہے
- پریشانی کا حل... اللہ تعالیٰ کے حاکم اور حکیم ہونے کا مراقبہ
- گانا... زنا کا منتر ہے
- دل دیا ہے اس نے تخم عشق بونے کیلئے... آنکھ دی ہے اس نے ساری عمر رونے کیلئے
- ساری مخلوق... اللہ کا کنبہ ہے (مفہوم حدیث)
- اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے محبت... ماں کی محبت سے ستر گنا زیادہ ہے
- علوم نبوت... کتابوں سے... نور نبوت... صحبت صالح سے حاصل ہوتا ہے
- بتایا جو گُر حضرت نے استحضار و ہمت کا... عجب نسخہ اکسیر ہے اصلاح امت کا
- نفس وشیطان کی چالوں سے بچ جانا عقلمندی ہے
- جھوٹی باتوں کو پھیلانا... منافقانہ خصلت ہے
- رشتے اعتبار سے ہی استوار رہتے ہیں
- اعمال کے وزن میں خیرات سے اضافہ کرو (حضرت علی رضی اللہ عنہ)
- پچھتانا نہیں پڑے گا... اگر آپ ہر کام سے پہلے استخارہ کا معمول بنالیں

- صابر وشاکر کے لیے مصیبت ...رفع درجات کا سبب ہے
- قرآن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا علمی معجزہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوسکتا
- قرآن اللہ کی رسی ہے جو آسمان سے زمین کی طرف لٹکائی گئی (حدیث)
- استاد کی مار والد کی شفقت سے بہتر ہے
- بیمار روح کا علاج اللہ والوں کی صحبت ہے
- ایمانداری...کامیاب تجارت کا بنیادی اصول ہے
- فکر آخرت سے تمام حقوق کی ادائیگی ...آسان ہو جاتی ہے
- انسان اچھے کپڑوں کا نہیں اچھے کردار کا نام ہے
- نہ پوچھ ان گدڑی پوشوں سے ارادت ہو تو دیکھ ان کو... ید بیضاء لیے بیٹھے ہیں آستینوں میں
- اگر محنت و توجہ ہو تو گھر بیٹھے اللہ کے قرب کا اعلیٰ مقام حاصل کیا جا سکتا ہے
- ہر کامیاب مرد کی زندگی میں عورت کا روشن کردار کارفرما ہوتا ہے
- اگر تم کسی معاملہ میں اختلاف کرنے لگو تو اس کو اللہ اور رسول کے حوالے کر دیا کرو (القرآن)
- عورت جس دن ٹیڑھی چلے تو خوش رہو کہ فطرت کے مطابق چل رہی ہے
- الدین کلہ ادب... دین سارا ادب ہی ہے
- عقلمندی یہ ہے کہ نعمت کی موجودگی میں ہی اس کی قدر کر لی جائے
- تجوید کے ضروری قواعد کے مطابق تلاوت کے مطابق تلاوت کرنا قرآن کریم کا حق ہے
- ہر شخص کو چاہئے کہ علوم نبوت سے اپنے دل کو منور کرے
- تا قیامت مسلمانوں کی گردنوں پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احسانات ہیں
- نماز کے مسائل سیکھئے ...اور اپنی نمازیں سنت کے مطابق ادا کیجئے
- میرے نزدیک اس دور میں اہل اللہ کی صحبت فرض عین ہے (حکیم الامت رحمہ اللہ)
- بہر غفلت یہ تیری ہستی نہیں ...دیکھ! جنت اس قدر سستی نہیں

- کیا آپ نے نماز جیسی اہم عبادت جو پانچ وقت فرض ہے باقاعدہ سیکھ لی ہے؟ ورنہ فکر کیجئے
- کامل مومن وہی ہے جس کا اَخلاق اچھا ہے (حدیث)
- پہلے علم پھر عمل پھر اِخلاص اور پھر عمل قلبی آتا ہے (شیخ جیلانی رحمہ اللہ)
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات لفظ ختم نبوت میں منحصر ہیں
- اگر کسی پر بے جا غصہ نہیں کرو گے تو اللہ کے غصہ سے بچے رہو گے
- ایمان دو نصف ہیں... نصف صبر اور نصف شکر ہے (حدیث)
- عقلمند اپنے کو پست کر کے بلندی اور نادان اپنے کو بڑھا کر ذلت اٹھاتا ہے (حضرت علی رضی اللہ عنہ)
- ادب بہترین کمالات اور خیرات افضل ترین عبادات سے ہے (حضرت علی رضی اللہ عنہ)
- دُنیا میں سچے لوگ ہمیشہ رہیں گے (سچی طلب چاہئے)
- اصل زندگی وہی ہے جو یادِ حق میں گذرے اور جو اس کے علاوہ ہے وہ بمنزلہ موت ہے
- مسجد سے کوڑا کباڑ نکالنا بڑی آنکھوں والی حوروں کا مہر ہے (حدیث)
- حدیث: نیک گمان کرنا عبادت میں داخل ہے (ابوداؤد)
- حدیث: سب سے بڑا گناہ خدا تعالیٰ کی نسبت بدگمانی کرنا ہے (مسند الفردوس دیلمی)
- سخی آدمی کا کھانا دوا اور بخیل کا کھانا بیماری ہے (حدیث)
- وعدہ ایک طرح کا فرض ہے کم بختی ہے اسکی جو وعدہ کر کے اس کیخلاف کرے (حدیث)
- جو کچھ مجھ کو حاصل ہوا وہ سب نماز تہجد کی برکت سے حاصل ہوا (سید احمد شہید رحمہ اللہ)
- اللہ تعالیٰ کے نزدیک دُعا سے بڑھ کر کوئی چیز قدر کی نہیں (حدیث)
- علم دل کے لیے باعث زندگی ہے (حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ)
- حقیقی علم ایک نور ہے جو اللہ انسان کے قلب میں ڈال دیتا ہے (امام مالک)
- ایسی نعمت کسی کو بھی نہیں ملی جو صبر سے بہتر اور بڑی ہے (حدیث)

◄ گناہوں پر ندامت ان کو مٹانا، اور نیکیوں پر مغرور ہونا ان کو برباد کرنا ہے

◄ ہم ایسی قوم ہیں اللہ نے ہمیں اسلام سے عزت دی ہے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ)

◄ سب سے بڑا عمل... دُعا سب سے بڑا وظیفہ... گناہ کا چھوڑنا

◄ معافی... نہایت ہی اچھا انتقام ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ

◄ علم بے عمل ایک آزار (تکلیف دہ) ہے اور عمل بغیر اِخلاص کے بے کار ہے

◄ مسلمان اور مومن میں فرق... مسلمان اللہ کو مانتا ہے اور مومن اللہ کی مانتا ہے

◄ عقل مند اگر خاموش رہے تو فکر کرتا ہے اور جب دیکھتا ہے تو عبرت حاصل کرتا ہے

◄ خاموش اے دل! بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا... ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

◄ حتی المقدور ہر ایک سے نیکی کرو خواہ وہ نیک ہو یا بد (حدیث)

◄ بوڑھے مسلمان کی تعظیم کرنا اللہ کی تعظیم میں داخل ہے (حدیث)

◄ جو میانہ روی اختیار کرتا ہے وہ مفلس نہیں ہوتا (حدیث)

◄ پرہیز علاج سے بہتر ہے قول حکماء

◄ ہماری تمام پریشانیوں کا حل قرآن کریم پڑھنا اور اس پر عمل کرنا ہے

◄ سالگرہ... سال گرا... یہ بجائے خوشی کے افسوس کی بات ہے کہ زندگی کا ایک سال کم ہو گیا

◄ عملیات کے چکر میں نہ پڑنا (وصیت حضرت لاہوری)

◄ ہر نماز کو زندگی کی آخری نماز سمجھ کر پڑھیے

◄ اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے کے لیے اتباع سنت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں

◄ صحابی کے نام کیساتھ رضی اللہ عنہ اور فوت شدہ شخصیت کے ساتھ رحمہ اللہ ضرور پڑھیے

◄ کسی سے بدلہ لینے میں جلدی اور نیکی کرنے میں دیر نہ کرو

◄ ہر ایک شخص سے اس کی فہم کے مطابق معاملہ کرنا چاہیے

- سلامتی تنہائی میں ہے (حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ)
- جو شخص کسی مسلمان کو دکھ دیتا ہے اس کی عبادت قبول نہیں ہوتی (ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ)
- اللہ تعالیٰ کا ذکر تمام گناہوں کو غرق کر دیتا ہے (یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ)
- معرفت کے تین رکن ہیں، ہیبت... حیاء... امن (شیخ ابن عطاء رحمہ اللہ)
- سب سے ضروری چیز عقائد کا درست کرنا ہے (حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ)
- انسان کے لیے بری صحبت سے بڑھ کر اور کوئی بری چیز نہیں
- اصل چیز بیعت نہیں... اصلاح نفس ہے
- میراث میں پائی مسند ارشاد... زاغوں کے تصرف میں عقابوں کی نشیمن (اقبال)
- آپس میں تحفہ ایک دوسرے کو لیا دیا کرو کہ تحفہ دل کی کدورت کو دور کرتا ہے
- تبلیغ دین کی نیت سے انگریزی پڑھیئے لیکن انگریز نہ بنئے
- مخلوق کی محبت ان کی خیر خواہی کرنا ہے
- جس پر نصیحت اثر نہ کرے وہ جانے کہ میرا دل ایمان سے خالی ہے
- محتاج کو مہلت دینے میں کوئی احسان نہیں بلکہ عدل وانصاف ہے (امام غزالی رحمہ اللہ)
- اوروں پر ہر دم نیک گمان رکھ اور اپنے نفس پر بدظن رہ (شیخ جیلانی رحمہ اللہ)
- حق بات حق طریقے اور اچھی نیت سے کہی جائے تو کبھی جھگڑے کا سبب نہیں بنتی
- یہ سب سے بڑی حماقت ہے کام دوزخ کے کرو اور طمع بہشت کی رکھو (حضرت یحییٰ معاذ رحمہ اللہ)
- بلا اور مصیبتوں پر صابر رہنا صدیقوں کا درجہ ہے (امام غزالی رحمہ اللہ)
- معاملات میں بدگمانی کی گنجائش ہے... تجارت میں برکت کا نسخہ نقد لو نقد دو
- بیشک دُنیا تمہارے لیے پیدا کی گئی ہے اور تم آخرت کیلئے پیدا کیے گئے (اقوال زریں)
- دُنیا میں سب سے بڑا تحفہ... کسی کو نیک دُعا دینا ہے
- مومن کو نیند کرنا زیبا نہیں جب تک کہ اپنا وصیت نامہ اپنے سرہانے نہ رکھ لے

- بھوک سے پہلے کھانا مکروہ بھی ہے اور مذموم بھی
- محتاجوں سے مہنگا مال خریدنا احسان میں ہے اور صدقہ سے بہتر ہے (امام غزالی رحمہ اللہ)
- اپنی آرزوؤں کو دل ہی میں مار ڈالو اور دلوں کو ان میں نہ مرنے دو (حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ)
- مخلوق سے ایسا معاملہ کرو جو ان سے اپنے حق میں پسند کرتے ہو
- اپنی زندگی میں اپنے نفس کو مردہ بنالو تاکہ موت کے بعد مُردوں میں تم زندہ نظر آؤ
- دینی کتب بہترین رفیق اور نیک صحبت کا بدل ہیں
- تلاوت قرآن کرنا ایسا ہے گویا کہ تم اللہ تعالیٰ سے باتیں کررہے ہو
- حادثات دُنیا کی تلخی کڑوی دوا کی مثل ہے (حضرت یحییٰ برمکی رحمہ اللہ)
- دُنیا کی مصیبتیں بظاہر زخم ہیں مگر درحقیقت ترقیوں کا سبب ہیں (حضرت یحییٰ برمکی رحمہ اللہ)
- پوری دل کی توجہ سے حق تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو اور متعلقین کا غم حق تعالیٰ کے سپرد کردیا
- جس مال میں زکوٰۃ ملی ہوئی رہی وہ اس کو برباد کردیتی ہے (بزار)
- قناعت ایسی دولت ہے جو کبھی تمام نہیں ہوتی (حدیث)
- گناہ سے توبہ کرنیوالا ایسا ہے جیسے اس کا کوئی گناہ ہی نہ تھا (بیہقی)
- حق بات کہنے سے زیادہ کوئی صدقہ نہیں ہے (بیہقی)
- ہر شب شب قدر است گر قدر بدانی... یعنی ہر رات شب قدر ہے اگر تو اس کی قدر کرلے
- کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں (مفہوم حدیث)
- گھڑی بھر غور و فکر کرنا ساٹھ برس عبادت کرنے سے بہتر ہے (مفہوم حدیث)
- سب سے بڑا گناہ خدا کی نسبت بدگمانی کرنا ہے (مفہوم حدیث)
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں لوگوں کی دلجوئی کیلئے بھیجا گیا ہوں

◄ حلال روزی کا تلاش کرنا بھی جہاد ہے (مفہوم حدیث)

◄ اس میں شک نہیں کہ میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں اور ظرافت کی باتیں کرتا ہوں

◄ دُنیا میں جنت یہ ہے کہ میاں بیوی دونوں نیک ہوں اور ایک ہوں (علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ)

◄ عورت پر سب سے بڑا حق اسکے شوہر کا ہے اور مرد پر سب سے بڑا حق اس کی ماں کا ہے

◄ اولاد کی دینی تعلیم و تربیت ہی سے والدین کے حقوق کا علم ہو سکتا ہے

◄ مسلمانو! تم سے اچھے وہ لوگ ہیں جو قرض لے کر اس کو اچھی طرح سے ادا کرتے ہیں

◄ معتکف کو ہر فرض نماز پر سینتیس لاکھ اسی ہزار فرض پڑھنے کا ثواب ملتا ہے

◄ معتکف کو قیامت کے دن عرش الٰہی میں جگہ ملنے کی امید ہے (تحفہ رمضان)

◄ پریشانیوں سے بچنے کے لیے سب سے بڑا وظیفہ... گناہوں کو چھوڑنا ہے

◄ انسان کے اکثر گناہ زبان سے تعلق رکھتے ہیں (طبرانی)

◄ جوانی کے دھوکہ میں نہ آ... کیونکہ بوڑھا ہونے سے پہلے کئی جوان گزر چکے ہیں

◄ بت پرستی دین احمد میں کہیں آئی نہیں... اس لیے تصویر جاناں ہم نے کھنچوائی نہیں

◄ علم نر ہے اور عمل مادہ... دین و دُنیا کے کام ان کے ملنے سے ہیں

◄ اول عمر میں جو وقت ضائع کیا ہے... آخر عمر میں اس کا تدارک کر... کہ تیرا انجام بخیر ہو

◄ نیک عمل کا ثواب اس کی مشقت کے اندازے پر ملتا ہے (حضرت علی رضی اللہ عنہ)

◄ بڑا خطا کار وہ ہے جس کو لوگوں کی برائیوں کا ذکر کرنے کی فراغت ملی ہو (حضرۃ عثمان رضی اللہ عنہ)

◄ اے ابن آدم اللہ سے اتنا تو شرما جتنا تو اپنے دیندار پڑوسی سے شرماتا ہے (شیخ جیلانی رحمہ اللہ)

◄ توبہ کرنا آسان ہے اور گناہ چھوڑنا مشکل ہے (حضرت جعفر رحمہ اللہ)

◄ حج زندگی میں ایک بار فرض ہے اس لیے اسے اچھی طرح سیکھ کر ادا کیجئے

◄ ادب کی حقیقت دوسرے کو راحت پہنچانا ہے نہ کہ تکلفات میں مبتلا ہونا

◄ اللہ والوں کی باتوں میں نور ہوتا ہے' جس سے دل کی دُنیا بدل جاتی ہے
◄ رمضان کے بعد یہ دُعا کرتے رہنا چاہیے یا اللہ برکاتِ رمضان ہم سے ضائع نہ ہوں
◄ سچ ہے کہ اللہ والے جو بات کہہ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل سے پورا فرما دیتے ہیں
◄ لوگ عافیت اور سکون چاہتے ہیں لیکن معمولی باتوں میں الجھ کر اس سے محروم رہتے ہیں
◄ معافی کی عادت بنائیں انگریزی قانون سے کبھی انصاف اور سکون نہیں مل سکتا
◄ جب بھی کوئی پریشانی ہو تو دو رکعت نماز پڑھ کر دُعا کرنا طریقہ نبوی ہے
◄ تجارت میں برکت اور سکون کا بہترین نسخہ... نقد دو... نقد لو ادھار سے پرہیز
◄ اگر عافیت چاہتے ہو تو کسی ایک صحیح اللہ والے کا دامن پکڑ لو
◄ اپنے آپ کو اللہ کی محبت کا نشہ لگاؤ یہ اہل محبت سے ملے گا... پھر دُنیا میں جنت کا مزہ دیکھو
◄ نفس کو کسی چیز کا چسکہ چاہیئے اس کو نیک اعمال کا عادی بناؤ تو اسے انہی میں مزہ آنے لگے گا
◄ عورت کیلئے حیاء سب سے بڑی دولت ہے
◄ جھوٹ بولنا اس لیے حرام ہے کہ دل میں اثر کرتا ہے اور دل کی شکل کو ٹیڑھا اور سیاہ کر دیتا ہے
◄ دینی ذوق پیدا کرنے کے لیے سچے اہل اللہ کی محبت اکسیر ہے
◄ توبہ کرنے پر نامہ اعمال سے گناہ مٹ جاتے ہیں اور دل کی سیاہی دور ہوتی ہے
◄ عبادات کا قبلہ بیت اللہ ہے' اور اعمال کا قبلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
◄ دولت کے بھوکے کو کبھی حقیقی راحت حاصل نہیں ہو سکتی
◄ دل کو بدگمانی سے محفوظ رکھنا اور زبان کو بدگوئی سے محفوظ رکھنا عبادت ہے
زندہ قومیں انفرادی مفاد کی بجائے قومی و ملکی مفاد کو ترجیح دیتی ہیں
◄ عورت کی سعادت مندی یہ ہے کہ نہ وہ نامحرم کو دیکھے نہ اسے کوئی نامحرم دیکھے
◄ بظاہر کچھ بھی سامان راحت نہ ہو لیکن دل میں سکون ہو یہ بھی برکت ہے

◄ سب سے بڑی دولت زبان ذاکر...دل شاکر اور زن (عورت) فرمانبردار (امام غزالی رحمہ اللہ)
◄ علاج سنت ہے پرہیز کرنا فرض ہے (ارشاد مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ)
◄ بیٹی سے حسن سلوک...بہترین صدقہ ہے
◄ جاننا چاہئے کہ مقصود حق تعالیٰ ہے اور پیر حق تعالیٰ کی جناب تک پہنچنے کا وسیلہ ہے (حضرت مجدد رحمہ اللہ)
◄ دُنیادار دُنیا کے پیچھے...اور دُنیا اللہ والوں کے پیچھے دوڑ رہی ہے
◄ صوفی وہ ہے جس کا دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ صاف ہو
◄ وہ رزق کی فراخی جس پر شکر نہ ہو اور معاش کی تنگی جس پر صبر نہ ہو فتنہ ہے
◄ جس نے دُنیا کی حقیقت کو جس قدر پہچانا اسی قدر اس سے بے رغبت ہوا
◄ لوگوں کے سامنے کسی کو نصیحت کرنا ایک طرح کی ملامت ہے
◄ کامیابی کا فارمولا...نیک مقصد...اِخلاص...شائستگی اور تسلسل
◄ ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ...ملنے والوں سے راہ پیدا کر
◄ دین کا مدار عقل پر نہیں محبت اور اعتقاد پر ہے
◄ مصیبتوں سے بچنے کا سب سے بڑا وظیفہ گناہ کو چھوڑنا اور اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق صحیح کرنا ہے
◄ سب سے موثر وعظ یہ ہے کہ انسان قبرستان دیکھ کر اس سے عبرت حاصل کرے
◄ پرانے گناہوں کو نئی نیکیوں سے مٹاؤ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)
◄ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل محبت یہی ہے کہ آپ کا اتباع کیا جائے
◄ نماز دن میں پانچ مرتبہ فرض عین ہے اس لیے دیکھا دیکھی نہیں بلکہ باقاعدہ سیکھئے
◄ اپنے مالوں کو شریک خدا نہ سمجھو کہ ان پر بھروسہ کر کے بیٹھ جاؤ (شیخ جیلانی رحمہ اللہ)
◄ جو کام حضور علیہ السلام کے حکم کیخلاف ہو اگرچہ بشکل عبادت ہو گناہ ہے (امام غزالی رحمہ اللہ)
◄ گناہوں سے بچنے کے لیے باطنی تقویٰ ضروری ہے (امام غزالی رحمہ اللہ)

◄ جس کا دل حب دُنیا سے خالی ہو گا محبت الٰہی سے پُر نور ہو گا (حضرت سلطان باھو رحمہ اللہ)
◄ اعمال میں وزنی چیز اچھے اَخلاق ہیں (مفہوم حدیث)
◄ علم نیک لوگوں کو دیا جاتا ہے بد بخت لوگ اس سے محروم رکھے جاتے ہیں (یحییٰ برمکی رحمہ اللہ)
◄ دُنیا.. تمام تر آفات ومصائب کا مجموعہ ہے اس لیے صبر اختیار کرو (شیخ جیلانی رحمہ اللہ)
◄ دین کے طالب علمو! اپنی قدر پہچانو! (حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ)
◄ جس شخص کی زباں اس پر حکمران ہو تو وہی اسکی ہلاکت کا فیصلہ کرتی ہے (علی رضی اللہ عنہ)
◄ عورت کی آواز بھی عورت ہی ہے یعنی آواز کا بھی پردہ ہے
◄ جو کام سب سے زیادہ سبب مغفرت ہو گا وہ کشادہ روئی اور شیریں زبان ہے (حدیث)
◄ بندوں کے حقوق اللہ کے حقوق سے مقدم ہیں اس لیے اللہ بے نیاز اور بندے محتاج ہیں
◄ عقل مند وہ ہے جو اللہ کی خوشنودی حاصل کرے (حضرت شفیق بلخی رحمہ اللہ)
◄ رضائے حق کے خواہش مند... مخلوق کی اذیت پر صبر کر (شیخ جیلانی رحمہ اللہ)
◄ خالی تمنا حماقت کا جنگل ہے جس میں احمق مارا مارا پھرتا ہے (شیخ جیلانی رحمہ اللہ)
◄ حقیر سے حقیر پیشہ اختیار کرنا ہاتھ پھیلانے سے ہزار درجہ بہتر ہے (عثمان رضی اللہ عنہ)
◄ اللہ تعالیٰ نے ہر مرض کی دوا نازل فرمائی (مفہوم حدیث)
◄ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت اپنے ساتھ سمجھنا افضل ترین عبادت ہے (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ)
◄ جیسا تم اللہ کو کل کیلئے چاہتے ہو تم آج اس کیلئے ویسے ہی بن جاؤ (بایزید بسطامی رحمہ اللہ)
◄ جو شخص اپنے نفس کا معلم نہیں وہ دوسروں کا معلم کس طرح ہو گا (شیخ جیلانی رحمہ اللہ)
◄ جوانی کے دھوکہ میں نہ آ... کیونکہ بوڑھا ہونے سے پہلے کئی جوان گزر چکے ہیں (عرب حکماء)
◄ ایمان خدائی نور ہے جو صرف اس کے فضل سے حاصل ہوتا ہے
◄ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیار حق ہیں اور جو چیز معیار ہوتی ہے وہ ہر تنقید سے بالاتر ہوتی ہے

- افضل ترین صدقہ اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا ہے (مفہوم حدیث)
- نفس پر شریعت کی پابندی سے زیادہ کوئی چیز دشوار نہیں ہے (حضرت یحییٰ برمکی رحمہ اللہ)
- جب تم امیدیں باندھتے جا پہنچو تو موت کی ناگہانی آمد کو یاد کرو (علی رضی اللہ عنہ)
- جو شخص میانہ روی اختیار کرتا ہے وہ مفلس نہیں ہوتا
- بخل اور ایمان ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے
- ایسے فائدہ سے درگزر کر جو دوسروں کے نقصان کا باعث ہو (خلیفہ مامون الرشید)
- ہمارے اَسلاف نے الفاظ سے زیادہ کردار سے اسلام کی تبلیغ کی ہے
- نیک بخت وہ ہے جو دوسروں کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرے
- مجھے عافیت تنہائی میں اور سلامتی خاموشی میں نصیب ہوئی (ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ)
- تمام عبادات نماز کے لیے وسیلہ اور نماز مقصد اصلی ہے (حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ)
- خلوص یہ ہے کہ ہر وقت ہر حال میں صرف اللہ پر نظر رہے (شیخ جیلانی رحمہ اللہ)
- حق تعالیٰ کا ذکر تمام گناہوں کو غرق کر دیتا ہے (حضرت یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ)
- نماز میں اگر الفاظ اور معانی کی طرف توجہ رہے تو وساوس بند ہو جاتے ہیں (ابوالحسن رحمہ اللہ)
- دُنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے (حدیث شریف)
- متکبر شخص معرفت حق کی بو نہ سونگھ سکے گا (حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ)
- حلال کی روزی سے جو نور دل میں پیدا ہوتا ہے وہ کسی اور شے سے نہیں ہو سکتا (امام غزالی رحمہ اللہ)
- دُنیا کا بہترین نفع نیک عورت ہے
- اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو عورتوں کے حقوق کا محافظ ہے
- تم میں بہترین وہ ہے جو اپنے اہل خانہ سے اچھا برتاؤ کرے (مفہوم حدیث)
- خاوند کی بداَخلاقی پر صبر کرنیوالی عورت کو آسیہ (زوجہ فرعون) کے برابر اجر و ثواب ملے گا

- آپس میں سلام کا رواج عام کرو... محبت بڑھے گی
- تم میرے پاس حسب ونسب لے کر نہ آؤ بلکہ نیک اعمال لے کر آؤ
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کا حق ہے کہ بکثرت درود شریف پڑھا جائے
- اپنے کاموں کی تکمیل میں رازداری کی مدد لو
- مومن مسجد میں ایسے ہے جیسے مچھلی پانی میں
- نعمت اسلام کی حقیقی قدر یہ ہے کہ دل وجان سے اس کی تعلیمات کو اپنایا جائے
- غیر اسلامی تہذیب کی طرف مائل ہونا نعمت اسلام کی ناقدری ہے
- مسنون دُعاؤں کی عادت بنایئے اور خود کو اللہ کی حفاظت میں لایئے
- اپنے تمام ضروری معاملات کو لکھ کر رکھنا موت کی تیاری کا حصہ ہے
- اسلام نے عورت کو پردہ کے ذریعے عزت دی ہے اب وہ چاہے تو اس عزت کو قبول کرے یا
- عورت کی بہترین خوبی یہ ہے کہ وہ غیر مرد کو نہ دیکھے اور غیر مرد اسے نہ دیکھیں
- تواضع اور ایثار سے تمام جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں (حکیم الامت رحمہ اللہ)
- مجھے کوئی ایسا شخص دکھایا جائے جس نے ٹی وی کے ذریعے اپنی اصلاح کی ہو (مفتی عبدالقادر رحمہ اللہ)
- ٹی وی کے نقصانات کا جائزہ لیجئے اور پھر خود فیصلہ کیجئے کہ یہ آپ کیلئے کس قدر مہلک ہے
- جب تم میں حیا نہ رہے تو جو چاہو کرو
- عورت کے لیے ایمان کے بعد بڑی دولت عفت وعصمت ہے
- فلسفی کہتا ہے کیا پرواہ ہے گر مذہب گیا... میں یہ کہتا ہوں بھائی یہ گیا تو سب گیا (اکبر رحمہ اللہ)
- سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جس میں زیادہ آسانی ہو (یعنی تکلفات نہ کیے جائیں)
- اصل بندگی یہ ہے کہ ہر حال میں اللہ کا محتاج رہا جائے (شیخ ابوالفضل سرخسی)
- چھوٹوں کے لیے بڑوں کی صحبت اللہ کی توفیق میں سے ایک توفیق ہے (ابوعبداللہ دینوری)

- مدارس دین کی حفاظت کے قلعے ہیں جن کی محبت ایمان کی علامت ہے
- دُعا کی قبولیت کے لیے قابلیت شرط نہیں اس لیے ہر شخص ہر وقت دُعا گو رہے
- ترک اب ساری فضولیات کر... یوں نہ ضائع اپنے تو اوقات کر
- یہ تیری غفلت ہے بے عقلی بڑی... مسکراتی ہے قضا سر پر کھڑی
- چندروزہ ہے یہ دُنیا کی بہار... دل لگا اس سے نہ غافل زینہار
- میت کے ساتھ حقیقی خیر خواہی یہی ہے کہ اس کے ذمہ فرائض کو ادا کیا جائے
- دُنیا کے چند پیسوں کی خاطر دوسروں کا حق مارنا خود پر ظلم ہے
- باپردہ عورتیں اکثر جسمانی روحانی امراض سے محفوظ رہتی ہیں
- عمر اپنی یوں نہ غفلت میں گزار... ہوشیار اے محوِ غفلت ہوشیار
- دفعتہً سر پر جو آ پہنچے اجل... پھر کہاں تو اور کہاں دار العمل
- خلوص یہ ہے کہ ہر وقت ہر حال میں اللہ پر نظر رہے
- وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا... کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا
- جھگڑے دین مونڈنے والے ہیں
- عافیت سے بڑھ کر اللہ سے مانگی جانیوالی کوئی چیز نہیں
- اپنے اِخلاص پر نظر ہونا اِخلاص کے نامکمل ہونے کی علامت ہے (حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ)
- ایمان کے بعد عورت کے لیے حیا سے زیادہ قیمتی چیز کوئی نہیں
- اسلام ہی عورت کی عفت کا محافظ اور نگہبان ہے
- نیک بیوی دُنیا کی عظیم ترین دولت ہے
- شریعت میں سب سے آسان کام نکاح کرنا ہے
- سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جو کم خرچ ہو

- محاسبہ کی عادت بنائیے...اس سے پہلے کہ آپ کا محاسبہ کیا جائے
- حقیقی عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم...دعویٰ نہیں بلکہ کامل اتباع کا نام ہے
- توبہ میں دیر نہ کریں کسی لمحہ بھی رحمت خداوندی سے مایوسی نہ ہونی چاہیے
- تمام پریشانیوں کا حل...اللہ تعالیٰ سے صحیح تعلق پیدا ہو جائے
- محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ایمان نامکمل ہے جو قابل قبول نہیں
- خود کو کسی اللہ والے کے سپرد کر دینا...اصلاح کے لیے اکسیر ہے
- صحابہ کرام سے بڑھ کر کوئی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مظاہرہ نہیں کر سکتا
- عاملوں کے بجائے...مناسب دوا کے ساتھ دُعا اور قرآنی علاج
- حق محبت یہی ہے کہ ہر وقت محبوب کے مبارک اعمال کا ذکر کیا جائے
- سنت کے مطابق معمولی عمل ہزاروں نوافل پر بھاری ہے (مجدد الف ثانی رحمہ اللہ)
- اللہ کا محبوب بننے کا آسان طریقہ ہر عمل سنت کے مطابق ادا کیا جائے
- سنت کا نور بدُعات کے اندھیروں کو ختم کر دیتا ہے
- حقیقی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم...اپنے عمل سے محبت کا اظہار کرتا ہے
- محبت کا حق یہی ہے کہ ہمہ وقت محبوب کی ناراضگی سے بچا جائے
- جس قدر سنت کی پیروی ہو گی...اتنی ہی گمراہی سے حفاظت رہے گی
- اسلامی احکام کی توہین اور مزاح سے...ایمان جاتے رہنے کا اندیشہ ہے
- صدقہ سے بیماری ٹلتی ہے... پرہیز فرض ہے...علاج سنت ہے
- توجہ...دُنیاوی چیزوں میں ترقی...لیکن اسلامی تعلیمات سے دوری کیوں؟
- زندگی کا ہر لمحہ نہایت قیمتی ہے...جس کا صحیح اندازہ آخرت میں ہو گا
- جنت...ماں کے قدموں تلے ہے...لہٰذا ماں کو راضی کرنے کی فکر کرو

- دورانِ علم...تقویٰ پیدا ہو رہا ہے تو سمجھو...تمہارا سفر...جانب منزل ہے
- ماں کی خدمت اور والد کی تعظیم زیادہ کرو
- مسلمان کی ترقی ایمان اور اعمال صالحہ سے وابستہ ہے
- حقیقی ترقی وہی ہے جو دُنیا و آخرت دونوں میں کامیابی سے ہمکنار کرے
- اگر لباس ستر کو چھپانے کا کام نہیں کر رہا تو کیا یہ لباس ہے؟
- شریعت میں سب سے آسان عمل...نکاح ہے جس کو خود مشکل بنا لیا گیا ہے
- اذان سن کر اس کا مسنون جواب دینے والے کے لیے جنت کی بشارت ہے
- علماء سے بدگمان ہونے سے بچو کہ وہ بھی تمہاری طرح کے انسان ہیں
- علماء کے حق میں دُعا کرو...عالم بے عمل بھی قابل احترام ہے
- اَسلاف اور علماء سے کنارہ کشی...تمام گمراہیوں کی بنیاد ہے
- اعمال کی قبولیت...عقائد کی درستگی پر ہے...لہٰذا اپنے عقائد کا جائزہ لیجئے
- ہر وقت خود کو گناہگار...دُنیا دار...کہنے سے بزرگوں نے منع فرمایا ہے
- زندگی کا بھروسہ نہیں...اس لیے اعمال خیر میں' تاخیر نہ کیجئے
- اللہ تعالیٰ سے قوی تعلق ہی دُنیا و آخرت میں کامیابی کا واحد حل ہے
- جو شخص خواہ مخواہ اپنے آپ کو محتاج بناتا ہے وہ محتاج ہی رہتا ہے
- عادت پر غالب آنا کمال کی فضیلت ہے (حضرت علی رضی اللہ عنہ)
- موت سے بڑھ کر کوئی سچی اور امید سے بڑھ کر کوئی جھوٹی چیز نہیں
- اسلام کے تین بنیادی عقائد...وحدانیت...رسالت...آخرت
- اہل اللہ امت کے معالج ہیں جن کے تجویز فرمودہ اصلاحی نسخے...نہایت مجرب ہیں
- جب زبان اصلاح پذیر ہو جاتی ہے تو دل بھی صالح ہو جاتا ہے
- اَسلاف کے متواتر طریقہ سے ہٹ کر قرآن پر ریسرچ تو کی جاسکتی ہے لیکن ہدایت نہیں مل سکتی

◄ اسلامی تعلیمات سراپا رحمت ہی رحمت ہیں اور سکون بھی اسی میں ہے
◄ اے اللہ ہمیں یہود و نصاریٰ کی تہذیب سے محفوظ فرما آمین
◄ عقل مند ہمیشہ غم و فکر میں مبتلا رہتا ہے (حضرت علی رضی اللہ عنہ)
◄ مخلوق کی محبت ان کی خیر خواہی کرنا ہے...ادب کی حقیقت راحت رسانی ہے
◄ وحی کی روشنی کے بغیر... عقل انسان کو گمراہ کرتی رہے گی
◄ مغربی طرز معاشرت دُنیا میں خدائی عذاب ہے جس کے چھٹکارہ سے عقل عاجز ہے
◄ ہدایت کے لیے عقل کافی ہوتی تو انبیاء علیہم السلام کی بعثت نہ ہوتی
◄ وہ مصیبت جس میں ثواب کی امید ہو اس نعمت سے اچھی ہے جس کا شکر ادا نہ ہو
◄ آپس میں سلام کا رواج عام کرو محبت بڑھے گی
◄ اللہ تعالیٰ کی محبت یہ ہے کہ دُنیا و آخرت ہر دو کو دوست نہ رکھے (بایزید بسطامی)
◄ شریعت میں سب سے آسان عمل نکاح ہے جسے ہم نے ایک مشکل ترین بنالیا ہے
◄ سیرت ہمیشہ کارآمد اور صورت ہمیشہ باعث فتنہ ہے
◄ ختم نبوت کی حفاظت ہر صاحب ایمان کے ذمہ فرض ہے
◄ اس امت کا ہر ہر فرد دین کی تبلیغ و ترویج کا مکلف ہے اور یہ کام اسکی زندگی کا مقصد ہے
◄ پریشانی میں پریشان ہونا... بڑی پریشانی کی بات ہے (حضرت علی رضی اللہ عنہ)
◄ خامیوں کا احساس... کامیابی کی کنجی ہے (بقراط)
◄ سب سے بڑی فتح اپنے آپ کو فتح کرنا ہے (امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ)
◄ اللہ کی نافرمانی ہر حال میں طبیعت کو پریشان رکھتی ہے
◄ اقرار جرم مجرم کیلئے بہت اچھا سفارشی ہے
◄ گلے اور شکوے سے زبان بند رکھو راحت نصیب ہوگی (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ)

- جو شخص زیادہ باتیں کرتا ہے وہ بہت سی فضول اور بیہودہ باتیں بیان کرتا ہے
- جو آدمی اپنی زبان کو قابو میں رکھتا ہے وہ اپنی زبان سے عمدہ بات نکالتا ہے
- جو بشر قناعت اختیار کرتا ہے وہ غنی ہو جاتا ہے
- جو اپنے آپ کو حقیر سمجھتا ہے وہ لوگوں کی نظروں میں معزز و معظم ہو جاتا ہے
- جو شخص قناعت اختیار کرتا ہے وہ سیر چشم رہتا ہے
- جو آدمی اپنے مقسوم پر قناعت کرتا ہے وہ راحت و آرام میں رہتا ہے
- جو انسان تیرے حالات تجھے صحیح صحیح بتاتا ہے وہ تجھے راہ راست پر لگاتا ہے
- جو بشر اپنی رائے پر قناعت کرتا ہے وہ ہلاکت میں پڑتا ہے
- جو آدمی اپنی بہت سی حاجتیں لوگوں سے پوری کرانی چاہتا ہے وہ سب سے محروم رہتا ہے
- جسکی ہمت بلند ہو جاتی ہے اسکے فکر زیادہ ہو جاتے ہیں اور اس کا اہتمام بڑھ جاتا ہے
- جو شخص لاپرواہی سے کام کرتا ہے وہ ہمیشہ تکلیف اور صدمہ اٹھاتا ہے
- جو آدمی تمسخر اور مذاق زیادہ کرتا ہے اس کو لوگ احمق سمجھتے ہیں
- جس بشر کو سفر کرنے کا یقین ہوتا ہے وہ اس کی روانگی کے لیے تیار رہتا ہے
- جو سوچ سمجھ کر بات کرتا ہے وہ بہت کم غلطی کرتا ہے
- جو شخص دوسروں پر اپنی بڑائی ظاہر کرتا ہے وہ ذلت اٹھاتا ہے
- جس آدمی کی رائے کمزور ہوتی ہے اس کے دشمن بھی زیادہ ہو جاتے ہیں
- جو لوگوں کے لیے ہلاکت کی تدابیر کرتا ہے وہ خود ہلاکت ہوتا ہے
- جو آدمی بے ادب ہوتا ہے اس میں بہت سے عیب موجود ہوتے ہیں
- جو بشر اپنی سلامتی چاہتا ہے اسے ضروری ہے کہ میانہ روی اختیار کرے
- جو انسان فضول امیدوں میں پڑا رہتا ہے اس کے مقاصد پورے نہیں ہوتے

- جو شخص انجام کار سوچتا ہے وہ بہت سی خرابیوں سے محفوظ رہتا ہے
- جس شخص کی نیت خراب ہوتی ہے وہ غم اور فکر میں مبتلا رہتا ہے
- جو ہمیشہ سست اور کاہل رہتا ہے وہ اپنی امیدوں میں ناکام رہتا ہے
- جو شخص سچ بات کہتا ہے اس کا جلال اور ہیبت بڑھ جاتی ہے
- جو کام کرنے سے پہلے سوچتا ہے وہ اکثر ٹھیک کام کرتا ہے
- جو انسان لوگوں پر زیادہ حسد کرتا ہے وہ ہمیشہ غم میں مبتلا رہتا ہے
- جو آدمی بغاوت وسرکشی کی تلوار نکالتا ہے وہ اسے اپنی ہی سر پر مارتا ہے
- جو شخص اپنے دشمنوں کے ساتھ صلح رکھتا ہے وہ مراد کو پہنچ جاتا ہے
- دُنیا میں جو چیز بہت کم ہے...وہ سچائی اور امانت ہے
- دُنیا کی محبت سے پرہیز کر...کہ یہ تمام گناہوں کی جڑ ہے
- مستند دینی کتب جسم کے لیے بمنزلہ روح کے ہیں
- بے نمازی کی قبر تنگ کر دی جائے گی اور اسے آگ سے بھر دیا جائے گا
- مومن کی تین علامات راست گوئی...ایفائے عہد...دیانت
- مصیبت میں مبتلا ہونا گناہ میں مبتلا ہونے سے بہتر ہے
- نعمتوں میں اضافہ کی کنجی شکر ہے...موجود پر شکر اور غیر موجود پر صبر کرو
- اگر تم دوسروں کو کسی برے کام سے روکنا چاہتے ہو تو اس کی ابتداء اپنے آپ سے کرو
- نیت خالص...سچی لگن اور رب پر بھروسہ ہو...تو آدمی سمندر پار کر جاتا ہے
- زبان کی حفاظت...دولت کی حفاظت سے زیادہ مشکل ہے
- دُنیا ترک کرنے سے آخرت کی رغبت پیدا ہوتی ہے
- باادب بانصیب...بے ادب بے نصیب

◄ ہر وقت... اللہ سے عافیت مانگو... لیکن بیماری آ جائے... تو صبر کرو
◄ خود میرے دل نے تراشے ہیں غموں کے پیکر... میرے مولا نے تو مجھے ہر غم سے بچا رکھا ہے
◄ اصل کمال... علم اور عمل... دونوں کو جمع کرنے میں ہے (ابن جوزی)
◄ ہر نماز کو... آخری نماز سمجھ کر... مکمل آداب سے پڑھئے
◄ نظر کی پاکیزگی... دل کی طہارت کا... آئینہ ہے
◄ اس زمانہ کا زہد و بزرگی... اور سکون کا بڑا وظیفہ... گناہوں سے بچنا ہے
◄ ہر حالت میں تقویٰ فرض عین ہے... جو تمام گناہوں سے بچنے پر حاصل ہوتا
◄ بڑے بڑے گناہ... چھوٹی چھوٹی نافرمانیوں ہی سے پیدا ہوتے ہیں
◄ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بنیادی حق یہ ہے کہ آپ کی اتباع کی جائے
◄ زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہیں... جس کے بارے میں سنت مطہرہ ہماری رہنمائی نہ کرے
◄ بلاشبہ اس دور میں... دینی مدارس... ہمارے ایمان کی... حفاظت کے قلعے ہیں
◄ اللہ والوں کی صحبت سے... ظاہر و باطن کی... اصلاح اور دین کی سمجھ... نصیب ہوتی ہے
◄ سیرت طیبہ... ہر دور کی انسانیت کے لیے... مکمل نمونہ ہے
◄ دینی مسائل میں غور و فکر کرنے سے دین کا فہم اور شریعت کے مزاج کا پتہ چلتا ہے
◄ اپنے اعمال کے محاسبہ میں... دیر نہ کیجئے... فکر سے کام لیجئے
◄ جس قدر آدمی کے سانس ہیں... اللہ تک پہنچنے کے اتنے ہی راستے ہیں
◄ انسان کی تعریف یہ نہیں کہ اس سے غلطی نہ ہو... بلکہ غلطیوں کی اصلاح کرانا انسانیت ہے
◄ قرض کہتے ہیں، جس کو اے عاجز... رات کا غم ہے، دن کی ذلت ہے
◄ دین کیا ہے؟ حقوق کی ادائیگی کے لیے ہمہ وقت... کمربستہ رہنا ہی دین ہے
◄ عدل و انصاف کے بغیر... معاشرہ میں امن... قائم نہیں ہوسکتا
◄ جب تک دل میں خدا خوفی پیدا نہ ہو... گناہوں سے بچنا مشکل ہے

◄ بچوں سے حقیقی محبت یہی ہے کہ...انکی دینی تربیت کر کے انکی آخرت سنواری جائے
◄ وہی بچے والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں...جن کی دینی تربیت کی گئی ہو
◄ عہدے اور سرفرازی ذمہ داریوں کے مطابق آتے ہیں
◄ عقلمندی یہی ہے...کہ عقل شریعت کے تابع فرمان ہو جائے
◄ شیخ کامل سے...اصلاح نفس کرانا فرض ہے اور اس سے زندگی پُرسکون ہوتی ہے
◄ مقبول خدا لوگوں کی کتب کا مطالعہ...توفیق عمل کے لیے اکسیر ہے
◄ مشکل میں گھبرانا مشکل کا حل نہیں خود کو پرسکون رکھئے اور اچھی تدبیر کیجئے
◄ طلاق سے اللہ کا عرش ہل جاتا ہے...اور دو خاندانوں کا شیرازہ بکھر جاتا ہے
◄ دُنیا اور آخرت مال سے نہیں..اعمال سے بنتی ہے..کاش ہمیں اسکا یقین نصیب ہو جائے
◄ نماز میں خشوع پیدا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر نماز کو آخری نماز سمجھ کر پڑھیں
◄ مصیبت بندہ کو اللہ کے قریب کرتی ہے اور سچی دُعا سکھاتی ہے
◄ توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے...یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے
◄ اگر عافیت چاہتے ہو تو...اپنے گھر میں رہ کر...اپنے کاموں کو درست کرو
◄ جو سلام کرنے سے پہلے بات چیت شروع کر دے تم اسے جواب نہ دو
◄ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہدایت کے ستارے ہیں جس کے پیچھے چلو گے ہدایت پاؤ گے
◄ اعتدال کی دولت...کسی اللہ والے کی جوتیوں میں بیٹھنے سے حاصل ہوتی ہے
◄ آخرت کے مقابلہ میں دُنیا کی کوئی حیثیت نہیں لہٰذا آخرت کی فکر کیجئے
◄ مصیبت سے بچنے کیلئے صدقہ کثرت سے کریں چاہے تھوڑی مقدار میں ہی کیوں نہ ہو
◄ نیک اعمال ایمان کی کسوٹی ہیں جن کے ذریعے ایمان کی حرارت معلوم کی جا سکتی ہے
◄ ہر وقت اپنے ایمان کو پرکھتے رہیں کہ وہ کم زیادہ ہوتا رہتا ہے
◄ خدا سے راضی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ بندہ اس کی تقدیر پر راضی رہے

◄ ہر آدمی ہر حال میں دینی احکام کا محتاج ہے لہٰذا ہر وقت سیکھتے رہنا چاہیے
◄ جھگڑا بڑھنے سے پہلے تم دوسرے سے الگ ہو جاؤ
◄ دُعا کی قبولیت کے لیے قابلیت شرط نہیں اس لیے ہر حال میں مانگو اور خوب مانگو
◄ ایسے آدمی سے قرض مانگنا جائز نہیں جو بلا تکلف انکار نہ کر سکے
◄ جو اللہ سے معاملہ درست کر لیتا ہے اللہ لوگوں میں بھی اسکا معاملہ درست فرما دیتے ہیں
◄ خوشی ہو یا غمی... کسی بھی حال میں اللہ تعالیٰ کو نہ بھولیں
◄ مسکینہ ہے وہ عورت جس کا خاوند نہیں
◄ معاشرہ میں برائیوں کا ختم کرنے کے لیے نکاح عام کرو
◄ مومن کو اتنا علم کافی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے
◄ جو قوم اپنے محسن کو فراموش کر دیتی ہے جلد مٹ جاتی ہے
◄ اعتدال کی دولت... کسی اللہ والے کی جوتیوں میں بیٹھنے سے حاصل ہوتی ہے
◄ تمام مسائل کا ایک ہی حل... اللہ تعالیٰ کو راضی کیجئے
◄ بخل اور فضول خرچی سے بچو اور چادر کے مطابق پاؤں پھیلاؤ
◄ مسلمان کی اصل عزت اسلام کی کامل اطاعت میں ہے
◄ چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھو... کہ شاید وہی مغفرت کا سبب ہو جائے
◄ وقتِ طلوع دیکھا... وقتِ غروب دیکھا... اب تو فکرِ آخرت ہے دُنیا کو خوب دیکھا
◄ صحیح مسلمان... خوشی، غمی کسی بھی حالت میں اللہ کو... نہیں بھولتا
◄ مقبول نماز وہی ہے جو فرائض و واجبات اور سنت کے مطابق ہو
◄ محنت میں عظمت ہے... محنت نہ کرنے میں محتاجی ہے
◄ انسان کی قابلیت... اس کی زبان میں پوشیدہ ہے
◄ علم کتابوں سے... عمل کا ذوق شوق اللہ والوں کی صحبت سے نصیب ہوتا ہے

- علم پر عمل مشکل کام ہے لیکن یہی اصل کام ہے اور یہ صحبت بزرگاں سے نصیب ہوتا ہے
- ذکر اللہ... تمام گناہوں کو غرض کر دیتا ہے (یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ)
- ہر دُعا... دُنیا یا آخرت میں... اپنی تاثیر ضرور دکھاتی ہے
- حقیقی علم نور ہے جو اللہ تعالیٰ انسان کے دل میں ڈالتا ہے (امام مالک رحمہ اللہ)
- نیک لوگوں کی صحبت اختیار کر... تا کہ تیرا شمار بھی انہی میں ہو
- جو کسی مومن کو دکھ دیتا ہے اس کی عبادت قبول نہیں ہوتی (خرقانی رحمہ اللہ)
- دانائی کی سب سے بڑی بات... اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہے
- ضرورت کے مطابق دُنیا طلب کرنا... دُنیا کی محبت میں داخل نہیں (سفیان رحمہ اللہ)
- آدمی کی قیمت اعتماد میں ہے یہی زندگی کی معراج ہے
- جو دُنیا کو فانی جانتے ہوئے بھی اس کی رغبت رکھے... اس پر تعجب ہے
- شرعی پردہ ہی عفت وعصمت کا محافظ ہے
- حلال روزی سے دل میں جو نور پیدا ہوتا ہے وہ کسی اور شے سے پیدا نہیں ہو سکتا
- معمولی نیکی کو حقیر نہ سمجھو شاید میزان عمل میں وہی نیکی نجات کا ذریعہ بن جائے
- ظاہر اور باطن دونوں کی اصلاح سے کامل ایمان نصیب ہوتا ہے
- جو نفس کے گرفتار ہیں وہ مقام قرب میں نہیں پہنچ سکتے (شیخ ابن عطا)
- دُنیا وہ ہے جو تجھے حق تعالیٰ کی طرف سے غافل کر دے (مجدد الف ثانی رحمہ اللہ)
- دو خصلتیں دل کی خراب کرتی ہیں بہت کھانا... اور بہت سونا
- جو جہنم کی آگ سے بچنا چاہتا ہے وہ تمام گناہوں سے بچنے کی کوشش کرے
- روتے رہو... روتے رہو... آخرت میں... ہنستے رہو گے
- دولت سے گھڑی تو خرید سکتے ہیں... مگر وقت نہیں
- صبر کی حد یہ ہے کہ تقدیر پر اعتراض نہ کرے (حضرت ابو علی رحمہ اللہ)

- مال کی قدر کرو... اگر خرچ کرنے کا شوق ہو تو راہ خدا میں خرچ کرو
- گناہوں پر مطلع ہونا علم دین کے جاننے پر موقوف ہے
- جب تک انسان کو اپنی اصلاح کی فکر نہ ہو... نرا کسی کے پاس رہنے سے کیا ہوتا ہے
- اپنے سلسلہ کے تمام بزرگوں کو ایک بار سورۂ یٰسین شریف پڑھ کر بخشنا چاہیے
- گناہ میں اگرچہ منافع ہوں لیکن وہ حرام ہی رہتا ہے
- تمام جھگڑے مخدوم بننے میں ہیں جب کہ خادم بننے میں راحت ہے
- لیاقت سے رزق ملنا قارون کا عقیدہ ہے... رزق کا مدار عقل پر نہیں
- کمال توبہ... یہ ہے کہ زبان سے بھی آہ وزاری ہو
- ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے... کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے
- خدا کی یاد وہ چیز ہے جس سے دل کو راحت وسکون ملتا ہے
- فراغت کو عبادت میں مشغول کریں... اور وقت کی دولت کو غنیمت سمجھیں
- گناہ چھوڑنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ہر گناہ کے فوراً بعد توبہ کرلی جائے
- دُنیا میں کھپ جانا... تمام گناہوں کی جڑ ہے
- ہمت ہارنا... ناکامی کی طرف پہلا قدم ہے... لہٰذا اپنی ہمت جوان رکھئے
- فضول بولنے والا فتنے کا اور خاموش رہنے والا رحمت کا منتظر ہوتا ہے
- جنت... اللہ کی رضا اور خواہشات کی اعلیٰ پیمانے پر تکمیل کا نام ہے
- ایمان کی علامت... نیکی پر خوشی... برائی پر رنج
- مصیبت کے وقت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہ ہونا... بدبختی ہے
- مسلمانو! اپنی عزت کی حفاظت اپنے مال سے کرو...
- اصل زندگی... اللہ تعالیٰ کی یاد کا نام ہے
- آخرت کے کاموں میں مصروف آدمی کے دُنیاوی کاموں کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ پر ہے

◄ اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو پسند کرتا ہے...جو غیرت مند ہوں (طبرانی)
◄ عزت وشہرت...قربانی سے ملتی ہے...دھوکے سے نہیں
◄ وہ گناہ...سب سے بڑا ہے...جسے کرنے والا...چھوٹا سمجھے
◄ صد حیف بندے ہیں بہت دور خدا سے...صد شکر کہ بندوں سے خدا دور نہیں
◄ بہترین ضیافت وہ ہے...جس میں غریب مسلمان کا اکرام کیا جائے
◄ ہر گناہ کی توبہ ہے...مگر بداَخلاقی کی توبہ نہیں...سوائے تدارک کے
◄ ایمان...دل میں ہے...جس کی علامت...اعمال صالحہ ہیں
◄ نرم الفاظ پر کچھ خرچ نہیں ہوتا...لیکن ان کی قیمت بہت زیادہ ہوتی ہے
◄ حاسد قابل رحم ہے کیونکہ وہ پہلے ہی حسد کی آگ میں جل رہا ہے
◄ کوئی نیکی ایسی نہیں جو ضائع ہو جائے اس لیے کسی نیکی کو معمولی نہ سمجھیں
◄ جو دروازہ غریبوں کے لیے نہ کھلے...وہ معالج کے لیے کھلتا ہے
◄ ناکامی کا خوف...کامیابی کی بنیاد ہے کہ شہسوار ہی میدان میں گرتے ہیں
◄ اتفاق واتحاد کا واحد ذریعہ...قرآن کریم جو اللہ کی رسی ہے اس کو مضبوطی سے تھاما جائے
◄ دُنیا عمل کی...قبر آرام کی...اور جنت اکرام کی جگہ ہے
◄ اٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے...پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے
◄ جو تمہارے ہر قول وفعل کی تعریف کرے...وہ تمہارا وفادار نہیں
◄ زبان کا زخم...تلوار کے زخم سے گہرا ہے اس لیے احتیاط کیجئے
◄ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ فضولیات کو چھوڑ دے
◄ غم سے فوری نجات کے لیے...دُعا اور نماز میں مشغول ہو جایئے
◄ دوسروں کے لیے اپنی خوشیاں قربان کر دینا...بڑا پن ہے
◄ دولت کوشش کے بغیر بھی حاصل ہو جاتی ہے...علم کوشش کے بغیر حاصل نہیں ہوتا

◄ مسکراہٹ... دُنیا میں سب سے سستی... اور عمدہ چیز ہے... بخل نہ کیجئے
◄ سب سے بہترین وراثت... اچھا چال چلن ہے
◄ غنیمت جانئے مل بیٹھنے کو... جدائی کی گھڑی سر پہ کھڑی ہے
◄ جب کام زیادہ ہوں تو سب سے پہلے اہم کام کو ہاتھ میں لو
◄ نظر اس وقت تک... پاک ہے جب تک... اٹھائی نہ جائے... اس لیے احتیاط کیجئے
◄ نیک عمل وہ ہے جس پر لوگوں سے... تعریف کی امید نہ رکھی جائے
◄ خلاف سنت عمل... کتنا ہی دلفریب کیوں نہ ہو لیکن نامہ اعمال میں بے وزن ہے
◄ جس کے پاس روزہ دار کھانا کھائے... فرشتے اس پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں
◄ اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو... نوافل گھروں میں پڑھنا مت چھوڑو
◄ اللہ کا ذکر بڑی نعمت ہے... جتنی بھی میسر ہو کم ہے
◄ ایک پوشیدہ دُعا... ظاہری 70 دُعاؤں کے برابر ہے
◄ قلیل عمل جو سنت کے مطابق ہو... اس کی نورانیت بڑھ جاتی ہے
◄ دُنیا دارالعمل ہے... لہٰذا کسی بھی چھوٹی نیکی کرنے میں بھی سستی نہ کیجئے
◄ وہ علم... جو تمہاری اصلاح نہ کر سکے... گمراہی ہے
◄ ہر ایک مومن پر علم دین سیکھنا فرض ہے... کیا آپ اس فریضہ سے سبکدوش ہو چکے ہیں
◄ قرآن کریم کے عجائب وغرائب... کبھی ختم نہ ہوں گے
◄ عقلمند وہ ہے جو اپنی زبان کو... دوسروں کی برائی و مذمت سے بچالے
◄ غریبوں کے ساتھ دوستی رکھو اور امیروں کی مجلس سے پرہیز کرو
◄ مصیبت کی جڑ اور بنیاد... انسان کی گفتگو
◄ صلحاء کی صحبت کا ثمرہ... دُنیا و آخرت دونوں میں ملتا ہے

◄ سب سے بڑی مال داری...ضروریات کو کم کر لینا ہے
◄ عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کو پہچان لے...اور آخرت کی تیاری کر لے
◄ جس میں ادب نہیں...اس میں سب برائیاں ہی برائیاں ہیں
◄ نماز میں دل کی...مجلس میں زبان کی...اور غصہ میں ہاتھ کی حفاظت کرو
◄ اللہ تعالیٰ کا خوف بقدر علم...اور بے خوفی...بقدر جہالت ہوتی ہے
◄ رزق انسان کو ایسے ہی طلب کرتا ہے...جیسے اسے موت طلب کرتی ہے
◄ مسلمانوں میں بہتر وہ ہے جس کے ہاتھ وزبان سے مسلمان سلامت رہیں
◄ ہم میں سے ہر شخص...ہر وقت دین کا محتاج ہے...اس لیے دین کا علم بھی ضروری ہے
◄ انسان کا اپنی زندگی کو درست کرنا...اس کی عقلمندی ہے
◄ بُرا آدمی کسی کے ساتھ...نیک گمان نہیں رکھ سکتا
◄ بہترین جہاد...انتقام کی قدرت رکھتے ہوئے بھی غصہ کو پی جانا
◄ کمال محبت یہی ہے کہ...کمال اتباع سنت نصیب ہو جائے
◄ جو شخص باطن کو درست کر لیتا ہے...اللہ تعالیٰ اسکے ظاہر کو بھی درست کر دیتا ہے
◄ حافظہ کو بڑھانے کا نسخہ...مسواک...روزہ...تلاوتِ قرآن
◄ اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہو جائے...تو تمام احکام آسان ہو جائیں
◄ اہل وعیال والے مفلس کی خفیہ مدد کرنا...نیکی اور شرافت ہے
◄ نیک کی صحبت کا ثمرہ...دُنیا وآخرت دونوں میں ملتا ہے
◄ اللہ تعالیٰ نے سجدہ کی جگہ کو...آگ پر حرام فرما دیا ہے
◄ بہترین عمل وہ ہے...جس کو اللہ تعالیٰ قبول فرمالیں
◄ لوگوں کے ساتھ حسن اَخلاق سے پیش آنا...نصف عقل ہے
◄ خود کو کسی تعمیری کام میں مصروف کر لینا...پریشانی دور کرنے کا آسان طریقہ ہے

◄ ظلم کرنے والا...اپنی ہلاکت کا انتظار کرے
◄ نصیحت کی بات قبول کرلو...چاہے کڑوی ہو
◄ صدقہ کی برکت سے آنے والی مصیبت وتکلیف...ٹال دی جاتی ہے
◄ قبولیت دُعا کے اوقات میں سے...ختم قرآن کا موقع بھی ہے
◄ سب سے بڑی بزرگی یہ ہے کہ...حرام کردہ چیزوں سے بچو
◄ کیا خوب ہیں وہ آنکھیں...جس سے خوف خدا سے آنسو نکل آئیں
◄ رکھتے ہیں محبوب عاقل موت کو... یاد رکھ ہر وقت غافل موت کو
◄ جو شخص گناہوں کو ترک کردے...فرشتے اس کو محبوب رکھتے ہیں
◄ حسنِ سوال...آدھا علم...اور حسنِ تدبیر...آدھی معیشت ہے
◄ اپنے مال کی خاطر لڑنے والا...آخرت میں شہیدوں میں شامل ہوگا
◄ بہترین دن وہ ہے...جس میں تمہیں کامل توبہ نصیب ہوجائے
◄ بدکار اور برے آدمی کی صحبت سے...سانپ کی صحبت بہتر ہے
◄ والدین کا حکم قبول کرلو...چاہے ناگوار ہو
◄ قرآن فہمی کامیابی کی ضامن اور وقت کی...اہم ضرورت ہے
◄ نادانوں کی بات پر تحمل...عقل کی زکوٰۃ ہے اور ان سے درگزر کرنا عقلمندی ہے
◄ دُعا کرنے کا کام نہیں...بلکہ عاجزی کے ساتھ مانگنے کا نام ہے
◄ اللہ تعالیٰ ہر دُعا کو سنتے ہیں لیکن کوئی عاجزی سے دُعا تو کرے
◄ عبرت کی چیزوں میں سے...موت عبرت کے لیے کافی ہے
◄ نیک بننے کی کوشش کرو...جیسے حسین بننے کی کوشش کرتے ہو
◄ قرآن...زندگی کا مقصد متعین کرتا ہے اور اس کا دستور العمل بتاتا ہے
◄ رنج دور کرنے کا نسخہ...ذکر اللہ اولیاء اللہ کی ملاقات...عقل مندوں کا کلام

- حقوق العباد کی فکر کیجئے اور اپنے معاملات کو وصیت کے ذریعے صاف رکھئے
- آخرت کیلئے مدرسہ بنانا دُنیا کا نقصان اور دُنیا کیلئے مدرسہ بنانا آخرت کا نقصان
- عبادت سے جنت... خدمت سے خدا ملتا ہے
- ساماں... سو برس کا... اور پل بھر کی خبر نہیں
- حادثات دُنیا کی تلخی... کڑوی دوا کی طرح ہے
- سب سے بڑی فکر یہ ہونی چاہئے... کہ خاتمہ ایمان پر ہو جائے
- موسیقی... خدا سے دور کرنے اور دل کو خراب کرنے کا بڑا ہتھیار ہے
- دُنیا کی مصیبتیں بظاہر زخم ہیں... مگر درحقیقت ترقیوں کا موجب ہیں
- مسکین ہے... مسکین ہے... مسکین ہے وہ شخص جس کی بیوی نہیں
- ضرورت کے مطابق... علم دین حاصل کرنا... فرض ہے... اس کی فکر کیجئے
- عورت کا نامحرم مرد سے ملائم گفتگو کرنا بھی... بدکاری میں داخل ہے
- اگر کسی کے لیے سجدہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ شوہر کو سجدہ کرے
- کسی سے بدلہ لینے میں جلدی نہ کرو اور کسی کے ساتھ نیکی کرنے میں دیر نہ کرو
- نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو (القرآن)
- جو شخص اپنے علم کے مطابق عمل کرے گا... اللہ اسے مزید علم عطا فرمائے گا
- سجدہ میں بندہ... اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوتا ہے
- ایمان کے دو حصے ہیں... آدھا شکر میں... اور آدھا صبر میں
- خوش نصیب وہ ہے... جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے
- جس سے مشورہ طلب کیا جائے... وہ امانت دار ہے
- کلمہ لا الہ الا اللہ... جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے
- میری امت... گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی

- چیز کی اصل خوبی...اس کا بہترین استعمال ہے
- اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو سوچ سوچ کر خود کو...خوش نصیب سمجھئے
- نعمت کی ناقدری محرومی کا سبب بنتی ہے اور اجتماعی ناشکری قومی زوال کا سبب بنتی ہے
- دوسروں کے حالات سے عبرت نہ پکڑنے والے کے حالات سے عبرت پکڑی جاتی ہے
- بوڑھا آدمی چراغ سحر ہے...تو جوان آدمی چراغ شام ہے
- اپنا بچہ روئے تو دل میں درد ہوتا ہے...اور دوسرے کا بچہ روئے تو سر میں درد ہوتا ہے
- علم کو روٹی کمانے کا ذریعہ نہ بناؤ...علم اپنا صلہ آپ ہے
- جتنی محنت سے لوگ جہنم خریدتے ہیں...اس سے آدھی محنت میں جنت ملتی ہے
- علم سے آدمی کی وحشت...دور ہوتی ہے
- محنت ہمارے ہاتھ میں...اور نصیب خدا کے ہاتھ میں ہے
- جس سے حسد ہو اس کے لیے...بلند درجات کے لیے دُعا کرنا حسد کا علاج ہے
- حدیث: اللہ اور اس کے فرشتے...پہلی صف پر رحمت بھیجتے ہیں (مسند احمد)
- دانائی کی سب سے بڑی بات...اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہے (ترمذی)
- حدیث...اللہ تعالیٰ کے نزدیک دُعا سے بڑھ کر کوئی چیز قدر کی نہیں (ترمذی)
- مسلمان تلاوت کرے اور دل کو سکون نہ ملے...یہ ناممکن ہے
- حدیث: حلیم آدمی کا درجہ...نبی کے قریب قریب ہے (خطیب)
- محنت لائق بننے کا ایک لازمی ذریعہ ہے
- حدیث: اللہ تعالیٰ ہر ایک کام میں...نرمی کو پسند کرتا ہے (صحیح بخاری)
- نیک آدمی کی وفات پر...زمین و آسمان روتے ہیں
- جسم کو نہ سنوارو کہ اس نے مٹی میں جانا ہے روح کو سنوارو کہ اس نے اللہ کے پاس جانا ہے
- حدیث: مسجد سے کوڑا کباڑ نکالنا...بڑی آنکھوں والی حور کا مہر ہے (طبرانی کبیر)

- ہر چیز کے ثواب کا ایک اندازہ ہے اور صبر کے ثواب کا اندازہ نہیں کہ وہ بے انداز ہے
- تو دُنیا میں رہنے کے سامانوں میں لگا ہے اور دُنیا تجھے اپنے سے نکالنے میں سرگرم ہے
- دُنیا کی عزت مال سے ہے...اور آخرت کی عزت اعمال سے ہے
- جس شخص کی امیدیں چھوٹی ہوتی ہیں اس کے عمل بھی درست ہوتے ہیں
- مصیبت میں صبر کرنا سخت ہے...مگر ثواب صبر کو ضائع نہ ہونے دینا سخت تر ہے
- مصیبت میں گھبرانا...کمال درجہ کی مصیبت ہے
- حقیقی صبر...مصیبت کو اولاً ہی برداشت کر لینا ہے
- جب انسان کی روش خداوند تعالیٰ کی مرضی سے ہوتی ہے تو وہ دشمنوں کو بھی دوست بنا لیتا ہے
- موت سے محبت کرو...زندگی عطا کی جائے گی
- جو شخص کل کو اپنی موت کا دن سمجھتا ہے...موت کے آنے سے اسے کوئی تکلیف نہیں ہوتی
- اگر تو گناہ پر آمادہ ہے تو کوئی ایسا مقام تلاش کر جہاں خدا تعالیٰ نہ ہو
- میزان اعمال کو خیرات کے وزن سے بھاری کرو
- مرد بغیر عورت کے مسکین ہے اور عورت بغیر مرد کے مسکینہ ہے...خواہ وہ مالدار ہی ہیں
- تجربے کبھی ختم نہیں ہوتے اور عقلمند ان میں ترقی کرتا ہے
- دوسروں کی سینے سے شر اس وقت دور کر... پہلے اپنے سینے کی صفائی کر لے
- اللہ تعالیٰ کو ہر وقت اپنے ساتھ سمجھنا...افضل ترین عبادت ہے
- حیا کی غایت یہ ہے...کہ آدمی اپنے آپ سے حیا کرے
- عیالدار کے اعمال مجاہدین کے اعمال کے ساتھ آسمان پر جاتے ہیں
- اپنا بوجھ خلقت میں سے کسی پر نہ رکھ...خواہ کم ہو یا زیادہ
- جانور اپنے مالک کو پہچانتا ہے مگر انسان اپنے خدا کو نہیں پہچانتا
- جو شخص خواہ مخواہ اپنے آپ کو محتاج بناتا ہے وہ محتاج ہی رہتا ہے

- دُنیا کیا ہے؟...دُنیا ہر وہ کام ہے جس سے آخرت مقصود نہ ہو
- اول عمر میں جو وقت ضائع کیا آخر عمر میں اس کا تدارک کرتا کہ تیرا انجام بخیر ہو
- ہر چیز کا دل ہوتا ہے...قرآن کا دل سورۂ یٰسین ہے (مفہوم حدیث)
- تمام پریشانیوں سے بچنے کا ایک اہم وظیفہ...بکثرت درود شریف
- اعتماد روح کی طرح ہے...جو ایک بار جانے کے بعد لوٹ کر نہیں آتا
- خاتمہ بالخیر کا نسخہ...تمام لوگوں کے بارہ میں اچھا گمان
- جب تمہیں پریشانی ہو تو...میری تکالیف کو سوچ لیا کرو (مفہوم حدیث)
- شہید کی جو موت ہے...وہ قوم کی حیات ہے
- خاموشی میں ستر ہزار فائدے ہیں...اور بلا مشقت کی عبادت ہے
- توبہ غسل کی طرح ہے...جتنی بار کی جائے روح میں نکھار آتا ہے
- توبہ کے لیے گناہ کا ہونا ضروری نہیں...یہ خود مستقل عبادت ہے
- یہی بات کہنے کو جی چاہتا ہے...مدینے میں مرنے کو جی چاہتا ہے
- اولیاء اللہ کی دل سے نکلی ہوئی باتیں...براہ راست دل پر اثر کرتی ہیں
- قبر سے زیادہ ناصح اور اچھی کتاب سے زیادہ مخلص دوست...کوئی نہیں
- اللہ کی نظر میں سب سے عظیم گناہ شرک ہے...جو ناقابل معافی جرم ہے
- اچھی کتابیں...وقت کے سمندر میں...روشنی کے مینار ہیں
- زندگی کا بھروسہ نہیں...اس لیے اپنے ذمہ حقوق کی ادائیگی کی فکر کیجئے
- دوسروں کی غیبت کرنے والا...تمہاری بھی کسی سے غیبت کرے گا
- زکوٰۃ کا ایک پیسہ نفلی صدقہ کی بڑی رقم پر...بھاری ہے
- خیر القرون سے تا قیامت صلحاء کا دو مبارک کاموں کا معمول...تلاوت و تہجد

◄ سیکھ کر کیا جانے والا عمل...ثواب اور تاثیر میں بڑھ جاتا ہے

◄ ہر وقت باوضو رہنا...فراخی رزق کے لیے مجرب عمل ہے

◄ حدود میں رہ کر خوش طبعی کرنا منع نہیں...لیکن کسی کو حقیر سمجھنا حرام ہے

◄ سب سے بہترین وارثت...اولاد کو دینی تربیت دینا ہے

◄ جو تمہارے ہر قول کی تعریف کرے...وہ تمہارا وفادار نہیں

◄ اہل اللہ کا کلام...براہ راست دل کی دُنیا میں انقلاب برپا کرتا ہے

◄ دُنیا غم و خوشی سے مرکب ہے...جن میں صبر و شکر کے بغیر گزارا نہیں ہو سکتا

◄ قرآن محفوظ...جو اس کے ساتھ جتنا تعلق رکھے گا وہ بھی محفوظ

◄ کمال ہے آدمی 8 گھنٹے کی ڈیوٹی دے سکتا ہے...لیکن 8 منٹ میں تہجد نہیں پڑھ سکتا

◄ اپنی محنت سے زیادہ...اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرنا چاہئے

◄ اچھی بات کہنا نیکی ہے...اسی طرح لایعنی گفتگو سے خاموشی بھی نیکی ہے

◄ مخلوق کی ایذاؤں پر صبر کرنا...دین و دُنیا میں ترقی کا ذریعہ ہے

◄ دل سنوار لیجئے...آپ کی دُنیا و آخرت سنور جائے گی

◄ خالق کو راضی کرنے کا طریقہ...مخلوق خدا کی خدمت کرو

◄ اپنی نظر میں پاکیزگی پیدا کر...تاکہ تیری ماں بہن بھی بدنظری سے محفوظ رہ سکے

◄ ناپسندیدہ انسان سے حسن سلوک کرو...اس کا کردار بھول جائے گا

◄ بزرگان دین کی باتیں وہ کلیے ہیں...جن سے کئی مسائل حل ہو جاتے ہیں

◄ ہر انسان پیٹ کے ساتھ...دو ہاتھ بھی لے کر پیدا ہوتا ہے

◄ دُنیا میں برائی...اچھے لوگوں کے چپ رہنے سے پھیلتی ہے

◄ بچے کو جو کچھ ماں سکھاتی ہے...وہ دُنیا کی کوئی یونیورسٹی نہیں سکھا سکتی

◄ حقیقی علم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کا خوف زیادہ کرے اور عبادت کا شوق پیدا کرے

- اچھائی...اچھے دل کی محتاج ہوتی ہے...اچھی زبان کی نہیں
- جو شخص اپنی عظمت کے خود گُن گاتا ہے...وہ کبھی عظیم نہیں ہوسکتا
- بچوں کی دینی تربیت آج کے دور میں جس قدر اہم ہے...اس میں اتنی ہی غفلت ہے
- غیرت یہ ہے کہ...تم اپنے وعدوں کو پورا کرو
- اچھی بات چاہے دیوار پر لکھی ہو...قبول کرلینی چاہئے
- جو آخرت کو دُنیا سے بہتر جانے...وہ ایمان والا ہے
- حاکم اپنی خواہش پر چلنے لگے...تو وہ انصاف نہیں کرسکے گا
- تم دوستوں میں مجھے زیادہ پسند وہ ہے جس کے اَخلاق اچھے ہوں (حدیث)
- غصہ ایمان کو ایسے خراب کردیتا ہے جیسے ایلوا شہد کو خراب کردیتا ہے (بیہقی)
- اتباع سنت کی نیت سے مسکرانا... باعث ثواب ہے (حدیث)
- عمل کے بغیر علم ایسا ہے...جیسے روح کے بغیر جسم
- اپنی عزت وآبرو کر لوگوں کی چہ میگوئیوں کا...نشانہ نہ بننے دو
- ہر وہ کام جو دل سے کیا جائے...وہ آسان ہے
- سچا مومن وہی ہے...جو اللہ کی تقسیم پر راضی رہے
- ضرورت سے زیادہ طلب...حرص کی نشانی ہے
- دل ایک بچہ ہے جو دیکھتا ہے...وہی مانگتا ہے
- سب سے بڑی خیانت...قوم کی غداری ہے
- تین قابل احترام چیزیں...والدین...اساتذہ...قانون
- ہر کام کرتے وقت...اللہ تعالیٰ کو اپنے قریب سمجھو
- آرزو نصف زندگی اور بے بسی نصف موت ہے

- ہراس کام سے بچو جو اپنے لیے پسند ہے...اور دوسروں کے لیے ناپسند
- جو شخص خوش ہونا نہیں جانتا...وہ کسی کو خوش کر بھی نہیں کر سکتا
- آپ کے بارہ میں اچھے خیال رکھنے والے کو...اچھا بن کر دکھاؤ
- خاموشی گفتگو کا حسن ہے...ادب سے علم سمجھ میں آتا ہے
- کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں (ترمذی)
- اللہ ان لوگوں پر رحم نہیں کرے گا...جو دوسروں پر ترس نہیں کھاتے
- اللہ تعالیٰ خود مہربان ہے...اور نرمی کرنا اس کو پسند ہے (علم)
- اَخلاق یہ ہے کہ...انسان اعمال کا عوض نہ چاہے
- ایسی بات مت کہو...جو مخاطب کی سمجھ سے باہر ہو
- شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن...نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی
- ایسے فائدہ سے بچ...جو دوسرے کو نقصان پہنچائے
- جس شخص نے جھوٹی قسم کھائی...اس نے گھر کو ویران کیا
- تو مشو مغرور و بر حلم خدا...دیر گیرد سخت گیرد مر ترا
- بے ادبی کرنے سے...بدنصیبی آتی ہے
- زندگی ایک بار ملتی ہے...اسے فضول کارمی میں ضائع نہ کرو
- تمام کامیابیوں کا راز...صبر ہے
- بچوں کی دینی تربیت کرو...زندگی خوشگوار گزرے گی
- سخت کلامی کرنیوالا اور درشت گو آدمی جنت میں نہیں جائے گا (حدیث ابوداؤد)
- وقت کی پابندی...انسان کو بلند مقام پر لے جاتی ہے
- قرآن کو حدیث اور صحابہ کے بغیر نہ سمجھنا...ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے (مولانا عمر پالنپوری رحمہ اللہ)
- رمضان کا ہر لمحہ سانس کی طرح قیمتی ہے اس کی قدر کیجئے
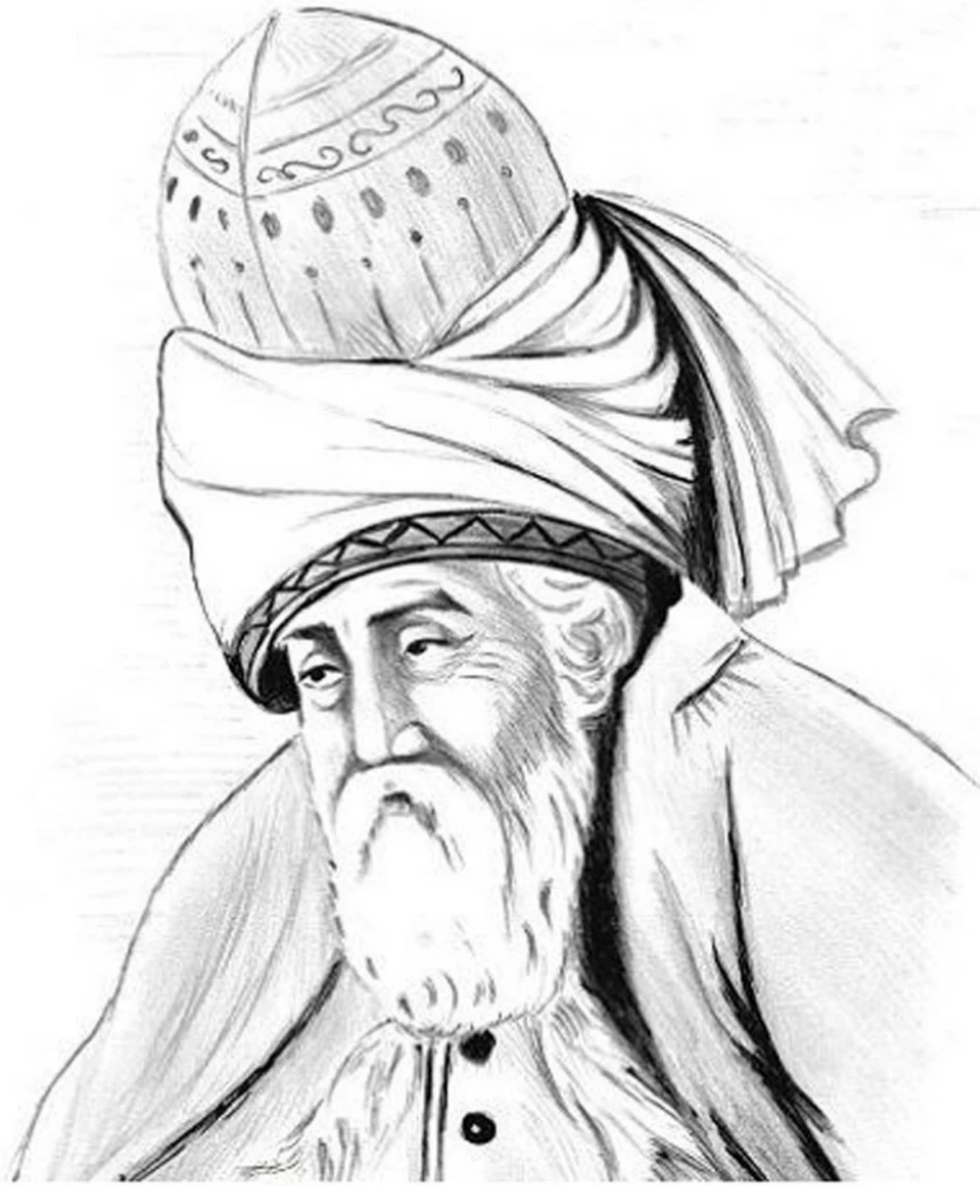
مولانا جلال الدین محمد بلخی رومی

تیری داڑھی تمہارے بعد پیدا ہوئی اور
سفید ہو گئی۔
لیکن تو ابھی تک ویسے کا ویسا کالا ہے

انسان اپنے اندر چُھپی ہوئی
نفسانی خواہش کی وجہ سے
بُرے لوگوں سے مغلوب ہو
جاتا ہے

عقل کو خواہش پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ عقل
زمانے کو تمہارے ہاتھوں میں دے دیتی ہے
جبکہ خواہشیں تمہیں زمانے کا غلام بنا دیتی ہیں۔

اپنے دل کو اُس وقت تک توڑتے رہو
جب تک یہ کُھل نہ جائے۔

اگر میرا علم مجھے انسان سے محبت کرنا نہیں سکھاتا
تو
ایک جاہل مجھ سے ہزار درجہ بہتر ہے

مولانا رومی
اقوال

جو درد تم محسوس کرتے ہو
وہ پیغامات ہیں
اِنہیں غور سے سُنو

"اگر تم عظمت کی بُلندیوں کو چھُونا چاہتے ہو
تو اپنے دل میں انسانیت کے لئے
نفرت کے بجائے محبت پیدا کرو"

"اپنی آواز کے بجائے اپنے دلائل کو بُلند کریں
پھُول بادل کے گرجنے سے نہیں
برسنے سے اُگتے ہیں"

اس دنیا میں کوئی خزانہ سانپ کے بغیر، کوئی پھول
کانٹے کے بغیر اور کوئی خوشی غم کے بغیر نہیں ہے

مولانا رومی
اقوال

"یادرکھیں مقدس اور پاک مقام میں
داخل ہونے کا راستہ آپ کے اندر ہے"

جب میں اپنے اللہ کے ساتھ ہوں
تو
ہر چیز عبادت کرتی دکھائی دیتی ہے

صرف پیسہ ہی رزق نہیں بلکہ عقل
ادب، چہرہ، اولاد اور علم بھی
رزق ہیں۔
اوراس سے بڑی بات کہ بہترین دوست
بھی رزق میں شامل ہے۔

مولانا رومی
اقوال

سچائی کے بے شمار راستے ہیں
مگر
جو میں نے چُنا وہ محبت ہے

جب انسان کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں
تو
اس پر اللہ کی رحمت برستی ہے۔۔!

قناعت سے کوئی شخص بھوکا نہیں مرجاتا۔
اور
حرص سے کوئی بادشاہ نہیں بن جاتا۔۔!

جسم پر روح کی شرافت کو اس سے سمجھ لو کہ جسم کی پرورش روح کرتی ہے،بغیر روح کے جسم کس قدر ذلیل شے ہے کہ اسے مٹی میں دفن کر دیا جاتا ہے۔
جسم کی وسعت دو گز سے زیادہ نہیں ہے لیکن روح کی پہنچ آسمان تک ہے۔